www.KitaboSunnat.com

ولكن البر من آمن بالله واليوم الآخر والملائكة والكتاب والنبيين

ایمان اور عقل

تصنیف

مولانا ابوالکلام آزاد علیہ الرحمۃ

ترتیب

محمد رفیق چودھری

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

Institute of Islamic Studies
LIBRARY
2170
Punjab University Lbr.

DATA ENTERED

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ

ایمان اور عمل

تصنیف

مولانا ابو الکلام آزاد علیہ الرحمۃ

ترتیب

محمد رفیق چودھری

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ قرآنیات ۔ لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	ایمان اور عقل
نام مؤلف	:	محمد رفیق چودھری
ناظم اشاعت	:	حافظ ناصر محمود انور
ناشر	:	مکتبہ قرآنیات
طبع سوم	:	ایک ہزار فروری ۱۹۹۶ء
ہدیہ	:	۹۶ روپے
مطبع	:	فائن پرنٹنگ پریس لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

217 ب

☆ ○ ☆ ○ ☆

"میں اعتقادِ توحید و رسالت اور عملِ صالح کو نجات کے لیے کافی سمجھتا ہوں"۔

(الہلال ج ۴، شمارہ نمبر۱، ص ۲۴)

☆ ○ ☆ ○ ☆

.... "نہ صرف ایمان بالرسل بلکہ ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتب، ایمان بالآخرت بھی ضروری ہے اور جس شخص کو اِس سے انکار ہو وہ نجات کی راہ پر نہیں"۔

(میرا عقیدہ ص ۴۸)

☆ ○ ☆ ○ ☆

"ایمان" سے مقصود یہ ہے کہ اللہ پر، اللہ کے رسولوں پر، یومِ آخرت پر اور قرآن و صاحبِ قرآن پر ایمان لائے اور "عمل" سے مقصود وہ اعمال ہیں جنہیں قرآن نے اعمالِ صالحہ قرار دیا ہے۔

(میرا عقیدہ. ص ۵۰)

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ○ ☆ ○ ☆

"اسلام انسان کے لیے ایک جامع اور اکمل قانون لے کر آیا اور انسانی اعمال کا کوئی مناقشہ ایسا نہیں جس کے لیے وہ حکم نہ ہو۔ وہ اپنی توحید کی تعلیم میں نہایت غیور ہے اور کبھی پسند نہیں کرتا کہ اُس کی چوکھٹ پر جھکنے والے کسی دوسرے دروازے کے سائل ہوں۔ مسلمانوں کی اخلاقی زندگی ہو یا علمی' سیاسی ہو یا معاشرتی' دینی ہو یا دنیاوی' حاکمانہ ہو یا محکومانہ' وہ ہر زندگی کے لیے ایک اکمل ترین قانون اپنے اندر رکھتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ دنیا کا آخری اور عالمگیر مذہب نہ ہو سکتا"۔

(الہلال ۸ ستمبر ۱۹۱۲ء ص ۱۲)

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

	صفحہ
عرض مرتب	13
مولانا ابو الکلام آزادؒ ـــــ مختصر سوانح حیات	18
تمہیدی گزارشات	
ـــ موروثی عقائد	27
ـــ عقیدے کی ضرورت	28
ـــ سائنس اور وحی	28
ـــ قانونِ فطرت	28
ـــ خلافِ عقل اور ماورائے عقل	28
ـــ وحیءِ الٰہی اختلافات کا حل ہے	29
ـــ معرفتِ حق کی راہ	29
ـــ شک یا یقین کی راہ	29
ـــ الہامی ہدایت کی ناگزیریّت	30
ـــ اللہ کا دین	31
ـــ تکوینی اور تشریعی اطاعت	31
باب 1 توحید	
1- کائنات کے مُعمّے کا حل:	33
ـــ کپڑے کے ٹکڑے کی مثال	33
ـــ گورکھ دھندے کی مثال	34

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

__ قُفلِ ابجد کی مثال 34
__ مَعمّائے ہستی 35
__ معمّے کے حل کی طلب 36
__ معمّائے ہستی کا حل 37
__ انسان کا اعلیٰ نصب العین 39
__ انسان کے فطری تقاضے کا جواب 41

2- کائنات کی مادی توجیہہ پر تنقید:

__ مادہ اور فکر و ادراک 43
__ نظریۂ ارتقاء 44
__ حیاتیاتی نقطۂ نظر 45
__ مطالعۂ حقیقت کے لیے مقامِ نظر کی ضرورت 46
__ مادے کی حقیقت 46
__ کائنات کی غیر مادی توضیح 47
__ قدیم ترین تصور 47

3- نظامِ ربوبیت:

__ پانی کی بخشش و تقسیم کا نظام 48
__ عناصرِ حیات 50
__ نظامِ پرورش 51
__ نظامِ ربوبیّت کی وحدت 51
__ دُودھ کی نعمت 54
__ ربوبیّتِ معنوی 55
__ گرد و پیش کی مطابقت 55
__ ہدایتِ وجدان 56
__ ہدایتِ حواس 57

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

___ برہانِ ربوبیّت	58
___ نظامِ ربوبیّت اور وحی و رسالت	60
___ ربوبیّت و رحمت	61
___ ربوبیّت و عبودیّت	62
4- رحمتِ الٰہی :	
___ رحمت سے رحیم کا تصوّر	64
___ "قانون ضرورت" یا رحمتِ الٰہی	64
___ افادہ و فیضانِ فطرت	66
___ تخریب یا تعمیر؟	67
___ جمالِ فطرت	68
___ نغمۂ بلبل اور غوغائے زاغ و زغن	69
___ تعمیر کے ساتھ تحسین	70
___ حسن و زیبائی کی بخشش و رحمت	71
___ قدرتی نعمتیں اور انسان کی ناشکری	72
___ نعمت سے مُنعِم کا تصوّر	73
___ جمالِ معنوی	74
5- تدبیر و حکمت سے مُدبّر و حکیم کا تصوّر:	
___ ظلِّ اجسام کا قانون	76
___ حکمتِ الٰہی	77
___ تدبیرِ الٰہی	78
___ حقیقتِ حیات	79
___ تدبیرِ امور	79
6- متفرقات	
___ انسانی فطرت کا جواب	80

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

__ انسانی عجز 80
__ فطری عقیدہ 80
__ توحید پر کائنات کی شہادت 81
__ دعا 81
__ وجودِ باری تعالیٰ 82
__ وہ ذات و صفات میں یکتا ہے 82
__ شرک کی تردید 82
__ سررشتۂ اتحاد 83
__ خُدا ہے 84
__ سچّا ایمان 84
__ ایمان 85
__ مخلوق اور خالق 85
__ خُدا کی صفات 85

باب 2 رسالت

__ ایمان اور راہِ نجات 89
__ انبیاء 89
__ ہر آبادی میں پیغمبر 89
__ ہدایت کے لیے پیغمبر 89
__ نبی کا وجود بجائے خود دلیل ہے 90
__ کسی بھی رسول پر ایمان نہ لانا کفر ہے 90
__ تفریق بین الرسل 90
__ نبوت کی ذمہ داری 91
__ انبیاء کا داعیانہ جذبہ 92
__ نبی کی صداقت و عصمت 92

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

— تمام انبیاء کی تعلیم ایک ہی تھی 92
— تمام انبیاء کا دین ایک تھا 92
— قرآن میں انبیاء کا ذکر 93
— انبیائے کرام اور اُمم سابقہ 96
— قصص الانبیاء 98
— حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت 100
— حضورؐ کی دعوت 100
— حضورؐ کی شخصیت 101
— مقامِ نبوّت کی حد بندی 102
— ختمِ نبوّت 103

باب 3 آسمانی کتابیں

— ایمان اور نجات 107
— ایمان و عمل 107
— وحی کی اہمیت و ضرورت 107
— وحی کی روشنی 108
— عقل اور وحی 108
— وحی و رسالت کی ضرورت 110
— رحمت سے وحی و تنزیل کی ضرورت پر استدلال 111
— وحی و تنزیل "الحق" ہے 113
— وحی اختلافات کو ختم کرتی ہے 113
— قرآنِ مجید کی خصوصیات 114
— قرآن کی ہدایت 115
— قرآن سننا 116
— وحی کا منکر 116

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 4 آخرت

1- تمہید

__ یقین یا تشکیک 119

2- مقصدیّت

__ تخلیق بالحق 120

__ زندگی کی مقصدیّت 120

__ کائنات کی شہادت 120

3- بُرہانِ ربوبیّت

__ نظامِ ربوبیّت سے وجودِ معاد پر استدلال 121

__ اصل عجیب بات 121

__ دوبارہ وجود کا امکان 122

__ آخرت کی زندگی 122

4- بُرہانِ رحمت

__ رحمت سے معاد پر استدلال 124

__ برہانِ رحمت اور حیاتِ اُخروی 124

5- مَہلتِ حیات

__ مَہلت کا قانون 125

__ ظہورِ نتائج کا وقت 125

__ انفرادی زندگی اور مجازاتِ دنیوی 125

6- قانونِ مکافات

__ جس طرح مادیات میں خواص و نتائج ہیں اسی طرح معنویات میں بھی ہیں 126

__ عذاب و ثواب کا مسئلہ 127

__ میزان 127

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

21766

___ انسانوں کے دو گروہ	128
___ اعمال کا نتیجہ	128
___ قانونِ مکافات	128
7- قانونِ مشیہ	129
8- قرآن اور عقیدۂ آخرت	130
9- بعث بعد الموت کا اثبات	133
___ تخلیقِ حیات اور اعادۂ حیات	133
___ پیدائش کا تناسلی سلسلہ اور قانونِ تحوّل	134
___ عالمِ نباتات اور اعادہ و تحوّل	134
___ قانونِ تاجیل	135
___ تخمِ حیات اور اعادۂ نشاۃ	135
___ قرآن کی اصطلاح میں بعث	136
___ موت اور حیات	136
___ انبعاث تخلیق نہیں ہے' اعادہ و تبدّل ہے	137
___ یہاں وجود کی حقیقت نہیں مٹتی' صورت مٹتی ہے	138
___ تبدّلِ صورت اور بقائے حقیقت سے استدلال	139
___ مواسمِ ہستی کی گردش اور تقویمِ فطرت	140
___ ایک بڑی غلط فہمی	141
___ آخرت اور غفلت	141

ضمیمہ

1- دعوتِ دین	
___ خدا فراموشی کیوں	144
___ عمل کا پہلا قدم	144

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ـــ اطاعتِ خداوندی	145
ـــ مقامِ عزیمت	147
2- دعوتِ حق کی پُکار	150
3- اختتامیہ	175

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مُرتّب

بر چہرۂ حقیقت اگر ماند پردۂ
جرم نگاہِ دیدۂ صورت پرستِ ماست

آج کا مُتمدّن انسان اگرچہ حریّتِ فکر، آزادیٔ رائے اور رواداری کے فخریہ دعوے رکھتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ کیف و کم کے لحاظ سے پہلے سے بھی زیادہ تعصّب، جانبداری اور تنگ نظری کا شکار ہے، اس لیے وہ بعض اعلیٰ تعلیمات اور باکمال شخصیات کے بارے میں نہایت متعصّبانہ بلکہ مُعاندانہ رویّہ رکھتا ہے۔

یہ صورتِ حال تلاشِ حق کی راہ کا سب سے گراں پتھر ہے۔

لیکن باشعور انسانوں کے لیے صحیح نقطۂ نظر یہی ہو سکتا ہے کہ وہ یہ نہ دیکھیں کہ کون کہہ رہا ہے بلکہ یہ دیکھیں کہ کیا کہہ رہا ہے۔ **اُنْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ۔**

پھر جو کچھ اُس نے کہا ہے اُس پر غور کریں اور حقیقت کی منزل تک پہنچنے کے لیے کسی نشانِ راہ سے بھی اِعراض اور صرفِ نظر نہ کریں۔ صرف اسی صورت میں ہم لیلائے حقیقت سے ہم کنار ہو سکتے ہیں اور گوہرِ مقصود کو پا سکتے ہیں۔

دورِ جدید فکری و نظری اعتبار سے تشکیک اور الحاد کا دور ہے، اور یہ مرض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اپنے مَولد و منشا عالمِ کفر ہی میں نہیں پھیلا بلکہ آج پورے عالمِ اسلام میں اس کا اثر و نفوذ صاف دیکھا جا سکتا ہے۔ موجودہ انسان کے دل و دماغ میں کائنات اور انسانی زندگی سے متعلق جن نئے تصورات نے پرورش پائی ہے ان میں مادی جبریّت' وجودیّت' بے مقصدیّت' اباحیّت' قوم پرستی' لذت کیشی اور مفادات پرستی کے تصورات نہایت نمایاں ہیں۔ ع

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

پھر انہی مذموم تصورات کے یہ برگ و بار ہیں کہ آج کی متمدن ترین انسانی دنیا میں ظلم و معصیت' افتراق و تشتّت' فتنہ و فساد اور غارت گری و ہلاکت خیزی کا بازار گرم ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ۔

یہ ہولناک صورت حال مجرّد اِس بنیادی کج اندیشی اور کج روی کا نتیجہ ہے کہ انسان نے اپنے آپ کو قادرِ مطلق سمجھ کر' خود مختار جان کر' اپنی خواہشِ نفس کو معیارِ حق و باطل قرار دے کر اور خود کو عقلِ کُل تصور کر کے آگے قدم بڑھانا چاہا ہے۔ اب وہ ایک قدم آگے بڑھتا ہے تو اسے دس قدم پیچھے ہٹنا پڑتا ہے۔ اس کی یہ دشت پیمائیاں اور صحرا نوردیاں آج محض فِيْ كُلِّ وَادٍ يَهِيْمُوْنَ اور يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ کا منظر پیش کر رہی ہیں اور فلاحِ انسانیت کی لیلائے منزل ہے کہ روز بروز دور سے دور تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ع

چندانکہ دست و پا زدم آشفتہ تر شدم

ہماری دنیا کی اس تاریکی و ظلمت کو مٹانے کے لیے روشنی کا وہ کون سا چراغ ہے جو اُجالا کر دے سکتا ہے۔ ایسے جمود کو توڑنے کے لیے وہ کون سی قوت ہے جو تحریک پیدا کر دے سکتی ہے۔ ایسے خوابِ غفلت کو دور کرنے کے لیے وہ کون سی صدا ہے جو جگا دے سکتی ہے اور ایسے بگاڑ کے خاتمے کے لیے وہ کون سا پیغام عمل ہے جو امنِ عالم کا ضامن ہو سکتا ہے؟

اس کے لیے ایمان اور عملِ صالح کا نسخۂ شفا ہماری تمام کج بینیوں' گمراہیوں اور بیماریوں کا درماں بن سکتا ہے۔ ع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے طبیبِ جُملہ علّت ہائے ما

عہدِ حاضر کے انسان کا رجحان چونکہ ایمانیات کی چیزوں کو بھی اپنے عقلی معیار پر پرکھ کر ماننے کا ہے۔ اس لیے پہلے سے بڑھ کر آج اس بات کی ضرورت ہے کہ اسلام کے ایمانیات کو بھی عقلی استدلال کے ذریعے اور متکلمانہ انداز میں سمجھانے کی کوشش کی جائے۔ اس سلسلے میں مولانا ابو الکلام آزادؒ کی بعض کاوشیں اور تحریریں نہایت درجہ مفید' تشکیک شکن اور ایمان پرور ہیں۔ تالیف ہذا مولانا مرحوم ہی کی ان بو قلموں تحریروں کو جمع کر کے مرتب کی گئی ہے جن کا تعلق اسلامی عقائد سے ہے۔

اگرچہ مولانا مرحوم کے بارے میں بعض لوگوں کا یہ اعتراض ہے کہ ان کی تفسیر سورہ فاتحہ پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے وہ وحدتِ ادیان کے قائل تھے اور یہ کہ اُخروی نجات کے لیے ایمان بالرسالت کو ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن دراصل یہ ان پر اِتہام اور بُہتان ہے۔ میں سمجھتا ہوں جن لوگوں نے مولانا مرحوم پر یہ الزام لگایا ہے انہوں نے ان کی تفسیر ترجمان القرآن کا یا تو خود مطالعہ نہیں کیا تھا یا اگر کیا تھا تو تعصب سے پاک ہو کر نہیں کیا تھا' ورنہ وہ ان پر کبھی یہ الزام نہ لگاتے۔ کیونکہ مولانا مرحوم نے نہ صرف اپنی تفسیر میں بلکہ اپنی بعض دوسری تحریروں میں جا بجا ایمان بالرسالت کو نجات کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں وہ فرماتے ہیں کہ:

۱۔ "نہ صرف ایمان بالرسل بلکہ ایمان بالملائکہ' ایمان بالکتب' ایمان بالآخرت بھی ضروری ہے اور جس شخص کو اس سے انکار ہو' وہ نجات کی راہ پر نہیں"۔ (میرا عقیدہ' مولانا ابو الکلام آزاد' شائع کردہ مکتبہ جامعہ' کراچی ۱۹۵۹)

۲۔ "قرآن کے نزدیک نہ صرف انبیاء پر ایمان نہ لانا کفر ہے بلکہ کسی ایک رسول سے انکار بھی کفر ہے یعنی سلسلۂ نبوت کی ایک کڑی کا انکار بھی سب کا انکار ہے' اور دروازۂ نجات بند کر دیتا ہے۔ اگر ایمان بالرسل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری نہیں تو تفریق بین الرسل کیوں کفر ہو"۔ (میرا عقیدہ' ص ۴۷' ۴۸)

۳۔ "جو کوئی تفریق بین الرسل کرتا ہے' یعنی کسی کو مانتا ہے کسی کو نہیں مانتا' وہ فی الحقیقت خدا کے پورے سلسلۂ ہدایت کا مُنکِر ہے"۔ (ترجمان القرآن' ج ۱' ص ۲۸۶۔ سورۂ بقرہ آیت ۱۳۶)

۴۔ "قرآن نے جا بجا "تفریق بین الرسل" کو انکار کی راہ قرار دیا ہے اور ایمان کی راہ یہ بتلائی ہے کہ بلا تفریق سب کی تصدیق کی جائے۔ وہ کہتا ہے یہاں راہیں دو ہی ہیں' تیسری نہیں ہو سکتی۔ ایمان کی راہ یہ ہے کہ سب کو مانو' انکار کی راہ یہ ہے کہ سب کا یا کسی ایک کا انکار کرو۔ یہاں کسی ایک کا انکار بھی وہی حکم رکھتا ہے جو سب کے انکار ہے"۔

۵۔ "خدا ایک ہے۔ اس کی سچائی ایک ہے۔ لیکن سچائی کا پیغام بہت سی زبانوں نے پہنچایا ہے۔ پھر اگر تم کسی ایک پیغمبر کی تصدیق کرتے ہو' دوسرے کا انکار کر دیتے ہو تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ ایک ہی حقیقت کو ایک جگہ مان لیتے ہو' دوسری جگہ ٹھکرا دیتے ہیں۔ ایک ہی بات کو مانتے بھی ہو اور رد بھی کرتے ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسا ماننا ماننا نہیں ہے بلکہ ایک زیادہ بُری قسم کا انکار ہے"۔ (ترجمان القرآن ج ۱' ص ۲۳۲ تا ۲۳۳)

مذکورہ اقتباسات سے ثابت ہوتا ہے کہ معترضین نے کس طرح مولانا مرحوم پر ایک بے سروپا الزام عائد کر کے ان کو بدنام کرنے کی دانستہ یا غیر دانستہ کوشش کی ہے اور بڑے لوگوں پر اس طرح کے جھوٹے الزامات کی فہرست بڑی طولانی ہے۔ چنانچہ امتِ مُسلمہ کا کوئی بڑا عالم اِس طرح کے جھوٹے الزامات سے کبھی محفوظ نہیں رہا۔

اگرچہ اہلِ نظر اس کتاب میں تصنیفی حسن کی کمی محسوس کریں گے اس کا سبب یہ ہے کہ یہ کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے بلکہ ایمانیات سے متعلق مولانا مرحوم کی بکھری ہوئی تحریروں کو جمع کر کے ایک خاص ترتیب سے یکجا کر دیا گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ البتہ ایمانیات کے بارے میں انہیں انشاء اللہ دلائل و براہین کی تشنگی کا احساس نہیں ہو گا کیونکہ مولانا مرحوم کے اسلوبِ بیان میں دلیل اور جذبے کا وہ حسین امتزاج موجود ہے جو ان کی بات کو موثر اور دل پذیر بنا دیتا ہے۔

خالقِ ارض و سما سے دعا ہے کہ وہ تمام لوگ اس کتاب میں اپنے درد کا درماں پائیں جو ضعفِ ایمانی' تشکیک' الحاد اور لا اُدریت کے امراض میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس حقیر سعی کو حق و صداقت کے طالبین کے لیے مفید اور موجبِ ہدایت بنائے اور اس کے ذریعے اہلِ ایمان کو ان کے ایمان میں اضافہ فرمائے۔ مُصنّف مرحوم کو اپنی خاص رحمت سے نوازے اور مرتب کو جزائے خیر عطا فرمائے' آمین! ثم آمین!

محمد رفیق چودھری
لاہور' ۱۰ نومبر ۱۹۹۴ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوُ الکلام آزادؒ

مختصر سوانح حیات

کم لذّتم و تیمتم افزوں زِ شمار ست
گوئی ثمرِ پیشتر از باغ وجودم!

دماغ مشرق، خطیبِ معجز بیان، ادیبِ سحر طراز، مفسّرِ قرآن، مجتہدِ بالغ نظر، متکلّمِ اسلام، کوہِ عزم و ثبات، محسنِ مہجور، امام الہند، محی الدین احمد، مولانا ابو الکلام آزادؒ، ذوالحجہ ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء کو مکّہ مکرمہ میں مُتولّد ہوئے۔ پھر آپ کے والد مولانا خیر الدین اپنے خاندان سمیت کلکتہ منتقل ہو گئے اور یہیں سے مولانا آزادؒ نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۱۲ء میں ہفتہ وار اخبار "الہلال" جاری کیا۔ یہ ایک انقلابی جریدہ تھا جسے جلد ہی ملک بھر میں ایک منفرد اور بلند مقام حاصل ہو گیا۔ اس کے اچھوتے اسلوبِ بیان اور مجتہدانہ انداز نے ملک کے دینی اور سیاسی حلقوں کو بہت متاثر کیا۔ اس نے مسلمانوں کے دلوں میں ایک نیا حوصلہ اور تازہ ولولہ پیدا کیا۔ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اسیر مالٹا کے بقول:

"ہم سب اصل کام بھُولے ہوئے تھے، الہلال نے ہمیں یاد دلایا"۔

"الہلال" کی جبری بندش کے بعد ۱۹۱۵ء میں مولانا نے (البلاغ) نکالا مگر وہ بھی انگریز حکومت کی "عنایت" سے بہت جلد بند ہو گیا۔

مولانا ۱۹۱۶ء میں پہلی بار گرفتار ہوئے اور کلکتہ کے قریب رانچی کے مقام پر چار سال تک نظربند رہے۔ اس دوران میں انہوں نے اپنی کتاب "تذکرہ" لکھی۔ پھر تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا، ۱۹۲۱ء تحریک۔ ترکِ موالات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Non-Cooperation Movement) چلائی جس کے نتیجے میں پھر گرفتار کر لیے گئے اور ایک سال کے لیے جیل بھیج دیئے گئے۔ سزا سے قبل عدالت میں مولانا نے جو جرات مندانہ اور بے باکانہ بیان دیا تھا وہ حق گوئی کی بہترین مثال ہے۔ استغاثہ کی طرف سے آپ پر الزام یہ تھا کہ دو موقعوں پر ایسی تقریریں کی ہیں جن سے دفعہ ۱۲۴۔الف کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ اس الزام ہی کے اعتراف میں مولانا نے فرمایا تھا:

"میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے صرف انہی دو موقعوں پر نہیں بلکہ گزشتہ دو سال (۱۹۲۰ء ۔ ۱۹۲۱ء) کے اندر اپنی بے شمار تقریروں میں اس اور اسی مطلب کے لیے اس سے زیادہ واضح اور قطعی جملے کہے۔ ایسا کہنا میرے اعتقاد میں میرا فرض ہے۔ میں فرض کی تعمیل میں اس لیے باز نہیں رہ سکتا کہ وہ (دفعہ ۱۲۴۔الف کا) جرم قرار دیا جائے گا۔ میں اب بھی ایسا ہی کہنا چاہتا ہوں اور جب تک بول سکتا ہوں' ایسا ہی کہتا رہوں گا۔ اگر میں ایسا نہ کہوں تو اپنے آپ کو خدا اور اس کے بندوں کے آگے بدترین گناہ کا مجرم سمجھوں"۔

یقیناً میں نے کہا کہ موجودہ گورنمنٹ بہت ظالم ہے' لیکن اگر میں یہ نہ کہوں تو کیا کہوں؟ میں نہیں جانتا کیوں مجھ سے توقع کی جائے کہ ایک چیز کو اس کے اصل نام سے نہ پکاروں؟ میں سیاہ کو سفید کہنے سے انکار کرتا ہوں۔ میں کم سے کم اور نرم سے نرم لفظ جو اس بارے میں بول سکتا ہوں یہی ہے۔ ایسی ملفوظ صداقت جو اس سے کم ہو' میرے علم میں نہیں۔ میں یقیناً یہ کہتا رہا ہوں کہ ہمارے فرض کے سامنے دو ہی راہیں ہیں' گورنمنٹ ناانصافی اور حق تلفی سے باز آ جائے. ... جو چیز بری ہے' اسے یا تو درست ہونا چاہئے یا مٹ جانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیئے' تیسری بات کیا ہو سکتی ہے۔
جب کہ میں اس گورنمنٹ کی برائیوں پر یقین رکھتا ہوں تو یقیناً" یہ دعا نہیں مانگ سکتا کہ درست بھی نہ ہو اور اس کی عمر بھی دراز ہو"۔

(قولِ فیصل' مولانا ابُو الکلام آزاد' تاج پبلشرز' دہلی ۔ ص ۹۱' ۹۲)

اس وقت مولانا کا یہ اعتراف جرم ایک ایسے جابر و قاہر اقتدار کے سامنے تھے جس کے حدودِ مملکت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا تھا۔

مولانا کا تعلق "جمعیتِ علمائے ہند" سے بھی رہا اور آزادئ ہند کی خاطر کانگریس میں بھی باقاعدہ شمولیت اختیار کی اور کئی بار اس کے صدر منتخب ہوئے۔

انگریز استعمار کے خلاف جہادِ آزادی کے دوران میں کئی بار جیل میں گئے۔ زندگی میں کل دس برس اور سات ماہ قید و بند میں گزارے۔ گویا ستر برس کی مجموعی عمر کے حساب سے ہر سات دنوں میں ایک دن زنداں میں بسر ہوا۔ آپ کا انتقال ۲۲فروری ۱۹۵۸ء کو دہلی میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

آپ کی وفات پر مجلّہ "معارف" (اعظم گڑھ) نے اپنے اداریے (شذرات) میں تحریر کیا:

"مولانا ابو الکلامؒ کی وفات تنہا ہندوستان کا نہیں بلکہ پوری دنیائے اسلام کا حادثہ ہے اور اس پر جتنا ماتم بھی کیا جائے کم ہے۔ ع

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں

مگر برصغیر پاک و ہند میں مولانا کا یہی حال رہا کہ ؎

شاہدے درمیانِ کوران است
مصحفے درمیان زندیقاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصانیف :

"الہلال" اور "البلاغ" کے علاوہ آپ کی تصانیف میں قرآن مجید کی دو جلدوں میں نامکمل تفسیر (سورۂ نور تک)' تذکرہ' غبارِ خاطر' جامع الشواہد' مسئلہ خلافت' شہادتِ حسینؓ اور قولِ فیصل بہت اہم ہیں۔

علمی و ادبی مقام :

مولانا کا علمی و ادبی مرتبہ بہت بلند ہے۔ آپ ان علمائے حق میں سے ہیں جن پر امتِ مسلمہ فخر و ناز کر سکتی ہے۔ پاک و ہند کے مشہور عالمِ دین سیّد ابو الحسن علی ندوی نے مولانا کے بارے میں کہا ہے :

> "خود داری' بصیرت' اصابتِ رائے' پختگی فکر' دقتِ نظر' زہد و تقویٰ' ظاہر و باطن میں یکسانیت' جہاد فی سبیل اللہ کا شوق' جُہدِ مسلسل کا ولولہ' پہاڑوں کی طرح بلند عزائم' ستاروں کی طرح روشن خیالات' چاند کی طرح شفاف کردار' سورج کی طرح ہر ایک پر علم کی کرنیں ڈالنے کی خُو' سمندر کی طرح وسیع علم' زمین کی طرح ہموار گفتگو' دریاؤں کی طرح رواں دواں طبیعت اور ہمہ گیر صلاحیتوں کے مجموعے کا نام ابو الکلام آزادؒ تھا۔"[1]

مولانا ظفر علی خاں آپ کی مجتہدانہ صلاحیت کا اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

؎ جہانِ اجتہاد میں سَلَف کی راہ گم ہوئی
تجھے اگر ہو پوچھنا تو پُوچھ ابو الکلام سے

جن لوگوں نے آپ کی تحریروں کا غیر جانبداری سے مطالعہ کیا ہے وہ اس بات کا اعتراف کرنے میں کبھی بخل سے کام نہیں لے سکتے کہ بلاشبہ مولانا اردو کے بہت عظیم انشا پرداز ہیں۔ یہ ان کے قلم کا اعجاز ہے کہ انہوں نے چڑیا چڑے کی کہانی بھی لکھی تو وہ ادبِ عالیہ کا نمونہ بن گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا کا "الہلال" ادبی تاثیر کے لحاظ سے "سحر الحلال" تھا۔ اردو کے معروف شاعر حسرت موہانی نے کہا ہے:

جب سے دیکھی ابو الکلام کی نثر نظمِ حسرت میں بھی مزا نہ رہا

مشہور ادیب سجاد انصاری اپنی کتاب "محشرِ خیال" میں لکھتے ہیں:

"میرا عقیدہ ہے کہ اگر قرآن نازل نہ ہو چکا ہوتا تو یا مولانا ابو الکلام کی نثر اس کے لیے منتخب کی جاتی یا اقبال کی نظم"۔

مولانا کے اسلوبِ بیان کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ اگر ان کی کوئی تقریر لکھ لی جائے تو وہ ایک بلند پایہ علمی مضمون کا درجہ پاتی ہے اور اگر ان کی کسی تحریر کو حفظ کر کے زبانی سنایا جائے تو وہ ایک دل نشین تقریر ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر ملک زادہ منظور احمد لکھتے ہیں کہ:

"ان کے قلم سے نکلا ہوا ہر جملہ قرآنی طرزِ بیان کا عکس لیے ہوئے ہوتا ہے۔ وہ پہلے ہمارے وجدان کو متاثر کرتے ہیں اور پھر ہمارے دل کے دروازے سے داخل ہو کر ہمارے دماغ تک پہنچ جاتے ہیں اور اس کو منوّر کر دیتے ہیں"۔

(بحوالہ آزاد فکر و فن، ص ۳۷۵)

مولانا محمد علی جوہرؒ اکثر کہا کرتے تھے:

"مجھے لیڈری ابو الکلام کی نثر اور اقبال کی شاعری نے سکھائی ہے"۔

شبلیؒ مرحوم کہا کرتے تھے:

"میں ایجاز کا بادشاہ ہوں اور ابو الکلام اطناب کا بادشاہ ہے"۔

مولانا کی تفسیر ان کے علم و فضل کا، اور 'غبارِ خاطر' ان کی ادبیت و انشاء پردازی کا شاہکار ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریۂ قومیت :

اسلام اور نظریۂ قومیت کے بارے میں مولانا مرحوم کا موقف یہ تھا:

"میں مسلمان ہوں اور فخر کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ مسلمان ہوں۔ اسلام کے تیرہ سو برس کی شان دار روایتیں میرے ورثے میں آئی ہیں۔ میں تیار نہیں ہوں کہ اس کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی ضائع ہونے دوں۔ اسلام کی تعلیم، اسلام کی تاریخ، اسلام کے علوم و فنون، اسلام کی تہذیب میری دولت کا سرمایہ ہے اور میرا فرض ہے کہ اس کی حفاظت کروں۔ بحیثیت مسلمان ہونے کے میں مذہبی اور کلچرل دائرے میں اپنی خاص ہستی رکھتا ہوں اور میں برداشت نہیں کر سکتا کہ اس میں کوئی مداخلت کرے۔ لیکن ان تمام احساسات کے ساتھ میں ایک اور احساس بھی رکھتا ہوں جسے میری زندگی کی حقیقتوں نے پیدا کیا، اسلام کی روح مجھے اس سے نہیں روکتی۔ بلکہ وہ اس راہ میں میری راہ نمائی کرتی ہے۔ میں فخر کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ میں ہندوستانی ہوں، میں ہندوستان کی ایک ناقابل تقسیم متحدہ قومیت کا ایک ایسا عنصر ہوں، جس کے بغیر اس کی عظمت کا ہیکل ادھورا رہ جاتا ہے، میں اس کی تکوین (بناوٹ) کا ایک ناگزیر عامل (Factor) ہوں۔ میں اس دعویٰ سے کبھی دست بردار نہیں ہو سکتا۔ ...

ہم اپنے ساتھ کچھ ذخیرے لائے تھے اور یہ سرزمین بھی اپنے ذخیروں سے مالا مال تھی۔ ہم نے اپنی دولت اس کے حوالے کر دی اور اس نے اپنے خزانوں کے دروازے ہم پر کھول دیے۔ ہم نے اسے اسلام کے ذخیرے کی وہ سب سے زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیمتی چیز دے دی جس کی اسے سب سے زیادہ احتیاج تھی۔
ہم نے اسے جمہوریت اور انسانی مساوات کا پیام پہنچا دیا۔
تاریخ کی پوری گیارہ صدیاں اس واقعہ پر گذر چکی ہیں۔ اب
اسلام بھی اس سرزمین پر ویسا ہی دعویٰ رکھتا ہے جیسا دعویٰ
ہندو مذہب کا ہے۔ اگر ہندو مذہب کئی ہزار برس سے اس
کے باشندوں کا مذہب رہا ہے تو اسلام بھی ایک ہزار برس
سے اس کے باشندوں کا مذہب چلا آتا ہے۔ جس طرح ایک
ہندو فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ وہ ہندوستانی ہے اور ہندو
مذہب کا پیرو ہے' ٹھیک اسی طرح ہم بھی فخر کے ساتھ کہہ
سکتے ہیں کہ ہم ہندوستانی ہیں اور مذہبِ اسلام کے پیرو
ہیں"۔

(خطبۂ صدارت کانگریس' رام گڑھ ۱۹۴۰ء سے ایک اقتباس)

"دفاعی قومیت اسلام کے منافی نہیں البتہ ہجومی (جارحانہ)
قومیت اسلام کے منافی ہے' مگر اس وقت ہماری جدوجہد میں
سوال جارحانہ قومیت کا نہیں بلکہ دفاعی قومیت کا ہے' یعنی
اس وقت ہمارے سامنے ہندوستان کو غاصبوں کے چنگل سے
نجات دلانے کا سوال ہے۔ سو اس امر میں مسلمان کو ہندو
کے ساتھ ایک قوم بن کر دفاع کی کوشش سے پرہیز نہیں کرنا
چاہیئے۔

ترکی اور ایران وغیرہ میں قومیّت اور وطنیّت کے نام پر جو کچھ
کیا گیا—— وہ ہمارے لیے کسی طرح قابلِ تقلید نہیں' ہمیں
یہاں رہ کر ہندوستانیت اور اسلام دونوں کے رشتوں کو باقی
رکھنا ہے اور یورپ کی قوموں کی طرح ہم ایک لمحہ کے لیے
اسلام کے اس وسیع رشتہ کو جو ہمیں دنیا کے کروڑوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں سے وابستہ کرتا ہے' ہندوستانی قومیّت کے اندر فنا نہیں کر سکتے"۔.....

"مسلمانوں کو صاف طور پر چلّا کر اور پُکار کر یہ اعلان کر دینا چاہئے اور اس اعلان کو ہر در و دیوار پر نقش کر دینا چاہئے کہ وہ ہندویت میں جذب ہونے کے لیے ایک لمحے کے واسطے بھی تیار نہیں۔ بحیثیت مسلمان ان کی جو قومی خصوصیات ہیں اس کو وہ نہ صرف باقی رکھیں گے بلکہ ان کو ترقی دیں گے۔ کانگریس میں شریک ہونے اور آزادئ ہند کی جدوجہد میں اپنے ہندو ہم وطنوں کے دوش بدوش چلنے کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ مسلمان اپنے امتیازی ملی خصائص کو خیرباد کہہ دیں اور ہندوستان کی متحدہ قومیت کے سمندر میں بداگانہ ملی عنصر کو محو کر کے رکھ دیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ اور نہ انشاء اللہ ایسا ہو گا۔....

ہم کو ہندوستان میں ایک ممتاز عنصر بن کر تو ضرور رہنا چاہئے لیکن ایک مخالف و جنگجو عنصر نہ بننا چاہئے بلکہ ہندوستان کی ملی جلی مشترک زندگی میں ایک ممتاز مگر ہم آہنگ جزو کی طرح رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ گویا قومیت کے نظریے کو اس حد تک تسلیم کر لینا چاہئے جہاں تک ہمارے ملی خصائص کو محفوظ رکھ کر اسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔.....

میں نے مسلم لیگ کے ذمہ دار افراد سے کہا تھا کہ وہ یکے بعد دیگرے یہ تین مقدمات مان لیں تو پھر لیگ اور کانگریس کا سارا جھگڑا ختم ہو جائے گا' یعنی (۱) آزادی کامل (۲) اس کے حصول کے لیے کانگریس کے دوش بدوش جدوجہد اور (۳) مسلم حقوق کے تحفظ کے لیے مسلم لیگ کو ایک جداگانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت کی حیثیت سے قائم رکھنا۔۔۔۔۔۔
اگر مسلمان اس پر یقین رکھتے ہیں کہ انگریز کے چلے جانے کے بعد ہندو اقتدار ان کے لیے نقصان رساں ثابت ہو گا تو یہ چیز پیکٹ (Pact) کر لینے کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ پیکٹ (Pact) کا کر لینا اس خطرے کو ہرگز دفع نہیں کر سکتا لیکن مجھے مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں ذرا بھی مایوسی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو قوم خیبر سے قسطنطنیہ تک ایک ایسی لمبی سڑک رکھتی ہے جس میں ایک انچ بھی غیر مسلم اقتدار کے زیرِ اثر نہیں، وہ قوم کبھی نقصان میں نہیں رہ سکتی اور نہ اس کی امتیازی مِلّی حیثیت فنا ہو سکتی ہے"۔[۱]
(نیشنل تحریک ـــــ قلمی، ۱۹۳۹ء سے اقتباسات)

ایک جامع شخصیت :

مولانا غلام رسول مہر نے آپ کے بارے میں بجا طور پر کہا ہے:
"مولانا آزاد ایک نادرِ روزگار شخصیت کے مالک تھے اور ایسے گوناگوں اوصاف و محاسن کسی ایک وجود میں بہت ہی کم جمع ہوئے ہیں۔ انہوں نے زندگی کے اتنے دائروں میں انتہائی بلند مقام حاصل کیا جن کا حصر مشکل ہے اور ان میں سے کسی ایک دائرے میں ویسی بلندی حاصل کر لینا بڑے سے بڑے انسان کے لیے بھی دائمی فخر کا سامان ہو سکتا ہے"۔
الغرض مولانا کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ آپ جیسی شخصیتیں روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔

عمر ہا در کعبہ و بُت خانہ می نالد حیات
تا زِ بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

مُرتّب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیدی گزارشات

موروثی عقائد :

"انسان کی دماغی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی روک، اس کے تقلیدی عقائد ہیں۔ اسے کوئی طاقت اس طرح جکڑ بند نہیں کر دے سکتی جس طرح تقلیدی عقائد کی زنجیریں کر دیا کرتی ہیں۔ وہ ان زنجیروں کو توڑ نہیں سکتا، اس لیے کہ توڑنا چاہتا ہی نہیں۔ وہ انہیں زیور کی طرح محبوب رکھتا ہے۔ ہر عقیدہ، ہر عمل، ہر نقطۂ نگاہ، جو اسے خاندانی روایات اور ابتدائی تعلیم و صحبت کے ہاتھوں مل گیا ہے، اس کے لیے ایک مقدس ورثہ ہے۔ وہ اس ورثہ کی حفاظت کرے گا مگر اسے چھونے کی جرات نہیں کرے گا۔ بسا اوقات موروثی عقائد کی پکڑ اتنی سخت ہوتی ہے کہ تعلیم اور گرد و پیش کا اثر بھی اسے ڈھیلا نہیں کر سکتا۔ تعلیم، دماغ پر ایک نیا رنگ چڑھا دے گی لیکن اس کی بناوٹ کے اندر نہیں اترے گی۔ بناوٹ کے اندر ہمیشہ نسل، خاندان اور صدیوں کی متوارث روایات ہی کا ہاتھ کام کرتا رہے گا"۔۔۔ ١

عدم علم یا عدم حقیقت :

کسی بات کے احاطہ نہ کر سکنے سے اس کا انکار لازم نہیں آ جاتا۔۔۔ ٢

حق و باطل کا معیار انسانوں کی قلت و کثرت نہیں ہے :

حق و باطل کے معاملے میں انسانوں کی قلت و کثرت معیار نہیں ہو سکتی۔ بلکہ حقیقت اور سچائی کے بنیادی اصولوں ہی پر فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ بسا اوقات گمراہی و حق فراموشی کے ایسے اوقات آ جاتے ہیں کہ نوع انسانی کی اکثریت حق و یقین کی روشنی سے محروم ہو جاتی ہے۔۔۔۔ گمراہیوں کی کثرت کو نہ دیکھو یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھو کہ کون سی راہ یقین اور بصیرت کی راہ ہے اور کون سی جہل و گمنا کی راہ ہے۔۔۳

عقیدے کی ضرورت :

"فلسفہ شک کا دروازہ کھول دے گا اور پھر اسے بند نہیں کر سکے گا۔ سائنس ثبوت دیدے گا مگر عقیدہ نہیں دے سکے گا۔ لیکن مذہب ہمیں عقیدہ دے دیتا ہے اگرچہ ثبوت نہیں دیتا اور یہاں زندگی بسر کرنے کے لیے صرف ثابت شدہ حقیقتوں ہی کی ضرورت نہیں بلکہ عقیدے کی بھی ضرورت ہے۔ ہم صرف انہی باتوں پر قناعت نہیں کر سکتے جنہیں ثابت کر سکتے ہیں اور اس لیے مان لیتے ہیں۔ ہمیں کچھ باتیں ایسی بھی چاہئیں جنہیں ثابت نہیں کر سکتے لیکن مان لینا پڑتا ہے"۔۔۴

سائنس اور وحی :

"علم (Science) عالمِ محسوسات سے سروکار رکھتا ہے۔ مذہب ماوراء محسوسات کی خبر دیتا ہے۔ دونوں میں دائروں کا تعدّد ہوا مگر تعارُض نہیں ہوا۔ جو کچھ محسوسات سے ماوراء ہے ہم اسے محسوسات سے مُعارِض سمجھ لیتے ہیں اور یہیں سے ہمارے دیدۂ کج اندیش کی ساری درماندگیاں شروع ہو جاتی ہیں"۔۔۵

قانونِ فطرت :

"اگر تم آنکھیں نہیں کھولو گے تو تمہارے آگے ایک سیاہ پردہ حائل ہو جائے گا۔ اگر تم سننا نہیں چاہو گے تو تمہارے کان بہروں کے کان ہو جائیں گے۔ اگر تم سوچنے سے انکار کر دو گے تو تمہاری عقل پر پردے پڑ جائیں گے"۔۔۶

خلافِ عقل اور ماورائے عقل :

"دو صورتیں ہیں اور دونوں کا حکم ایک نہیں' ایک یہ کہ کوئی بات عقل کے خلاف ہو' ایک یہ کہ تمہاری عقل سے بالاتر ہو۔ بہت سی باتیں ایسی ہو سکتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جن کا تمہاری سمجھ احاطہ نہیں کر سکتی' لیکن تم یہ فیصلہ نہیں کر دے سکتے کہ وہ سرے سے خلافِ عقل ہیں۔ اول تو تمام افراد کی عقلی قوت یکساں نہیں۔ ایک آدمی موٹی سی بات بھی نہیں سمجھ سکتا۔ دوسرا باریک سے باریک نکتے حل کر لیتا ہے۔ ثانیاً" عقلِ انسانی برابر نشو و نما کی حالت میں ہے۔ ایک عہد کی عقل جن باتوں کا ادراک نہیں کر سکتی' دوسرے عہد کے لیے وہ عقلی مسلّمات بن جاتی ہیں۔ ثالثاً" انسانی عقل کا ادراک ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور عقل ہی کا فیصلہ ہے کہ حقیقت اسی حد پر ختم نہیں ہو جاتی"۔۔۔۷

وحیٔ الٰہی اختلافات کا حل ہے :

"جن باتوں کو انسان اپنی عقل و ادراک سے نہیں پا سکتا' اور اس لیے طرح طرح کے اختلافات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کوئی کچھ سمجھنے لگتا ہے' کوئی کچھ' وحیٔ الٰہی نمودار ہوتی ہے تاکہ ان اختلافات کو دور کر دے اور بتلا دے کہ اصل حقیقت کیا ہے"۔۔۔۸

معرفتِ حق کی راہ :

انسان کے لیے معرفتِ حق کی راہ کیا ہے؟ صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ ہے کہ کائناتِ خلقت میں تفکر و تدبر کرے۔ مصنوعات کا مطالعہ اسے صانع تک پہنچا دے گا۔ ایک طالبِ صادق اس راہ میں اٹھاتا ہے اور کائناتِ خلقت کے مظاہر و آثار کا مطالعہ کرتا ہے تو سب سے پہلا اثر جو اس کے دل و دماغ پر طاری ہو گا' وہ کیا ہو گا؟ وہ دیکھے گا کہ اس کا وجود اور اس کے وجود سے باہر کی ہر چیز ایک صانع حکیم اور مدبر قدیر کی کار فرمائیوں کی جلوہ گاہ ہے اور اس کی ربوبیت و رحمت کا ہاتھ ایک ایک ذرۂ خلقت میں صاف نظر آ رہا ہے"۔۔۔۹

شک یا یقین کی راہ :

"یہاں راہیں دو ہیں: ایک شک و گمان کی' دوسری یقین و بصیرت کی۔ جو لوگ خدا اور آخرت کے منکر ہیں یا پرستش کی گمراہیوں میں پڑ گئے ہیں' ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس انکار کے لیے کوئی بصیرت نہیں۔ زیادہ سے زیادہ بات جو وہ کہہ سکتے ہیں' یہی ہے کہ "لَا نَدْرِیَ" "ہم نہیں جانتے" ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں' ہم محسوسات کی سرحد سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ پس ان کی جگہ شک اور گمان کی ہوئی۔ لیکن جو انسان اعلان کرتا ہے کہ میں اس بارے میں علم و یقین رکھتا ہوں اور جانتا ہوں کہ حقیقت حال کیا ہے' اس کی جگہ یقین کی جگہ ہے' شک اور گمان کی اس پر پرچھائیں بھی نہیں پڑی۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ کو کس طرف جانا چاہئے؟ اس کی طرف جو زیادہ سے زیادہ یہ جانتا ہے کہ کچھ نہیں جانتا' یا اس کی طرف جس کی پکار کی پہلی بات ہی یہ ہے کہ میرے پاس سر تا سر دلیل و یقین ہے؟"۔[۱۰]

الہامی ہدایت کی ناگزیریّت :

ہم عالم غیب کے اُمور پر کیوں یقین رکھیں؟ کیوں انہیں بے چون و چرا تسلیم کرلیں؟ اس لئے کہ بغیر اس کے زندگی کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا!

ہم وجدانی طور پر محسوس کرتے ہیں کہ ہماری محسوسات کی سرحد سے آگے بھی کچھ ہونا چاہئے لیکن ہمیں علم و ادراک کے ذریعے کوئی یقینی بصیرت نہیں ملتی' اگر اس بارے میں یقین کی کوئی صدا ہے تو وہ صرف الہامی ہدایت کی صدا ہے۔ اگر ہم اس سے انکار کر دیں' تو پھر ہمارے پاس جہل و تاریکی کے سوا کچھ باقی نہیں رہے گا۔

ہم نے اس وقت تک علم و ادراک کے ذریعے' اس بارے میں جو کچھ معلوم کیا ہے' اس میں کوئی یقینی بصیرت ایسی نہیں ہے' جو ان حقائق کے خلاف ہو۔

ہم نے یہاں "یقینی بصیرت" کا لفظ اس لیے کہا کہ عالم غیب کے حقائق کے خلاف اس وقت تک جو کچھ کہا گیا ہے' وہ اس سے زیادہ نہیں ہے کہ یا تو عدم علم کا اعتراف ہے' جیسا کہ تمام حکمائے قدیم و جدید نے کیا' یا پھر انکار ہے تو اس کی بنا تمام تر ظنون و تخمینات ہیں' کوئی ثابت شدہ حقیقت نہیں ہے۔ قرآن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتا ہے' تم گمان و شک کا حربہ لے کر یقین اور بصیرت کا مقابلہ نہیں کر سکتے"۔ ۱۱ھ

اللہ کا دین :

اللہ کا دین اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اس کے ٹھہرائے ہوئے قوانین فطرت کی اطاعت ہے اور آسمان و زمین میں جس قدر مخلوق ہے' سب قوانین الٰہی کی اطاعت ہے۔ پھر اگر تمہیں اللہ کے قانونِ فطرت سے انکار ہے تو اللہ کے قانون کے سوا کائناتِ ہستی میں اور کون سا قانون ہو سکتا ہے؟ کیا تمہیں اس راہ پر چلنے سے انکار ہے جس پر تمام کارخانۂ ہستی چل رہا ہے؟"۔ ۱۲

تکوینی اور تشریعی اطاعت :

کائناتِ ہستی میں جس قدر مخلوق ہے' سب اللہ کے احکام و قوانین کے آگے جھکی ہوئی ہے۔ اجرامِ سماویہ سے لے کر درختوں اور پتھروں تک' کوئی چیز نہیں جس کے لیے اس نے احکام و قوانین نہ ٹھہرا دیے ہوں' اور ان کے مطابق ان کی ہستی کا کارخانہ نہ چل رہا ہو۔ پھر اگر یہاں درخت کے ایک پتّا اور پہاڑ کی ایک چٹان کے لیے بھی کسی کے ٹھہرائے ہوئے احکام ہیں تو کیا انسان کے لیے نہیں ہوں گے جو کرۂ ارض کے تمام سلسلۂ خلقت کا ماحصل اور تمام کارخانۂ تخلیق و تکمیل کا آخرین مظہر ہے؟ اور اگر سب کی ہستی و بقا اس پر موقوف ہوئی کہ احکامِ حق کے آگے سربسجود ہیں تو کیا انسان کی ہستی و سعادت کے لیے ایسا ہونا ضروری نہیں"۔ ۱۳ھ

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ غبار خاطر، ص ۱۲۴۔

۲۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۱۸۱۔

۳۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۴۹۳، ۴۹۴۔

۴۔ غبار خاطر، ص ۶۲۔

۵۔ غبار خاطر، ص ۶۵۔

۶۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۵۸۔

۷۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۱۸۰۔

۸۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۲۳۔

۹۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۱۶۱۔

۱۰۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۴۸۱۔

۱۱۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۳۳۸۔

۱۲۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۳۵۹۔

۱۳۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۵۰۷۔

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱

توحید

ا۔ کائنات کے مُعمّے کا حل

"ہم خدا کی ہستی کا اقرار کرنے پر اس لیے بھی مجبور ہیں کہ اگر نہ کریں تو کارخانۂ ہستی کے مُعمّے کا حل باقی نہیں رہتا اور ہمارے اندر ایک حل کی طلب ہے جو ہمیں مضطرب رکھتی ہے":

اگر ایک اُلجھا ہوا معاملہ ہمارے سامنے آتا ہے اور ہمیں اس کی حل کی جستجو ہوتی ہے تو ہم کیا کرتے ہیں؟ ہمارے اندر بالطبع یہ بات موجود ہے اور منطق اور ریاضی نے اسے راہ پر لگایا ہے کہ ہم الجھاؤ پر غور کریں گے۔ ہر الجھاؤ اپنے حل کے لیے ایک خاص طرح کے تقاضے کا جواب چاہتا ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ ایک کے بعد ایک' طرح طرح کے حل سامنے لائیں اور دیکھیں اس تقاضے کا جواب ملتا ہے یا نہیں؟ پھر جونہی ایک حل ایسا نکل آئے گا جو الجھاؤ کے سارے تقاضوں کا جواب دیدے گا اور معاملے کی ساری کلیں ٹھیک ٹھیک بیٹھ جائیں گی' ہمیں پورا یقین ہو جائے گا کہ الجھاؤ کا صحیح حل نکل آیا اور صورت حال کی یہ اندرونی شہادت ہمیں اس درجہ مطمئن کر دے گی کہ پھر کسی بیرونی شہادت کی احتیاج باقی نہیں رہے گی۔ اب کوئی ہزار شبہے نکالے' ہمارا یقین متزلزل ہونے والا نہیں"۔

ا۔ کپڑے کے ٹکڑے کی مثال :

"فرض کیجئے' کپڑے کے تھان کا ایک ٹکڑا کسی نے پھاڑ لیا ہو اور ٹکڑا پھٹا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا اس طرح ٹیڑھا ترچھا اور دندانہ دار ہو کہ جب تک ویسے الجھاؤ کا ایک ٹکڑا وہاں آکر بیٹھتا نہیں، تھان کی خالی جگہ بھرتی نہیں۔ اب اسی کپڑے کے بہت سے ٹکڑے ہمیں مل جاتے ہیں اور ہر ٹکڑا وہاں بٹھا کر ہم دیکھتے ہیں کہ اس خلا کی نوعیت کا تقاضا پورا ہوتا ہے یا نہیں، مگر کوئی ٹکڑا ٹھیک بیٹھتا نہیں۔ اگر ایک گوشہ میل کھاتا ہے تو دوسرے گوشے جڑنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اچانک ایک ٹکڑا ایسا نکل آتا ہے کہ ٹیڑھے ترچھے کٹاؤ کے سارے تقاضے پورے کر دیتا ہے اور صاف نظر آتا ہے کہ صرف اسی ٹکڑے سے یہ خلا بھرا جا سکتا ہے۔ اب اگرچہ اس کی تائید میں کوئی خارجی شہادت موجود نہ ہو لیکن ہمیں پورا یقین ہو جائے گا کہ یہی ٹکڑا یہاں سے پھاڑا گیا تھا"۔

۲۔ گورکھ دھندے کی مثال :

"اس مثال سے ایک قدم اور آگے بڑھایئے اور گورکھ دھندے کی مثال سامنے لایئے۔ بے شمار طریقوں سے ہم اسے مرتب کرنا چاہتا ہیں مگر ہوتا نہیں۔ بالآخر ایک خاص ترتیب ایسی نکل آتی ہے کہ اس کے ہر جز کا تقاضا پورا ہو جاتا ہے اور اس کی چول ٹھیک بیٹھ جاتی ہے اور گو کوئی خارجی دلیل اس ترتیب کی صحت کی موجود نہ ہو لیکن یہ بات کہ صرف اسی ایک ترتیب سے اس کا الجھاؤ دور ہو سکتا ہے بجائے خود ایک ایسی فیصلہ کن دلیل بن جائے گی کہ پھر ہمیں کسی دلیل کی احتیاج باقی ہی نہیں رہے گی۔ الجھاؤ کا دور ہو جانا اور ایک ایسی فیصلہ کن دلیل نقش کا نقش بن جانا بجائے خود ہزار دلیلوں کی ایک دلیل ہے"۔

۳۔ قفل ابجد کی مثال :

"اب علم و تیقن کی راہ میں ایک قدم اور آگے بڑھایئے اور ایک تیسری مثال سامنے لایئے۔ آپ نے حرفوں کی ترتیب سے کھلنے والے قفل دیکھے ہوں گے۔ انہیں پہلے قفل ابجد کے نام پکارتے تھے۔ ایک خاص لفظ کے بننے سے وہ کھلتا ہے اور وہ ہمیں معلوم نہیں۔ اب ہم طرح طرح کے الفاظ بناتے جائیں گے اور دیکھیں گے کہ کھلتا ہے یا نہیں؟ فرض کیجئے، ایک خاص لفظ کے بنتے ہی کھل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ اب کیا ہمیں اس بات کا یقین نہیں ہو جائے گا کہ اسی لفظ میں اس قفل کی کنجی پوشیدہ تھی؟ جستجو جس حل کی تھی وہ قفل کا کھلنا تھا۔ جب ایک لفظ نے قفل کھول دیا تو پھر اس کے بعد باقی کیا رہا جس کی مزید جستجو ہو!"

۴۔ مُعمّائے ہستی :

ان مثالوں کو سامنے رکھ کر اس طلسمِ ہستی کے معمّے پر غور کیجئے جو خود ہمارے اندر اور ہمارے چاروں طرف پھیلا ہوا ہے۔ انسان نے جب سے ہوش و آگہی کی آنکھیں کھولی ہیں' اس معمے کا حل ڈھونڈ رہا ہے۔ لیکن اس پرانی کتاب کا پہلا اور آخری ورق کچھ اس طرح کھویا گیا ہے کہ نہ تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ شروع کیسے ہوئی تھی' نہ اسی کا کچھ سراغ ملتا ہے کہ ختم کہاں جا کر ہوئی اور کیونکر ہو گی؟ ع

اوّل و آخرِ ایں کُہنہ کتاب اُفتادست!

(اس پرانی کتاب کا آغاز اور اختتام دونوں نہیں ملتے) (کلیم ہمدانی)

زندگی اور حرکت کا یہ کارخانہ کیا ہے اور کیوں ہے؟ اس کی کوئی ابتداء بھی ہے یا نہیں؟ یہ کہیں جا کر ختم بھی ہو گا یا نہیں؟ خود انسان کیا ہے؟ یہ جو ہم سوچ رہے ہیں کہ "انسان کیا ہے؟" تو خود یہ سوچ اور سمجھ کیا چیز ہے؟ اور پھر حیرت اور درماندگی کے ان تمام پردوں کے پیچھے کچھ ہے بھی یا نہیں؟

اس وقت سے لے کر' جب کہ ابتدائی عہد کا انسان پہاڑوں کے غاروں سے سر نکال کر سورج کو طلوع و غروب ہوتے دیکھتا تھا' آج تک' جب کہ وہ علم کی تجربہ گاہوں سے سر نکال فطرت کے بے شمار چہرے بے نقاب دیکھ رہا ہے' انسان کے فکر و عمل کی ہزاروں باتیں بدل گئیں مگر یہ معما معما ہی رہا۔

ہم اس الجھاؤ کو نئے نئے حل نکال کر سمجھانے کی جتنی کوششیں کرتے ہیں وہ اور زیادہ الجھتا جاتا ہے۔ ایک پردہ سامنے دکھائی دیتا ہے اسے ہٹانے میں نسلوں کی نسلیں گزار دیتے ہیں لیکن جب وہ ہٹتا ہے تو معلوم ہوتا ہے سو پردے اور اس کے پیچھے پڑے تھے' اور جو پردہ ہٹا تھا' وہ فی الحقیقت پردے کا ہٹنا نہ تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ نئے نئے پردوں کا نکل آتا تھا۔ ایک سوال کا جواب ابھی مل نہیں چکتا کہ دس نئے سوال سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں۔ ایک راز بھی حل نہیں ہو چکتا کہ سو نئے راز چشمک کرنے لگتے ہیں۔

آنسٹائن (Einstein) نے اپنی ایک کتاب میں سائنس کی جستجوئے حقیقت کی سرگرمیوں کو شرلاک ہومز کی سراغ رسانیوں سے تشبیہ دی ہے اور اس میں شک نہیں کہ نہایت معنی خیز تشبیہ دی ہے۔ علم کی یہ سراغ رسانی فطرت کی غیر معلوم گہرائیوں کا کھوج لگانا چاہتی تھی مگر قدم قدم پر نئے نئے مرحلوں اور نئی نئی دشواریوں سے دوچار ہوتی رہی۔ دی مقراطیس (Democritus) کے زمانے سے لے کر جس نے چار سو برس قبل مسیح مادہ کے سالمات کی نقش آرائی کی تھی، آج تک جب کہ نظریۂ مقادیرِ عنصری (Quantum Theory) کی رہنمائی میں ہم سالمات کا از سرِ نو تعاقب کر رہے ہیں، علم کی ساری کدو کاوش کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ نکلا کہ پچھلی گتھیاں سُلجھتی گئیں، نئی نئی گتھیاں پیدا ہوتی گئیں۔ اس ڈھائی ہزار برس کی مسافرت میں ہم نے بہت سی نئی منزلوں کو سراغ پا لیا، جو اثنائے سفر میں نمودار ہوتی رہیں۔ لیکن حقیقت کی وہ آخری منزلِ مقصود، جس کے سراغ میں علم کا مسافر نکلا تھا، آج بھی اسی طرح غیر معلوم ہے جس طرح ڈھائی ہزار برس پہلے تھی۔ ہم جس قدر اس سے قریب ہونا چاہتے ہیں، اتنا ہی وہ دور ہوتی جاتی ہے"۔

۵۔ معمّے کے حل کی طلب :

"دوسری طرف ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے اندر ایک نہ بجھنے والی پیاس گھول رہی ہے جو مُعمّائے ہستی کا کوئی حل چاہتی ہے۔ ہم کتنا ہی اسے دبانا چاہیں مگر اس کی تپش لبوں پر آ ہی جائے گی۔ ہم بغیر ایک حل کے سکونِ قلب نہیں پا سکتے۔ بسا اوقات ہم اس دھوکے میں پڑ جاتے ہیں کہ کسی تشفی بخش حل کی ہمیں ضرورت نہیں۔ لیکن یہ محض ایک بناوٹی تخیل ہوتا ہے اور جونہی زندگی کے قدرتی تقاضوں سے ٹکراتا ہے، پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے"۔.....

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ مُعمّائے ہستی کا حل :

(”مگر جس وقت یہ معمّا انسانی دماغ کے سامنے نیا نیا اُبھرا تھا اسی وقت اس کا حل بھی اُبھر آیا تھا۔ ہم اس حل کی جگہ دوسرا حل ڈھونڈنا چاہتے ہیں اور یہیں سے ہماری تمام بے حاملیاں سر اٹھانا شروع کر دیتی ہیں)

اچھا، اب غور کیجیے (اس معمے کے حل کی کاوش بالآخر ہمیں کہاں لے جا کر کھڑا کر دیتی ہے؟ یہ پورا کارخانۂ ہستی اپنے ہر گوشہ اور اپنی ہر نمود میں سر تا سر ایک سوال ہے) سورج سے لے کر اس کی روشنی کے ذروں تک، کوئی نہیں جو یک قلم پُرسش و تقاضا نہ ہو، یہ کس لیے ہے یہ سب کچھ کیوں ہے“۔

”یہ سب کچھ کیوں ہے؟“ ”یہ سب کچھ کس لیے ہے؟“ ہم عقل کا سہارا لیتے ہیں اور اس روشنی میں، جسے ہم نے علم کے نام سے پکارا ہے، جہاں تک راہ ملتی ہے، چلتے جاتے ہیں۔ لیکن ہمیں کوئی حل ملتا نہیں جو اس الجھاؤ کے تقاضوں کی پیاس بجھا سکتے۔ روشنی گُل ہو جاتی ہے۔ آنکھیں پتھرا جاتی ہیں اور عقل و ادراک کے سارے سہارے جواب دے دیتے ہیں، لیکن پھر جونہی ہم پرانے حل کی طرف لوٹتے ہیں اور اپنی معلومات میں صرف اتنی بات بڑھا دیتے ہیں کہ ”ایک صاحبِ ادراک و ارادہ قوت پسِ پردہ موجود ہے“۔ تو اچانک صورتِ حال یک قلم مُنقلب ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہونے لگتا ہے جیسے اندھیرے سے نکل کر یکایک اُجالے میں آ کھڑے ہوئے) اب جس طرف بھی دیکھتے ہیں روشنی ہی روشنی ہے۔ (ہر سوال نے اپنا جواب پا لیا) ہر تقاضے کی طلب پوری ہو گئی) ہر پیاس کو سیرابی مل گئی، گویا یہ سارا الجھاؤ ایک قفل تھا جو اس کنجی کے چھوتے ہی کھل گیا“۔

(”اگر ایک ذی عقل ارادہ پسِ پردہ موجود ہے تو یہاں جو کچھ ہے، کسی ارادے کا نتیجہ ہے اور کسی معیّن اور طے شدہ مقصد کے لیے ہے) جونہی یہ حل سامنے رکھ کر ہم اس گورکھ دھندے کو ترتیب دیتے ہیں، معاً اس کی ہر کج پیچ نکل جاتی ہے اور ساری چولیں اپنی اپنی جگہ ٹھیک آ کر بیٹھ جاتی ہے کیونکہ ہر ”کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟" اور "کیوں ہے؟" کو ایک معنی خیز جواب مل جاتا ہے۔ گویا اس معمے کے حل کی ساری روح ان چند لفظوں کے اندر سمٹی ہوئی تھی۔ جونہی یہ سامنے آیا' معما معما نہ رہا' ایک معنی خیز داستان بن گیا۔ پھر جونہی یہ الفاظ سامنے سے ہٹنے لگتے ہیں' تمام معانی و اشارات غائب ہو جاتے ہیں اور ایک خنک اور بے جان چیستان باقی رہ جاتی ہے۔

اگر جسم میں روح بولتی ہے اور لفظ میں معنی اُبھرتا ہے تو حقائقِ ہستی کے اجسام بھی اپنے اندر کوئی روح معنی رکھتے ہیں۔ یہ حقیقت کہ معمائے ہستی کے بے جان اور بے معنی جسم میں صرف اسی ایک حل سے روح معنی پیدا ہو سکتی ہے' ہمیں مجبور کر دیتی ہے کہ اس حل کو حل تسلیم کر لیں۔

اگر کوئی ارادہ اور مقصد پردے کے پیچھے نہیں ہے تو یہاں تاریکی کے سوا کچھ نہیں ہے' لیکن اگر ایک ارادہ اور مقصد کام کر رہا ہے تو پھر جو کچھ بھی ہے روشنی ہی روشنی ہے۔ ہماری فطرت میں روشنی کی طلب ہے۔ ہم اندھیرے میں کھوئے جانے کی جگہ روشنی میں چلنے کی طلب رکھتے ہیں۔..... اور ہمیں یہاں روشنی کی راہ صرف اسی ایک حل سے مل سکتی ہے"۔

"فطرتِ کائنات میں ایک مکمل مثال (Pattern) کی نمودداری ہے۔ ایسی مثال' جو عظیم بھی ہے اور جمالی (Aesthetic) بھی' اس کی عظمت ہمیں مرعوب کرتی ہے' اس کا جمال ہم میں محویت پیدا کرتا ہے۔ پھر کیا ہم فرض کر لیں کہ فطرت کی یہ نمود بغیر کسی مدرک (Intelligent) قوت کے کام کر رہی ہے؟ ہم چاہتے ہیں کہ فرض کر لیں مگر نہیں کر سکتے۔ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ایسا فرض کر لینا ہماری دماغی خودکشی ہو گی۔

اگر غور کیجئے تو اس حل پر یقین کرتے ہوئے ہم اسی طریق نظر سے کام لینا چاہتے ہیں جو ریاضیات کے اعدادی اور پیمائشی حقائق سے ہمارے دماغوں میں کام کرتا رہتا ہے۔ ہم کسی عددی اور پیمائشی الجھاؤ کا حل صرف اسی حل کو تسلیم کریں گے جس کے ملتے ہی الجھاؤ دور ہو جائے' الجھاؤ کا دور ہو جانا ہی حل کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحت کی اٹل دلیل ہوتی ہے۔ بلاشبہ دونوں صورتوں میں الجھاؤ اور حل کی نوعیت ایک طرح کی نہیں ہوتی' اعدادی مسائل میں الجھاؤ عددی ہوتا ہے یہاں عقلی ہے۔ وہاں عددی حل عددی حقائق کا یقین پیدا کرتا ہے۔ یہاں عقلی حل عقلی اذعان کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ تاہم طریقِ نظر کا سانچا دونوں جگہ ایک ہی طرح کا ہوا۔ دونوں راہیں ایک ہی طرح کھُلتی اور ایک ہی طرح بند ہوتی ہے۔ اگر کہا جائے' حل کی طلب ہم اس لیے محسوس کرتے ہیں کہ اپنے محسوساتِ تعقل کے محدود دائرے میں اس کے عادی ہو گئے ہیں اور اگر اس حل کے سوا اور کسی حل سے ہمیں تشفی نہیں ملتی تو یہ بھی اسی لیے ہے کہ ہم حقیقت تولنے کے لیے اپنے محسوسات ہی کا ترازو ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں تو اس کا جواب بھی صاف ہے۔ ہم اپنے آپ کو اپنے فکر و نظر کے دائرے سے باہر نہیں لے جا سکتے۔ ہم مجبور ہیں کہ اسی کے اندر رہ کر سوچیں اور حکم لگائیں"۔

۷۔ انسان کا اعلیٰ نصب العین :

"مسئلے کا ایک اور پہلو بھی ہے جو اگر غور کریں تو فوراً" ہمارے سامنے نمایاں ہو جائے گا۔ انسان کے حیوانی وجود نے مرتبۂ انسانیت میں پہنچ کر نشو و نما کی تمام پچھلی منزلیں بہت پیچھے چھوڑ دی ہیں اور بلندی کے ایک ایسے ارفع مقام پر پہنچ گیا ہے جو اسے کرۂ ارضی کی تمام مخلوقات سے الگ اور ممتاز کر دیتا ہے۔ اب اسے اپنی لامحدود ترقیوں کے لیے ایک لامحدود بلندی کا نصب العین چاہیے جو اسے برابر اوپر ہی کی طرف کھینچا رہے۔ اس کے اندر بلند سے بلند تر ہوتے رہنے کی طلب ہمیشہ اُبلتی رہتی ہے اور وہ اونچی سے اونچی بلندی تک اُڑ کر بھی رکنا نہیں چاہتی۔ اس کی نگاہیں ہمیشہ اوپر ہی کی طرف لگی رہتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ لامحدود بلندیوں کا نصب العین کیا ہو سکتا ہے؟ ہمیں بلا تامل تسلیم کر لینا پڑے گا کہ خدا کی ہستی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ ہستی اس کے سامنے سے ہٹ جائے تو پھر اس کے لیے اوپر کی طرف دیکھنے کے لیے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرۂ ارضی کی موجودات میں جتنی چیزیں ہیں سب انسان سے نچلے درجے کی ہیں' وہ ان کی طرف نظر نہیں اٹھا سکتا۔ اس کے اوپر اجرامِ سماوی کی موجودات پھیلی ہوئی ہیں۔ لیکن ان میں بھی کوئی ہستی ایسی نہیں جو اس کے لیے نصب العین بن سکے۔ وہ سورج کو اپنا نصب العین نہیں بنا سکتا۔ وہ چمکتے ہوئے ستارے سے عشق نہیں کر سکتا۔ سورج اس کے جسم کو گرمی بخشتا ہے لیکن اس کی مخفی قوتوں کی امنگوں کو گرم نہیں کر سکتا۔ ستارے اس کی اندھیری راتوں میں قندیلیں روشن کر دیتے ہیں لیکن اس کے دل و دماغ کے نہاں خانے کو روشن نہیں کر سکتے۔ پھر وہ کون سی ہستی ہے جس کی طرف وہ اپنی بلند پروازیوں کے لیے نظر اٹھا سکتا ہے؟

یہاں اس کے چاروں طرف پستیاں ہی پستیاں ہیں جو اسے انسانیت کی بلندی سے پھر حیوانیت کی پستیوں کی طرف لے جانا چاہتی ہے۔ حالانکہ وہ اوپر کی طرف اڑنا چاہتا ہے۔ عناصر کے درجہ سے بلند ہو کر نباتاتی زندگی کے درجہ میں آیا۔ نباتات سے بلند تر ہو کر حیوانی زندگی کے درجہ میں پہنچا۔ پھر حیوانی مرتبے سے اُڑ کر انسانیت کی شاخ بلند پر اپنا آشیانہ بنایا۔ اب وہ اس بلندی سے پھر نیچے کی طرف نہیں دیکھ سکتا۔ اگرچہ حیوانات کی پستی اسے برابر نیچے ہی کی طرف کھینچتی رہتی ہے' وہ فضا کی لا انتہا بلندیوں کی طرف آنکھ اٹھاتا ہے۔ اسے بلندیوں' لامحدود بلندیوں کا ایک بام رفعت چاہیئے جس کی طرف وہ برابر دیکھتا رہے اور جو اسے ہر دم بلند تر ہوتے رہنے کا اشارہ کرتا رہے۔ اسی حقیقت کو ایک جرمن فلسفی ریل (Riehl) نے ان لفظوں میں ادا کیا تھا:

> "انسان تن کر سیدھا کھڑا نہیں رہ سکتا جب تک کوئی ایسی چیز اس کے سامنے موجود نہ ہو جو خود اس سے بلند تر ہے۔ وہ کسی بلند چیز کے دیکھنے ہی کے لیے سر اوپر کر سکتا ہے"۔

بلندی کا یہ نصب العین خدا کی ہستی کے تصور کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ اگر یہ بلندی اس کے سامنے سے ہٹ جائے تو پھر اسے نیچے کی طرف دیکھنے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے جھکنا پڑے گا اور جونہی اس نے نیچے کی طرف دیکھا' انسانیت کی بلندی پستی میں گرنے لگی۔

انسان کے فطری تقاضے کا جواب :

یہی صورت حال ہے جو ہمیں یقین دلاتی ہے کہ خدا کی ہستی کا عقیدہ انسان کی ایک فطری احتیاج کے تقاضے کا جواب ہے' اور چونکہ فطری تقاضے کا جواب ہے' اس لیے اس کی جگہ انسان کے اندر پہلے سے موجود ہونی چاہئے' بعد کی بنائی ہوئی بات نہیں ہونی چاہئے۔

زندگی کے ہر گوشے میں انسان کے فطری تقاضے ہیں۔ فطرت نے فطری تقاضوں کے فطری جواب دیئے ہیں۔ ان دونوں کا دامن اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ باندھ دیا ہے کہ اب اس کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا' دونوں میں سے کون پہلے ظہور میں آیا تھا۔ تقاضے پہلے پیدا ہوئے تھے یا ان کے جوابوں نے پہلے سر اٹھایا تھا؟ چنانچہ جب کبھی ہم کوئی فطری تقاضا محسوس کرتے ہیں تو ہمیں پورا پورا یقین ہوتا ہے کہ اس کا فطری جواب بھی ضرور موجود ہو گا۔ اس حقیقت میں ہمیں کبھی شبہ نہیں ہوتا۔

مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کے بچے کی دماغی نشو و نما اور اس کی قوت محاکات کے ابھرنے کے لیے مثالوں اور نمونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ مثالوں اور نمونوں کے بغیر اپنی فطرتی قوتوں کو ان کی اصلی چال چلا نہیں سکتا۔ حتی کہ بات کرنا بھی نہیں سیکھ سکتا جو اس کے مرتبہ انسانیت کا امتیازی وصف ہے اور چونکہ یہ اس کی فطری طلب ہے اس لیے ضروری تھا کہ خود فطرتِ الٰہی نے اول روز سے اس کا جواب بھی مہیا کر دیا ہوتا۔ چنانچہ یہ جواب ماں کی ہستی میں ابھرتا ہے' پھر باپ کے نمونے میں سر اٹھاتا ہے' پھر روز بروز اپنا دامن پھیلاتا جاتا ہے۔ اب غور کیجئے کہ اِس صورتِ حال کا یقین کس طرح ہمارے دماغوں میں بسا ہوا ہے؟ ہم کبھی اِس میں شک کر ہی نہیں سکتے۔ ہمارے دماغوں میں یہ سوال اٹھتا ہی نہیں کہ بچے کے لیے والدین کا نمونہ ابتدا سے کام دیتا آیا ہے یا بعد کو انسانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بناوٹ نے پیدا کیا ہے؟ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ ایک فطری مطالبہ ہے اور فطرت کے تمام مطالبے جبھی سر اٹھاتے ہیں' جب ان کے جواب کا بھی سروسامان مہیا ہوتا ہے۔

ٹھیک اسی طرح اگر ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی دماغ کی نشو و نما ایک خاص درجے تک پہنچ کر ان تمام نمونوں سے آگے بڑھ جاتی ہے جو اس کے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں اور اپنے عروج و ارتقاء کی پرواز جاری رکھنے کے لیے اوپر کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو جاتی ہے تو ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ یہ اس کی ہستی کا ایک فطری مطالبہ ہے اور اگر فطری مطالبہ ہے تو ضروری ہے کہ اس کا فطری جواب بھی خود اس کی ہستی کے اندر ہی موجود ہو اور اس کے ہوش و خرد نے آنکھیں کھولتے ہی اسے اپنے سامنے دیکھ لیا ہو' یہ جواب کیا ہو سکتا ہے؟ جس قدر جستجو کرتے ہیں' خدا کی ہستی کے سوا اور کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

☆ ○ ☆ ○ ☆

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ کائنات کی مادی توجیہہ پر تنقید

مادہ اور فکر و ادراک :

اگر یہاں مادہ کے سوا اور کچھ نہیں ہے تو پھر مرتبۂ انسانی میں اُبھرنے والی وہ قوت جسے ہم فکر و ادراک کے نام سے پکارتے ہیں' کیا ہے؟ کس انگیٹھی سے یہ چنگاری اُڑی؟ یہ کیا ہے جو ہم میں یہ جوہر پیدا کر دیتی ہے کہ ہم خود مادہ کی حقیقت میں غور و خوض کرنے لگتے ہیں۔ اس پر طرح طرح کے احکام لگاتے ہیں؟ یہ سچ ہے کہ موجودات کی ہر چیز کی طرح یہ جوہر بھی بتدریج اس درجے پر پہنچا۔ وہ عرصے تک نباتات میں سوتا رہا۔ حیوانات میں کروٹ بدلنے لگا اور پھر انسانیت کے مرتبے میں پہنچ کر جاگ اٹھا' لیکن صورتِ حال کا یہ علم ہمیں اِس گتھی کے سُلجھانے میں کچھ مدد نہیں دیتا۔ یہ بیج فوراً" برگ و بار لے آیا ہو' یا مدتوں کے نشو و نما کے بعد اس درجے تک پہنچا ہو' بہرحال مرتبۂ انسانیت کا جوہر و خلاصہ ہے اور اپنی نمود و حقیقت میں تمام مجمع موجودات سے اپنی جگہ الگ اور بالاتر رکھتا ہے۔ یہی مقام ہے جہاں پہنچ کر انسانیت کی پچھلی کڑیوں سے جُدا ہو گیا اور کسی آئندہ کڑی تک مُرتفع ہونے کی استعداد اس کے اندر سر اُٹھانے لگی۔ وہ زمین کی حکمرانی کے تخت پر بیٹھ کر جب اُوپر کی طرف نظر اٹھاتا ہے تو فضا کے تمام اجرام اُسے اس طرح دکھائی دینے لگتے ہیں' جیسے وہ بھی صرف اسی کی کار برآریوں کے لیے بنائے گئے ہوں۔ وہ ان کی پیمائش کرتا ہے اور ان کے خواص و افعال پر بھی حکم لگاتا ہے۔ اسے کارخانۂ قدرت کی لا انتہائیوں کے مقابلے میں اپنی درماندگیوں کا قدم قدم پر اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ لیکن درماندگیوں کے اِس احساس سے اُس کی سعی و طلب کی اُمنگیں پژمردہ نہیں ہو جاتیں بلکہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ شگفتگیوں کے ساتھ اُبھرنے لگتی ہیں' اور زیادہ بلندیوں کی طرف اُڑا لے جانا چاہتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ فکر و ادراک کی یہ فضائے لامتناہی جو انسان کو اپنی آغوش پرواز میں لیے اُڑ رہی ہے' کیا ہے؟ کیا اس کے جواب میں اس قدر کہہ دینا کافی ہو گا کہ یہ محض ایک اندھی بہری قوت ہے جو اپنے طبعی احوال و ظروف سے ترقی کرتی ہوئی فکر و ادراک سے شعلۂ جوّالہ بن گئی؟ جو لوگ مادیت کے دائرے سے باہر دیکھنے کے عادی نہیں ہیں وہ بھی اس کی جرأت بہت کم کر سکے کہ اس سوال کا جواب بلا تامّل اثبات میں دے دیں۔۲

نظریۂ ارتقاء :

خود وہ صورتِ حال' جسے ہم نشو و ارتقاء (Evolution) سے تعبیر کرتے ہیں' کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟ کیا وہ ایک خاص رُخ کی طرف انگلی اٹھائے اشارہ نہیں کر رہی ہے؟ ہم نے سینکڑوں برس کی سراغرسانیوں کے بعد یہ حقیقت معلوم کی کہ تمام موجوداتِ ہستی آج جس شکل و نوعیت میں پائی جاتی ہیں' یہ بیک دفعہ ظہور میں نہیں آ گئیں یعنی کسی براہِ راست تخلیقِ عمل نے یکایک یہ شکل و نوعیت نہیں دے دی بلکہ ایک تدریجی تغیّر کا عالمگیر قانون یہاں کام کرتا رہا ہے اور اس کی اطاعت و انقیاد میں ہر چیز درجہ بدرجہ بدلتی رہتی ہے اور ایک ایسی آہستہ چال سے' جسے ہم فلکی اعداد و شمار کی مدتوں سے بھی بہ مشکل اندازے میں لا سکتے ہیں' نیچے سے اُوپر کی طرف بڑھتی چلی گئی ہے۔ ذرات سے لے کر اجرامِ سماوی تک سب نے اسی تغیر و تبدل کے ماتحت اپنی موجودہ شکل و نوعیت کا جامہ پہنا ہے۔ یہی نیچے اوپر کی طرف چڑھتی ہوئی رفتار فطرت ہے جسے ہم "نشو و ارتقاء" کے نام سے تعبیر کرتے ہیں' یعنی ایک معین' طے شدہ' ہم آہنگ اور منظم' ارتقائی تقاضا ہے جو تمام کارخانہ ہستی پر چھایا ہوا ہے' اور اسے کسی خاص رخ کی طرف اٹھائے اور بڑھائے لے جا رہا ہے۔ ہر پچھلی کڑی بتدریج اپنے سے اوپر کی کڑی کا درجہ پیدا کرے گی اور ہر اوپر کا درجہ نچلے درجے کی رفتار حال پر ایک خاص طرح کا اثر ڈالتے ہوئے اسے ایک خاص سانچے میں ڈھالتا رہے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ارتقائی صورتحال خود توضیح (Self-Explanatory) نہیں ہے یہ اپنی ایک توضیح چاہتی ہے، لیکن کوئی مادی توضیح ہمیں نہیں ملتی۔ سوال یہ ہے کہ کیوں صورت حال ایسی ہی ہوئی کہ یہاں ایک ارتقائی تقاضا موجود ہو اور وہ ہر تخلیقی ظہور کو نچلی حالتوں سے اٹھاتا ہوا بلند تر درجوں کی طرف بڑھائے لے جائے؟ کیوں فطرت وجود میں رفعت طلبیوں کا ایسا تقاضا پیدا ہوا کہ سلسلۂ اجسام کی ایک مرتب سیڑھی نیچے سے اوپر تک اٹھتی چلی گئی، جس کا درجہ اپنے مابعد سے اوپر ماسبق سے نیچے واقع ہوا ہے؟ کیا یہ صورت حال بغیر کسی معنی اور حقیقت کے ہے؟ کیا یہ سیڑھی بغیر کسی بالاخانے کی موجودگی کے بن گئی اور یہاں کوئی بام رفعت نہیں جس تک یہ ہمیں پہنچانا چاہتی ہو۔ ۳

حیاتیاتی نقطہء نظر :

زمانۂ حال کے علماءِ علم الحیات میں پروفیسر لائیڈ مارگن (Morgan Liayd) نے اس مسئلے کا علم الحیاتیاتی (Biological) نقطہ خیال سے گہرا مطالعہ کیا ہے لیکن بالآخر اسے بھی اسی نتیجے تک پہنچنا پڑا کہ اس صورتِ حال کی کوئی مادی توضیح نہیں کی جا سکتی۔ وہ لکھتا ہے جو حاصلات (Resultants) یہاں کام کر رہی ہیں، ہم ان کی توضیح اس اعتبار سے تو کر سکتے ہیں کہ انہیں موجودہ احوال و ظروف کا نتیجہ قرار دیں۔ لیکن ارتقائی تقاضے کا فجائی ظہور (Emergence) جس طرح ابھرتا رہا ہے مثلاً" زندگی کی نمود، ذہن و ادراک کی جلوہ طرازی، ذہنی شخصیت اور معنوی انفرادیت کا ڈھلاؤ، ان کی کوئی توضیح بغیر اس کے نہیں کی جا سکتی کہ ایک الٰہی قوت کی کارفرمائی یہاں تسلیم کر لی جائے۔ ہمیں یہ صورت حال بالآخر مجبور کر دیتی ہے کہ فطرت کائنات میں ایک تخلیقی اصل (Creative Principle) کی کارفرمائی کے اعتقاد سے گریز نہ کریں۔ ایک ایسی تخلیقی اصل جو اس کارخانہء ظرف و زماں میں ایک لازمان (Timeless) حقیقت ہے"۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالعۂ حقیقت کے لیے مقامِ نظر کی ضرورت :

حقائقِ ہستی کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ایک خاص بات فوراً" ہمارے سامنے ابھرنے لگتی ہے۔ یہاں فطرت کا ہر نظام کچھ اس طرح کا واقع ہے کہ جب تک اسے اس کی سطح سے بلند ہو کر نہ دیکھا جائے' اس کی حقیقت بے نقاب نہیں ہو سکتی۔ یعنی فطرت کے ہر نظم کو دیکھنے کے لیے ہمیں ایک ایسا مقامِ نظر پیدا کرنا پڑتا ہے جو خود اس سے بلند تر جگہ پر واقع ہے۔ عالم طبیعیات کے غوامض علم الحیاتی (Biological) عالم میں کھلتے ہیں۔ علم الحیاتی غوامض نفسیاتی (Psychological) عالم میں نمایاں ہوتے ہیں۔ نفسیاتی غوامض کے لیے ہمیں منطقی بحث و تحلیل کے عالم میں آنا پڑتا ہے۔ لیکن منطقی بحث و تحلیل کے مُعمّوں کو کس مقام سے دیکھا جائے؟ اس سے اوپر بھی کوئی مقامِ نظر ہے یا نہیں' جو حقیقت کی کسی آخری منزل تک ہمیں پہنچا دے سکتا ہو؟

ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ اس سے اوپر بھی ایک مقامِ نظر ہے لیکن وہ اس سے بلند تر ہے کہ عقلی نظرو تعلیل سے اس کی نقش آرائی کی جا سکے۔ وہ ماورائے محسوسات (Supra Sensible) ہے اگرچہ محسوسات سے معارض نہیں۔ وہ ایک ایسی آگ ہے جو دیکھی نہیں جا سکتی' البتہ اس کی گرمی سے ہاتھ تاپ لیے جا سکتے ہیں۔۔۴

مادے کی حقیقت :

یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ مادے کی نوعیت کے بارے میں اٹھارویں اور انیسویں صدی نے جو عقائد پیدا کیے تھے۔ وہ اس صدی کے شروع ہوتے ہی ہلنا شروع ہو گئے اور اب یکسر منہدم ہو چکے ہیں۔ اب ٹھوس مادہ کی جگہ مجرد قوت نے لے لی ہے اور الیکٹرون (Electrons) کے خواص و افعال اور سالمات کے اعدادی و شماری و انضباط کے مباحث نے معاملے کو سائنس کے دائرے سے نکال کر پھر فلسفے کے صحرا میں گم کر دیا ہے۔ سائنس کو اپنی خارجیت (Objective) کے علم و انضباط کا جو یقین تھا' وہ اب یکسر متزلزل ہو چکا اور پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داخلی ذہنیت (Subjective) کے اسی ذہنی اور کلیاتی مقام پر واپس لوٹ رہا ہے جہاں سے نشاۃِ جدیدہ کے دَور کے بعد اس نے نئی مسافرت کے قدم اٹھائے تھے۔ ۵

کائنات کی غیر مادی توضیح :

کائنات ساکن نہیں ہے، متحرک ہے اور ایک خاص رخ پر بنتی اور سنورتی ہوئی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اس کا اندرونی تقاضا ہر گوشے مین تعمیر و تکمیل ہے۔ اگر کائنات کی اس عالمگیر ارتقائی رفتار کی کوئی مادی توضیح ہمیں نہیں ملتی تو ہم غلطی پر نہیں ہو سکتے اگر "کائنات کی غیر مادی توضیح" کے اس معمے کا حل روحانی حقائق میں ڈھونڈنا چاہتے ہیں۔ ۶

قدیم ترین تصور :

انسانی دماغ کا سب سے زیادہ پرانا تصور جو قدامت کی تاریکی میں چمکتا ہے، وہ توحید کا تصور ہے، یعنی صرف ایک اَن دیکھی اور اعلیٰ ہستی کا تصور جس نے انسان کو اور ان چیزوں کو جنہیں وہ اپنے چاروں طرف دیکھ رہا تھا، پیدا کیا ہے۔ ۷

آسٹریلیا کے وحشی قبائل سے لے کر تاریخی عہد کے متمدن انسانوں تک کوئی دور بھی خدائی تصور کی امنگ سے خالی نہیں رہا۔ رگ وید کے زمزموں کا فکری مواد اس وقت بننا شروع ہوا تھا جب تاریخ کی صبح بھی پوری طرح طلوع نہیں ہوئی تھی اور حِتّیوں (Hittites) اور عیلامیوں نے جب اپنے تعبدانہ تصورات کے نقش و نگار بنائے تھے تو انسانی تمدن کی طفولیت نے ابھی ابھی آنکھیں کھولی تھیں۔ مصریوں نے ولادت مسیح سے ہزاروں سال پہلے اپنے خدا کو طرح طرح کے ناموں سے پکارا، اور کالڈیا کے صنعت گروں نے مٹی کی پکی ہوئی اینٹوں پر حمد و ثنا کے وہ ترانے کندہ کیے جو گزری ہوئی قوموں سے انہیں ورثے میں ملے تھے۔ ۸

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ نظامِ رُبُوبیّت

ہم کائناتِ ہستی کے اعمال و مظاہر پر غور کرتے ہیں تو سب سے پہلی حقیقت جو ہمارے سامنے نمایاں ہوتی ہے وہ اس کا نظامِ ربوبیّت ہے۔

ہم دیکھتے ہیں' دنیا میں سُودمند اشیاء کی موجودگی کے ساتھ اُن کی بخشش و تقسیم کا بھی ایک نظام موجود ہے۔ اور فطرت صرف بخشتی ہی نہیں' بلکہ جو کچھ بخشتی ہے' ایک مقررہ انتظام اور ایک مُنضبط ترتیب و مناسبت کے ساتھ بخشتی ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں' ہر وجود کو زندگی اور بقا کے لیے جس جس چیز کی ضرورت تھی اور جس جس وقت اور جیسی جیسی ضرورت تھی' ٹھیک ٹھیک اسی طرح' انہی وقتوں میں اور اسی مقدار میں اسے مل رہی ہے اور اس نظم و انضباط سے تمام کارخانۂ حیات چل رہا ہے۔

پانی کی بخشش و تقسیم کا نظام :

زندگی کے لیے پانی اور رطوبت کی ضرورت ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پانی کے وافر ذخیرے ہر طرف موجود ہیں۔ لیکن اگر صرف اتنا ہی ہوتا تو یہ زندگی کے لیے کافی نہ تھا۔ کیونکہ زندگی کے لیے صرف یہی ضروری نہیں ہے کہ پانی موجود ہو' بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ایک خاص انتظام' ایک خاص ترتیب اور ایک خاص مقررہ مقدار کے ساتھ موجود ہو۔ پس یہ جو دنیا میں پانی کے بننے اور تقسیم ہونے کا ایک خاص انتظام پایا جاتا ہے اور فطرت صرف پانی بناتی ہی نہیں' بلکہ ایک خاص ترتیب و مناسبت کے ساتھ بناتی اور ایک خاص اندازہ کے ساتھ بانٹتی رہتی ہے تو یہی ربوبیت ہے ——— جو پانی کو ایک ایک بوند کر کے ٹپکاتی' زمین کے ایک ایک گوشے تک پہنچاتی' ایک خاص مقدار اور حالت میں تقسیم کرتی' ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاص موسم اور محل میں برساتی' پھر زمین کے ایک ایک تشنہ ذرّے کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر سیراب کر دیتی ہے۔۱۰

(یہ کیا بات ہے کہ دنیا میں صرف یہی نہیں ہے کہ پانی موجود ہے بلکہ ایک خاص نظم و ترتیب کے ساتھ موجود ہے؟ یہ کیوں ہے کہ پہلے سورج کی شعاعیں' سمندر سے ڈول بھر بھر کر فضا میں پانی کی چادریں بچھا دیں؟ پھر ہواؤں کے جھونکے انہیں حرکت میں لائیں اور پانی کی بوندیں بنا کر ایک خاص وقت اور خاص محل میں برسا دیں؟ پھر یہ کیوں ہے کہ جب کبھی پانی برسے تو ایک خاص ترتیب اور خاص مقدار ہی سے برسے اور اس طرح برسے کہ زمین کی بالائی سطح پر اس کی ایک خاص مقدار بہنے لگے اور اندروں حصوں تک ایک خاص مقدار میں نمی پہنچے؟ کیوں ایسا ہوا کہ پہلے پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف کے تودے جمتے ہیں' پھر موسم کی تبدیلی سے پگھلنے لگتے ہیں' پھر ان کے پگھلنے سے پانی کے چشمے اُبلنے لگتے ہیں' پھر چشموں سے دریا کی جدوَلیں بہنے لگتی ہیں' پھر یہ جدوَلیں پیچ و خم کھاتی ہوئی دور دور تک دوڑ جاتی ہیں اور سینکڑوں ہزاروں میلوں تک اپنی وادیاں شاداب کر دیتی ہیں؟

کیوں یہ سب کچھ ایسا ہی ہوا؟ کیوں ایسا نہ ہوا کہ پانی موجود ہوتا' مگر اس انتظام اور ترتیب کے ساتھ نہ ہوتا؟۱۱

"بارش زمین کی شادابی اور روئیدگی کا ذریعہ ہے۔ اگر یہ نہ ہو' تو زمین کی روئیدگی بھی نہ ہو۔ لیکن دیکھو' کس طرح یہ معاملہ ظہور میں آتا ہے اور کس طرح مقررہ اندازوں اور پیمانوں کا ایک پورا نظام کام کر رہا ہے؟ پہلے سمندر سے بھاپ اٹھتی ہے۔ وہ پانی کے ذروں سے باردار ہو کر یعنی انہیں اپنے اندر لے کر بلندی کی طرف چڑھتی ہے۔ پھر بلندی میں ابر کی چادریں بنتی ہیں اور چادریں فضا میں پھیل جاتی ہیں۔ پھر وہی چادریں بارش کے قطرے بن کر گرنے لگتی ہیں اور زمین کے ایک ایک ذرے کو شاداب کر دیتی ہیں۔ تم نے پانی کے ذخیرے جمع کر کے نہیں رکھے تھے' لیکن آسمان جمع کرتا رہتا ہے اور پھر ٹھیک ٹھیک تمہاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احتیاج کے مطابق مطلوبہ مقدار تمہیں بخش دیتا ہے!

یہ بات کہ پانی کے جمع ہونے اور ایک خاص ترتیب اور اندازہ کے ساتھ برستے رہنے کا ایک پورا کارخانہ بنا ہوا ہے اور وہ زمین کی احتیاج کے ٹھیک مطابق ہے ---- بغیر اس کے نہیں ہو سکتی کہ ربوبیت کا کوئی ارادہ پس پردہ کام کر رہا ہو۔ ۱۲

ح ۔ عناصرِ حیات :

اس حقیقت پر بھی غور کریں کہ زندگی کے لیے جن چیزوں کی سب سے زیادہ ضرورت تھی، انہی کی بخشائش سب سے زیادہ اور عام ہے اور جن کی ضرورت خاص خاص حالتوں اور گوشوں کے لیے تھی، انہی میں اختصاص اور مقامیت پائی جاتی ہے۔ ہوا سب سے زیادہ ضروری تھی کیونکہ پانی اور غذا کے بغیر کچھ عرصہ تک زندگی ممکن ہے مگر ہوا کے بغیر ممکن نہیں۔ پس اس کا سامان اتنا وافر اور عام ہے کہ کوئی جگہ، کوئی گوشہ، کوئی وقت نہیں جو اس سے خالی ہو۔ فضا میں ہوا کا بے حد و کنار سمندر پھیلا ہوا ہے۔ جب کبھی اور جہاں کہیں سانس لیں، زندگی کا یہ سب سے زیادہ ضروری جوہر آپ کے لیے خود بخود مہیا ہو جائے گا۔ ہوا کے بعد دوسرے درجے پر پانی ہے، اس لیے اس کی بخشائش کی فراوانی و عمومیت ہوا سے کم، مگر ہر چیز سے زیادہ ہے۔ زمین کے نیچے آبِ شیریں کی سوتیں جمع رہتی ہیں۔ زمین کے اوپر بھی ہر طرف دریا رواں ہیں۔ پھر ان دونوں ذخیروں کے علاوہ فضائے آسمانی کا بھی کارخانہ ہے جو شب و روز سرگرم کار رہتا ہے۔ وہ سمندر کا شورابہ کھینچتا ہے۔ اسے صاف و شیریں بنا کر جمع کرتا رہتا ہے۔ پھر حسب ضرورت زمین کے حوالے کر دیتا ہے۔ پانی کے بعد غذا کی ضرورت تھی، لہذا ہوا اور پانی سے کم، مگر اور تمام چیزوں سے زیادہ اس کا دسترخوان کرم بھی خشکی و تری میں بچھا ہوا ہے، اور کوئی مخلوق نہیں جس کے گرد و پیش اس کی غذا کا ذخیرہ موجود نہ ہو۔ ۱۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظامِ پرورش :

سامانِ پرورش کے اس عالمگیر نظام پر غور کریں جو اپنے ہر گوشۂ عمل میں پروردگی کی گود اور بخششِ حیات کا سرچشمہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ تمام کارخانہ صرف اس لیے بنا ہے کہ زندگی بخشے اور زندگی کی ہر استعداد کی رکھوالی کرے۔ سورج اس لیے ہے کہ روشنی کے لیے چراغ کا اور گرمی کے لیے تنور کا کام دے اور اپنی کرنوں کے ڈول بھر بھر کر سمندر سے پانی کھینچتا رہے۔ ہوائیں اس لیے ہیں کہ اپنی سردی اور گرمی سے مطلوبہ اثرات پیدا کرتی رہیں۔ اور کبھی پانی کے ذرات جما کر ابر کی چادریں بنا دیں' کبھی ابر کو پانی بنا کر بارش برسا دیں۔ زمین اس لیے ہے کہ نشو و نما کے خزانوں سے ہمیشہ معمور رہے' اور ہر دانے کے لیے اپنی گود میں زندگی اور ہر پودے کے لیے اپنے سینہ میں پروردگی رکھے۔ مختصر یہ کہ کارخانۂ ہستی کا ہر گوشہ صرف اسی کام میں لگا ہوا ہے۔ ہر قوت استعداد ڈھونڈھ رہی ہے اور ہر تاثیر اثر پذیری کے انتظار میں ہے۔ جونہی کسی وجود میں بڑھنے اور نشو و نما پانے کی استعداد پیدا ہوتی ہے' معاً" تمام کارخانۂ ہستی اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ سورج کی تمام کارفرمائیاں' فضا کے تمام تغیرات' زمین کی تمام قوتیں' عناصر کی تمام سرگرمیاں' صرف اسی انتظار میں رہتی ہیں کہ کب چیونٹی کے انڈے سے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے اور کب دہقان کی جھولی سے زمین پر ایک دانہ گرتا ہے۔۔۔۱۴

نظامِ ربوبیت کی وحدت :

سب سے زیادہ عجیب مگر سب سے زیادہ نمایاں حقیقت' نظام ربوبیت کی یکسانیت اور ہم آہنگی ہے یعنی ہر وجود کی پرورش کا سروسامان جس طرح اور جس اسلوب پر کیا گیا ہے۔ وہ ہر گوشے میں ایک ہی ہے اور ایک ہی اصل و قاعدہ رکھتا ہے۔ پتھر کا ٹکڑا آپ کو گلاب کے شاداب اور عطر بیز پھول سے کتنا ہی مختلف دکھائی دے لیکن دونوں کی پرورش کے اصول و احوال پر نظر ڈالیں گے تو صاف نظر آ جائے گا کہ دونوں کو ایک ہی طریقے سے سامان پرورش ملا ہے اور دونوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی طرح پالے پوسے جا رہے ہیں۔ انسان کا بچہ اور درخت کا پودا آپ کی نظروں میں کتنی بے جوڑ چیزیں ہیں؟ لیکن اگر آپ ان کی نشو و نما کے طریقوں کا کھوج لگائیں گے تو دیکھ لیں گے کہ قانون پرورش کی یکسانیت نے دونوں کو ایک ہی رشتے میں منسلک کر دیا ہے۔ پتھر کی چٹان ہو یا پھول کی کلی' انسان کا بچہ ہو یا چیونٹی کا انڈا' سب کے لیے پیدائش ہے اور قبل اس کے کہ پیدائش ظہور میں آئے' سامان پرورش مہیا ہو جاتا ہے۔ پھر طفولیت کا دور ہے اور اس دور کی ضروریات ہیں۔ انسان کا بچہ اپنی طفولیت رکھتا ہے' درخت کے مولودِ نباتی کے لیے بھی طفولیت ہے اور آپ کی چشمِ ظاہر بیں کے لیے کتنا ہی عجیب کیوں نہ ہو' لیکن پتھر کی چٹان اور مٹی کا تودہ بھی اپنی اپنی طفولیت رکھتا ہے۔ پھر طفولیت رُشد و بلوغ کی طرف بڑھتی ہے اور جوں جوں بڑھتی جاتی ہے' اس کی روز افزوں حالت کے مطابق یکے بعد دیگرے' سامان پرورش میں بھی تبدیلیاں ہوتی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ ہر وجود اپنے سن کمال تک پہنچ جاتا ہے' اور جب سن کمال تک پہنچ گیا تو از سرِنو ضعف و انحطاط کا دور شروع ہو جاتا ہے' پھر اس ضعف و انحطاط کا خاتمہ بھی سب کے لیے ایک ہی طرح ہے۔ کسی دائرے میں اسے مرجانا کہتے ہیں' کسی میں مرجھا جانا اور کسی میں پامال ہو جانا۔ الفاظ متعدد ہو گئے مگر حقیقت میں تعدّد نہیں ہوا۔

جہاں تک غذا کا تعلق ہے' حیوانات میں ایک قسم ان جانوروں کی ہے جن کے بچے دودھ سے پرورش پاتے ہیں' اور ایک ان کی ہے جو عام غذاؤں سے پرورش پاتے ہیں۔ غور کریں' نظام ربوبیت نے دونوں کی پرورش کے لیے کیسا عجیب سروسامان مہیا کر دیا ہے؟ دودھ سے پرورش پانے والے حیوانات میں انسان بھی داخل ہے۔ سب سے پہلے انسان اپنی ہی ہستی کا مطالعہ کرے جونہی وہ پیدا ہوتا ہے' اس کی غذا اپنی ساری خاصیتوں' مناسبتوں اور شرطوں کے ساتھ خود بخود مہیا ہو جاتی ہے اور ایسی جگہ مہیا ہوتی ہے جو حالت طفولیت میں اس کے لیے سب سے قریب تر اور سب سے موزوں جگہ ہے۔ ماں بچے کو جوشِ محبت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سینے سے لگا لیتی ہے' اور وہیں اس کی غذا کا سرچشمہ بھی موجود ہوتا ہے! پھر دیکھیں' اس غذا کی نوعیت اور مزاج میں اس کی حالت کا درجہ بدرجہ کس قدر لحاظ رکھا گیا ہے اور کس طرح یکے بعد دیگرے اس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے؟ ابتدا میں بچے کا معدہ اتنا کمزور ہوتا ہے کہ اسے بہت ہی ہلکے قوام کا دودھ ملنا چاہیئے۔ چنانچہ نہ صرف انسان میں بلکہ تمام حیوانات میں ماں کا دودھ بہت ہی پتلے قوام کا ہوتا ہے' لیکن جوں جوں بچے کی عمر بڑھتی ہے' اور معدہ قوی ہوتا جاتا ہے' دودھ کا قوام بھی بدلتا جاتا ہے اور مائیت کے مقابلہ میں زُبنیت بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ عہدِ رضاعت پورا ہو جاتا ہے اور اس کا معدہ عام غذاؤں کے ہضم کرنے کی استعداد پیدا کر لیتا ہے۔ جونہی اس کا وقت آتا ہے کہ اب اس کے لیے دودھ کی ضرورت نہیں رہی' ہر طرح کی غذائیں استعمال کر سکتا ہے۔)

(پھر ربوبیتِ الٰہی کی اس کارسازی پر غور کریں کہ کس طرح ماں کی فطرت میں بچے کی محبت ودیعت کر دی گئی ہے اور کس طرح اس جذبے کو طبیعتِ بشری کے تمام جذبات میں سب سے زیادہ پرجوش اور سب سے زیادہ ناقابل تسخیر بنا دیا گیا ہے؟ دنیا کی کون سے قوت ہے جو اس جوش کا مقابلہ کر سکتی ہے جسے ماں کی مامتا کہتے ہیں؟ جس بچے کی پیدائش اس کے لیے زندگی کی سب سے بڑی مصیبت تھی' اس کی محبت اس کے اندر زندگی کا سب سے بڑا جذبہ مشتعل کر دیتی ہے۔ جب تک بچہ سن بلوغ تک نہیں پہنچ جاتا وہ اپنے لیے نہیں بلکہ بچے کے لیے زندہ رہنا چاہتی ہے۔ زندگی کی کوئی خود فراموشی نہیں جو اس پر طاری نہ ہوتی ہو' اور راحت و آسائش کی کوئی قربانی نہیں جس سے اسے گریز ہو۔ حُبِّ ذات جو فطرتِ انسانی کا سب سے زیادہ طاقت ور جذبہ ہے اور جس کے انفعالات کے بغیر کوئی مخلوق زندہ نہیں رہ سکتی' وہ بھی اس جذبۂ خود فراموشی کے مقابلہ میں مضمحل ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ بات کہ ایک ماں نے بچے کے مجنونانہ عشق میں اپنی زندگی قربان کر دی' فطرتِ مادری کا ایسا معمولی واقعہ ہے جو ہمیشہ پیش آتا رہتا ہے اور ہم اس میں کسی طرح کی غرابت محسوس نہیں کرتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن حیوانات کے بچے انڈوں سے پیدا ہوتے ہیں' ان کی جسمانی ساخت اور طبیعت دودھ والے حیوانات سے مختلف ہوتی ہے۔ اس لیے وہ اول دن ہی سے معمولی غذائیں کھا سکتے ہیں بشرطیکہ کھلانے کے لیے کوئی شفیق نگرانی موجود ہو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بچہ انڈے سے نکلتے ہی غذا ڈھونڈنے لگتا ہے اور ماں چُن چُن کر اُس کے سامنے ڈالتی اور منہ میں لے لے کر کھانے کی تلقین کرتی ہے۔ یا ایسا کرتی ہے کہ خود کھا لیتی مگر ہضم نہیں کرتی' اپنے اندر نرم اور ہلکا بنا کر محفوظ رکھتی ہے اور جب بچہ غذا کے لیے منہ کھولتا ہے تو اس کے اندر اتار دیتی ہے۔۱۵

دودھ کی نعمت :

یہ دودھ جو طفولیت سے لے کر بڑھاپے تک تمہاری سب سے زیادہ دل پسند غذا ہوتی ہے' کس طرح اور کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟ تم نے کبھی غور کیا؟ اگر غور کرتے تو تمہارے فہم و عبرت کے لیے صرف یہی ایک بات کافی تھی۔ یہ اسی جسم میں بنتا ہے جس جسم میں غلاظت بنتی ہے۔ جو طرح طرح کی آلائشوں سے بھرا ہوا ہے۔ جس میں اگر کوئی سیّال شے موجود ہوتی ہے تو خون ہے جسے کبھی ہونٹوں سے لگانا پسند نہ کرو۔ پھر دیکھو' جانوروں میں اس کے اُترنے کے مخرج کہاں ہے؟ وہیں جس کے قریب بول و براز کا مخرج ہے یعنی ایک ہی کارخانہ میں ایک ہی مادہ سے اور ایک ہی طرح کے ظروف میں ایک طرف تو غلاظت بنتی اور نکلتی رہتی ہے جسے تم دیکھنا بھی پسند نہ کرو۔ دوسری طرف ایک ایسا جوہرِ لذت بھی بنتا اور نکلتا ہے جسے تم دیکھتے ہی اٹھا لو اور بے غل و غش ایک ایک قطرہ پی جاؤ!

کون ہے جس کی حکمت نے یہ عجیب و غریب کارخانہ بنا دیا؟ کون ہے جو عجیب طریقوں سے زندگی کے بہترین وسائل بخش رہا ہے۔ اور پھر کیا ممکن ہے کہ قدرت کی یہ کارفرمائی' حکمت کی یہ صنعت طرازی' ربوبیت کی یہ چارہ سازی' بغیر کسی قدیر' حکیم اور رب العالمین ہستی کے ظہور میں آ گئی ہو؟"۔۱۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُبُوبیّتِ معنوی :

اس سے بھی عجیب تر نظامِ ربوبیت کا معنوی پہلو ہے۔ خارج میں زندگی اور پرورش کا کتنا ہی سروسامان کیا جاتا لیکن وہ کچھ مفید نہیں ہو سکتا تھا' اگر ہر وجود کے اندر اس سے کام لینے کی ٹھیک ٹھیک استعداد نہ ہوتی' اور اس کے ظاہری و باطنی قوی اس کا ساتھ نہ دیتے۔ پس یہ ربوبیت ہی کا فیضان ہے کہ ہم دیکھتے ہیں ہر مخلوق کی ظاہری و باطنی بناوٹ اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ اس کی ہر قوت اس کے سامان پرورش کی نوعیت کے مطابق ہوتی ہے۔ اور اس کی ہر چیز اسے زندہ رہنے اور نشو و نما پانے میں مدد دیتی ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی مخلوق اپنے جسم و قوی کی ایسی نوعیّت رکھتی ہو جو اس کے حالات پرورش کے مقتضیات کے خلاف ہو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ فطرت نے ہر وجود کی جسمانی ساخت اور معنوی قوی کے لیے ایک خاص طرح کا اندازہ ٹھہرا دیا ہے' جس سے وہ باہر نہیں جا سکتا' اور یہ اندازہ ایسا ہے جو اس کی زندگی اور نشو و نما کے تمام احوال و ظروف سے ٹھیک ٹھیک مناسبت رکھتا ہے"۔۔۔۱۷

گرد و پیش کی مطابقت :

"یہ کیا چیز ہے کہ ہر گرد و پیش میں اور اس کی پیداوار میں ہمیشہ مطابقت پائی جاتی ہے اور یہ ایک ایسا قانون خلقت ہے جو کبھی متغیر نہیں ہوتا؟ یہ کیوں ہے کہ ہر مخلوق اپنی ظاہری و باطنی بناوٹ میں ویسی ہی ہوتی ہے؟ جیسا اس کے گرد و پیش ہے۔ ہر گرد و پیش ویسا ہی ہوتا ہے جیسی اس کی مخلوقات ہوتی ہے۔ یہ کسی حکیم و قدیر کی ٹھہرائی ہوئی تقدیر ہے جس نے ہر چیز کی خلقت و زندگی کے لیے ایسا ہی اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ اس کا یہ قانون تقدیر صرف حیوانات و نباتات ہی کے لیے نہیں ہے بلکہ کائنات ہستی کی ہر چیز کے لیے ہے۔

مخلوقات اور اس کے گرد و پیش کی مطابقت کا یہی قانون ہے جس نے دونوں میں باہم دگر مناسبت پیدا کر دی ہے' اور ہر مخلوق اپنے چاروں طرف وہی پاتی ہے جس میں اس کے لیے پرورش اور نشو و نما کا سامان ہوتا ہے۔ پرندے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسم اڑنے والا ہے' مچھلی کا جسم تیرنے والا' چار پایوں کا چلنے والا' حشرات کا رینگنے والا اس لیے کہ ان میں سے ہر نوع کا گرد و پیش ویسے ہی جسم کے لیے موزوں ہے جیسا اسے ملا ہے' اور اس لیے ان میں سے ہر نوع کی جسمانی ساخت ویسا ہی گرد و پیش چاہتی ہے جیسا گرد و پیش اسے حاصل ہے۔ دریا میں پرندے پیدا نہیں ہوتا اس لیے کہ گرد و پیش اس کے لیے مفید پرورش نہیں' خشکی میں مچھلیاں پیدا نہیں ہو سکتیں' کیونکہ خشکی ان کے لیے موزوں نہیں۔ اگر فطرت کی اس تقدیر کے خلاف ایک خاص گرد و پیش کی مخلوق دوسرے قسم کے گرد و پیش میں چلی جاتی ہے' تو یا تو وہاں زندہ نہیں رہتی' یا رہتی ہے تو پھر بتدریج اس کی جسمانی ساخت اور طبیعت بھی ویسی ہی ہو جاتی ہے' جیسی اس گرد و پیش میں ہونی چاہیے۔

پھر ان میں سے ہر نوع کے لیے مقامی موثرات کے مختلف گرد و پیش ہیں اور ہر گرد و پیش کا یہی حال ہے۔ سرد آب و ہوا کی پیداوار' سرد آب و ہوا ہی کے لیے لیے' گرم کی گرم کے لیے' قطب شمالی کے قرب و جوار کا ریچھ خطِ استوا کے قرب میں نظر نہیں آ سکتا اور منطقۂ حارہ کے جانور منطقۂ باردہ میں معدوم ہیں"۔۔۔۱۸

ہدایتِ وجدان :

"ہم دیکھتے ہیں' ہر مخلوق کی طبیعت میں کوئی ایسا اندرونی الہام موجود ہے جو اسے زندگی اور پرورش کی راہوں پر خود بخود لگا دیتا ہے اور وہ باہر کی رہنمائی و تعلیم کی محتاج نہیں ہوتی۔ انسان کا بچہ ہو یا حیوان کا' جونہی شکم مادر سے باہر آتا ہے' خود بخود معلوم کر لیتا ہے کہ اس کی غذا ماں کے سینے میں ہے اور جب پستان منہ میں لیتا ہے تو جانتا ہے کہ اسے زور زور سے چوسنا ہے۔ بلی کے بچوں کو ہم ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ ابھی ابھی پیدا ہوئے ہیں ان کی آنکھیں بھی نہیں کھلی ہیں لیکن ماں جوش محبت میں انہیں چاٹ رہی ہے وہ اس کے سینے پر منہ مار رہے ہیں۔ یہ بچہ جس نے عالم ہستی میں ابھی ابھی قدم رکھا ہے جسے خارج کے موثرات نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوا تک نہیں، کس طرح معلوم کر لیتا ہے کہ اسے پستان منہ میں لے لینا چاہیے اور اس کی غذا کا سرچشمہ یہیں ہے؟ وہ کون سا فرشتہ ہے جو اس وقت اس کے کان میں پھونک دیتا ہے کہ اس طرح اپنی غذا حاصل کر لے؟ یقیناً" وجدانی ہدایت کا فرشتہ ہے اور یہی وجدانی ہدایت ہے جو قبل اس کے کہ حواس و ادراک کی روشنی نمودار ہو، ہر مخلوق کو اس کی پرورش و زندگی کی راہوں پر لگا دیتی ہے۔)

آپ کے گھر میں پلی ہوئی بلّی ضرور ہو گی۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ بلّی اپنی عمر میں پہلی مرتبہ حاملہ ہوئی ہے۔ اس حالت کا اسے کوئی پچھلا تجربہ حاصل نہیں۔ تاہم اس کے اندر کوئی چیز ہے جو اسے بتا دیتی ہے کہ تیاری و حفاظت کی سرگرمیاں شروع کر دینی چاہئیں۔ جونہی وضع حمل کا وقت قریب آتا ہے خود بخود اس کی توجہ ہر چیز کی طرف سے ہٹ جاتی ہے اور کسی محفوظ گوشے کی جستجو شروع کر دیتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا مضطرب الحال بلّی مکان کا ایک ایک کونہ دیکھتی پھرتی ہے۔ پھر وہ خود بخود ایک سب سے محفوظ اور علیحدہ گوشہ چھانٹ لیتی ہے اور وہاں بچہ دیتی ہے۔ پھر یکایک اس کے اندر بچے کی حفاظت کی طرف سے ایک مجہول خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ یکے بعد دیگرے اپنی جگہ بدلتی رہتی ہے۔ غور کریں یہ کون سی قوت ہے جو بلّی کے اندر یہ خیال پیدا کر دیتی ہے کہ محفوظ جگہ تلاش کرے کیونکہ عنقریب اسے ایسی جگہ کی ضرورت ہو گی؟ یہ کون سا الہام ہے جو اسے خبردار کر دیتا ہے کہ بلّا بچوں کا دشمن اور ان کی بُو سونگھتا پھرتا ہے، اس لیے جگہ بدلتے رہنا چاہیے؟ بلاشبہ یہ ربوبیتِ الٰہی کی وجدانی ہدایت ہے جس کا الہام ہر مخلوق کے اندر اپنی نمود رکھتا ہے اور جو ان پر زندگی اور پرورش کی تمام راہیں کھول دیتا ہے۔

ہدایتِ حواس :

ہدایت کا دوسرا مرتبہ حواس اور مُدرِکاتِ ذہنی کی ہدایت کا ہے اور وہ اس درجہ واضح و معلوم ہے کہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اگرچہ حیوانات اس جوہر دماغ سے محروم ہیں جسے فکر و عقل سے تعبیر کیا جاتا ہے تاہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فطرت نے انہیں احساس و ادراک کی وہ قوتیں دے دی ہیں جن کی زندگی و معیشت کے لیے ضرورت تھی' اور ان کی مدد سے وہ اپنے رہنے سہنے کھانے پینے' توالد و تناسل اور حفاظت و نگرانی کے تمام وظائف حسن و خوبی کے ساتھ سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ پھر حواس و ادراک کی یہ ہدایت ہر حیوان کے لیے ایک ہی طرح کی نہیں ہے بلکہ ہر وجود کو اتنی ہی اور ویسی ہی استعداد دی گئی ہے جتنی اور جیسی استعداد اس کے احوال و ظروف کے لیے ضروری تھی۔ چیونٹی کی قوتِ شامہ نہایت دُور رَس ہوتی ہے اس لیے کہ اسی قوت کے ذریعے وہ اپنی غذا حاصل کر سکتی ہے۔ چیل اور عقاب کی نگاہ تیز ہوتی ہے کیونکہ اگر ان کی نگاہ تیز نہ ہو تو بلندی میں اُڑتے ہوئے اپنا شکار دیکھ نہ سکیں۔ یہ سوال بالکل غیر ضروری ہے کہ حیوانات کے حواس و ادراک کی یہ حالت اول دن سے تھی یا احوال و ظروف کی ضروریات اور قانونِ مطابقت کے مُؤثّرات سے بتدریج ظہور میں آئی اس لیے کہ خواہ کوئی صورت ہو؛ بہرحال فطرت کی بخشی ہوئی استعداد ہے اور نشو و ارتقاء کا قانون بھی فطرت ہی کا ٹھہرایا ہوا قانون ہے"۔۔۱۹

بُرہانِ رُبوبیت :

کائنات کے تمام اعمال و مظاہر کا اس طرح واقع ہونا کہ ہر چیز پرورش کرنے والی اور ہر تاثیر زندگی بخشنے والی ہے' اور پھر ایک ایسے نظامِ ربوبیت کا موجود ہونا جو ہر حالت کی رعایت کرتا اور ہر طرح کی مناسبت ملحوظ رکھتا ہے' ہر انسان کو وجدانی طور پر یقین دلا دیتا ہے کہ ایک پروردگارِ عالم ہستی موجود ہے اور وہ ان تمام صفتوں سے مُتّصِف ہے جن کے بغیر نظامِ ربوبیت کا یہ کامل اور بے عیب کارخانہ وجود میں آ سکتا تھا۔

کیا انسان کا وجدان یہ باور کر سکتا ہے کہ نظامِ ربوبیت کا یہ پورا کارخانہ خود بخود وجود میں آ جائے اور کوئی زندگی' کوئی ارادہ' کوئی حکمت' اس کے اندر کارفرما نہ ہو؟ کیا یہ ممکن ہے کہ اس کارخانۂ ہستی کی ہر چیز میں ایک بولتی ہوئی پروردگاری اور ایک اُبھری ہوئی کارسازی موجود ہو مگر کوئی پروردگار' کوئی کارساز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود نہ ہو؟ پھر کیا یہ محض ایک اندھی بہری فطرت' بے جان مادہ اور بے حس الیکٹرون (Electron) کے خواص ہیں جن سے پروردگاری و کارسازی کا یہ پورا کارخانہ ظہور میں آگیا ہے؟ اور عقل اور ارادہ رکھنے والی کوئی ہستی موجود نہیں؟

پروردگاری موجود ہے مگر پروردگار موجود نہیں! کارسازی موجود ہے مگر کوئی کارساز موجود نہیں! رحمت موجود ہے' مگر کوئی رحیم موجود نہیں! حکمت موجود ہے' مگر کوئی حکیم موجود نہیں! سب کچھ موجود ہے مگر کوئی موجود نہیں! عمل بغیر کسی عامل کے' نظم بغیر کسی ناظم کے' قیام بغیر کسی قیوم کے' عمارت بغیر کسی معمار کے' نقش بغیر کسی نقاش کے' سب کچھ بغیر کسی موجود کے! نہیں' انسان کی فطرت کبھی یہ باور نہیں کر سکتی۔ اس کا وجدان پکارتا ہے کہ ایسا ہونا ممکن نہیں۔ اس کی فطرت اپنی بناوٹ میں ایک ایسا سانچا لے کر آئی ہے جس میں یقین و ایمان ہی ڈھل سکتا ہے۔ شک اور انکار کی اس میں سمائی نہیں!

یہ بات انسان کے وجدانی اِذعان کے خلاف ہے کہ وہ نظامِ ربوبیت کا مطالعہ کرے اور ایک رب العالمین ہستی کا یقین اُس کے اندر جاگ نہ اُٹھے۔ ایک انسان غفلت کی سرشاری اور سرکشی کے ہیجان میں ہر چیز سے انکار کر دے سکتا ہے۔ وہ ہر چیز کے خلاف جنگ کر سکتا ہے لیکن اپنی فطرت کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھا سکتا۔ وہ جب اپنے چاروں طرف زندگی اور پروردگاری کا ایک عالمگیر کارخانہ پھیلا ہوا دیکھتا ہے تو اس کی فطرت کی صدا کیا ہوتی ہے؟ اس کے دل کے ایک ایک ریشے میں کون سا اعتماد سمایا ہوتا ہے؟ کیا یہ نہیں ہوتا کہ ایک پروردگار ہستی موجود ہے اور یہ سب کچھ اسی کی کرشمہ سازیاں ہیں؟"۔۲۰

ایک انسان تمام دنیا کی طرف سے آنکھیں بند کر لے' لیکن بہرحال اپنے شب و روز کی طرف سے تو آنکھیں بند نہیں کر لے سکتا؟ جو غذا اس کے سامنے دھری ہے اس پر نظر ڈالے۔ یہ کیا ہے؟ گیہوں کا دانہ ہے۔ اچھا' گیہوں کا ایک دانہ اپنی ہتھیلی پر رکھ لیں اور اس کی پیدائش سے لے کر اس کی پختگی و تکمیل تک کے تمام احوال و ظروف پر غور کریں۔ کیا یہ حقیر سا دانہ بھی وجود میں آسکتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا اگر تمام کارخانۂ ہستی ایک خاص نظم و ترتیب کے ساتھ اس کی بناوٹ میں سرگرم نہ رہتا؟ اور اگر دنیا میں ایک ایسا نظام ربوبیت موجود ہے تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ربوبیت رکھنے والی ہستی موجود نہ ہو۔ ۲۱؎

دنیا میں ہر چیز مخلوق ہے' اس لیے ضروری ہے کہ خالق بھی ہو۔ اسی طرح دنیا میں ہر چیز مربوب ہے' اس لیے ضروری ہے کہ خالق بھی ہو۔ اسی طرح دنیا میں ہر چیز کامل اور بے داغ ہے' اس لیے ضروری ہے کہ رب کامل اور بے عیب ہو۔ زیادہ واضح لفظوں میں اسے یوں بھی ادا کیا جا سکتا ہے کہ ہم دیکھتے ہیں' دنیا میں ہر چیز ایسی ہے کہ اسے پرورش کی احتیاج ہے اور اسے پرورش کرنے والا بھی موجود ہو۔ یہ پرورش کرنے والا کون ہے؟ یقیناً" وہ نہیں ہو سکتا جو خود پروردہ اور محتاج پروردگاری ہو۔ ۲۲؎

نظام ربوبیت اور وحی و رسالت :

جس ربّ العالمینؑ نے آپ کی جسمانی ضرورت کے لیے ربوبیت کا ایسا نظام قائم کر رکھا ہے' کیا ممکن ہے کہ اس نے آپ کے روحانی فلاح و سعادت کے لیے کوئی قانون' کوئی نظام' کوئی قاعدہ مقرر نہ کیا ہو؟ جس طرح آپ کے جسم کی ضرورتیں ہیں اسی طرح آپ کی روح کی بھی ضرورتیں ہیں پھر کیونکر ممکن ہے کہ جسم کی نشو و نما کے لیے تو اس کے پاس سب کچھ ہو لیکن روح کی نشو و نما کے لئے اس کے پاس کوئی پروردگاری نہ ہو؟

اگر وہ رب العالمین ہے اور اس کی ربوبیت کے فیضان کا یہ حال ہے کہ ہر ذرہ کے لیے سیرابی اور ہر چیونٹی کے لیے کارسازی رکھتی ہے' تو کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ انسان کی روحانی سعادت کے لیے اس کے پاس کوئی سرچشمہ نہ ہو؟ اس کی پروردگاری اجسام کی پرورش کے لیے آسمان سے پانی برسائے لیکن ارواح کی پرورش کے لیے ایک قطرۂ فیض بھی نہ رکھے؟ آپ دیکھتے ہیں کہ جب زمین شادابی سے محروم ہو کر مردہ ہو جاتی ہے تو یہ اس کا قانون ہے کہ باران رحمت نمودار ہو کر زندگی کی برکتوں سے زمین کے ایک ایک ذرے کو مالا مال کر دیتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر کیا یہ ضروری نہیں کہ جب عالمِ انسانیت، ہدایت و سعادت کی شادابیوں سے محروم ہو جائے، تو اس کا بارانِ رحمت نمودار ہو کر ایک ایک روح کو پیامِ زندگی پہنچا دے؟ روحانی سعادت کی یہ بارش کیا ہے؟ وحیٔ الٰہی ہے۔ آپ اس منظر پر کبھی متعجب نہیں ہوتے کہ پانی برسا اور مردہ زمین زندہ ہو گئی۔ پھر اس بات پر کیوں چونک اٹھو کہ وحیٔ الٰہی ظاہر ہوئی اور مردہ روحوں میں زندگی کی جنبش پیدا ہو گئی۔ ۲۳

ربوبیت و رحمت :

"جس حیّ و قیوّم کی کارفرمائیوں کا یہ حال ہے کہ انسان کو پیدائش سے پہلے اس کی مناسب و موزوں صورت دے دیتا ہے، کیا ضروری نہیں تھا کہ پیدائش کے بعد اس کی روحانی فلاح و سعادت کی بھی صورت آرائی کر دیتا۔ ۲۴

جس پروردگار عالم کی ربوبیت و رحمت کا یہ تمام فیضان آپ دیکھ رہے ہیں، کیا ممکن ہے کہ وہ آپ کی جسمانی پرورش و ہدایت کے لیے تو یہ سب کچھ کرے، لیکن آپ کی روحانی پرورش و ہدایت کے لیے اس کے پاس کوئی سرو سامان نہ ہو؟ وہ زمین کی موت کو زندگی سے نہیں بدل دے گا؟ وہ ستاروں کی روشن علامتوں سے خشکی و تری کی ظلمتوں میں رہنمائی کرتا ہے، کیونکر ممکن ہے کہ آپ کی روحانی زندگی کی تاریکیوں میں رہنمائی کی کوئی روشنی نہ ہو؟ آپ جو کبھی اس پر متعجب نہیں ہوتے کہ زمین پر کھیت لہلہا رہے ہیں اور آسمان میں ستارے چمک رہے ہیں، کیوں اس بات پر متعجب ہوتے ہیں کہ خدا کی وحی نوع انسانی کی ہدایت کے لیے نازل ہو رہی ہے؟ اگر آپ کو تعجب ہوتا ہے تو یہ اس بات کا نتیجہ ہے کہ آپ نے خدا کو اس کی صفتوں میں اس طرح نہیں دیکھا ہے جس طرح دیکھنا چاہیے۔ آپ کی سمجھ میں یہ بات تو آ جاتی ہے کہ وہ ایک چیونٹی کی پرورش کے لیے یہ پورا کارخانۂ حیات سرگرم رکھے، مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ نوع انسانی کی ہدایت کے لیے سلسلۂ وحی و تنزیل قائم ہو"۔ ۲۵

"انسان خود اپنی ہستی کو دیکھے اور اپنے چاروں طرف نظر ڈالے۔ کس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ہر شے بول رہی ہے کہ مجھے رب و رحیم ہستی نے بنایا ہے جو پرورش کرنا چاہتی ہے' فائدہ پہنچانا چاہتی ہے' ساری احتیاجیں اور ضرورتیں پوری کر رہی ہے' اور سر تا سر بخشش' فضل' احسان اور رحمت ہے!

پھر اگر ایک ایسی ربوبیت و رحمت رکھنے والی ہستی موجود ہے تو ہر طرح کی پرستاریوں کا مستحق اسے ہونا چاہئے' یا انہیں جو خود اپنی پرورش کے لیے اس کی پروردگاری کے محتاج ہیں؟ اور اگر وہ پروردگار ہستی تمہاری تمام جسمانی ضرورتوں اور آسائشوں کا انتظام کر رہی ہے تو کیا ضروری نہ تھا کہ تمہاری روحانی سعادت و زندگی کا بھی سروسامان کر دیتی؟ یہی سروسامان ہے جو ہدایتِ وحی اور ترسیلِ رُسل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ پھر کیوں تمہیں اس پر انکار و تعجب ہو؟"۔۲۶

"وہ جو زمین کی موت کو زندگی سے بدل دیتا ہے' کیا تمہاری روح کی موت کو زندگی سے نہ بدل دے گا؟ وہ' جو ستاروں کی روشن علامتوں سے بیابانوں اور سمندروں میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے' کیا تمہاری روح کو چھوڑ دے گا کہ بھٹکتی رہے اور اس کی رہنمائی کے لیے کوئی روشنی نہ ہو؟ تم اس بات پر تو کبھی متعجب نہیں ہوتے کہ کھیت لہلہاتے ہیں اور آسمان سے باران رحمت برس رہی ہے پھر اس پر کیوں متعجب ہوتے ہو کہ انسان کی روحانی پرورش کے لیے سامان زندگی مہیا ہے اور خدا کی وحی نازل ہو رہی ہے؟ افسوس تم پر' تم نے ایسا سمجھ کر خدا کی رحمت و ربوبیت کی بڑی ہی ناقدری کی۔۔۲۷

ربوبیت و عبودیت :

"اپنی زندگی کی احتیاجوں کو دیکھو اور پھر ربوبیتِ الٰہی کی بخششوں اور کارفرمائیوں پر نظر ڈالو۔ زندگی کی کوئی قدرتی احتیاج ایسی نہیں ہے جس کا قدرتی انتظام نہ کر دیا گیا ہو' اور کارخانہ عالم کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو تمہارے لیے افادہ و فیضان نہ رکھتا ہو۔ حتّٰی کہ معلوم ہوتا ہے' دنیا کی ہر چیز اسی لیے بنی ہے کہ تمہاری کوئی نہ کوئی ضرورت پوری کر دے اور کسی نہ کسی شکل میں خدمت و نفع رسانی کا ذریعہ ہو۔ پھر کیا ممکن ہے کہ یہ سب کچھ بغیر کسی ارادہ کے ظہور میں آ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہو' اور کوئی ربوبیت رکھنے والی ہستی موجود نہ ہو؟ اگر اگر ایک ایسی ہستی موجود رہے تو ہر طرح کی عبادتوں کی مستحق اُس کی ذات ہے یا اُن کی جو اپنی احتیاجوں میں خود کسی پروردگار کی پروردگاریوں کے محتاج ہوں"۔۲۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ رحمتِ الٰہی

رحمت سے رحیم کا تصور :

کائناتِ ہستی کے تمام مظاہر اس طرح واقع ہوئے ہیں کہ ان میں حسن و جمال کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے اور یہ اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ رحمت و فیضان کا کوئی ارادہ یہاں ضرور کام کر رہا ہے جو چاہتا ہے کہ جو کچھ بنے' حسن و خوبی کے ساتھ بنے اور اس میں روحوں کے لیے سرور اور نگاہوں کے لیے عیش و نشاط ہو!

اگر ایک صاحبِ رحمت ہستی کی یہ کارفرمائی نہیں ہے تو پھر کس کی ہے؟ نہیں' ہماری فطرت کہہ رہی ہے کہ یہ سب کچھ کسی ایسی ہستی کی کاریگری ہے جو حسن و جمال ہے اور جس نے چاہا ہے کہ حسن و جمال کا فیضان ہو!....

چاندنی راتوں میں چاند کی شب افروزیاں دیکھو' اندھیری راتوں میں ستاروں کی جلوہ ریزیوں کا نظارہ کرو۔ صبح جب اپنی ساری دل فریبیوں کے ساتھ آتی ہے۔ شام جب اپنی ساری رعنائیوں کے ساتھ چھپتی ہے۔ گرمیوں میں صاف و شفاف آسمان کا نکھرنا' بارش میں بادلوں کا ہر طرف سے امنڈنا' شفق کی لالہ گونی' قوس و قزح کی بوقلمونی' سورج کی زرافشانی' غرضکہ آسمان کا کون سا منظر ہے جس میں نگاہوں کے لیے زینت نہیں؟ جس میں دلوں کے لیے راحت و سکون نہیں؟"۔

۲۹

"قانونِ ضرورت" یا رحمتِ الٰہی :

فلسفہ ہمیں بتاتا ہے کہ تعمیر اور تحسین فطرتِ کائنات کا خاصہ ہے۔ خاصہ تعمیر چاہتا ہے کہ بناؤ ہو' خاصہ تحسین چاہتا ہے کہ جو کچھ بنے خوبی و کمال کے ساتھ بنے' اور یہ دونوں خاصے "قانونِ ضرورت" کا نتیجہ ہیں۔ کائنات ہستی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظہور و تکمیل کے لیے ضرورت تھی کہ تعمیر ہو اور ضرورت تھی کہ جو کچھ ہو' حسن و خوبی کے ساتھ تعمیر ہو۔ یہی "ضرورت" بجائے خود ایک عِلّت ہو گئی اور اس لیے فطرت سے جو کچھ بھی ظہور میں آتا ہے' ویسا ہی ہوتا ہے' جیسا ہونا ضروری تھا۔

لیکن اس تعلیل سے بھی تو یہ عُقدہ حل نہیں ہوا۔ سوال جس منزل میں تھا' اس سے صرف ایک منزل اور آگے بڑھ گیا۔ آپ کہتے ہیں' یہ جو کچھ ہو رہا ہے' اس لیے ہے کہ "ضرورت" کا قانون موجود ہے' لیکن سوال یہ ہے کہ "ضرورت" کا قانون کیوں موجود ہے؟ کیوں یہ ضروری ہوا کہ جو کچھ ظہور میں آئے' "ضرورت" کے مطابق ہو اور "ضرورت" اسی بات کی مقتضی ہوئی کہ خوبی اور درستگی ہو' بگاڑ اور برہمی نہ ہو؟ انسانی علم کی کاوشیں اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتیں۔ ایک مشہور فلسفی کے لفظوں میں "جس جگہ سے یہ کیوں شروع ہو جائے' سمجھ لیں کہ فلسفہ کے غور و خوض کی سرحد ختم ہو گئی"۔ لیکن قرآن اسی سوال کا جواب دیتا ہے وہ کہتا ہے' یہ "ضرورت" رحمت و فضل کی "ضرورت" ہے۔ رحمت چاہتی ہے' جو کچھ ظہور میں آئے بہتر ہو اور نافع ہو' اور اس لیے جو کچھ ظہور میں آتا ہے' بہتر ہوتا ہے اور نافع ہوتا ہے۔

پھر یہ بھی واضح رہے کہ دنیا میں زندگی اور بقا کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہے' جمال و زیبائی ان سے ایک زائد تر فیضان ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ جمال و زیبائش بھی یہاں موجود ہے۔ پس یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سب کچھ "قانونِ ضرورت" ہی کا نتیجہ ہے۔ ضرورت' زندگی اور بقا کا سروسامان چاہتی ہے' لیکن زندہ اور باقی رہنے کے لیے جمال و زیبائش کی کیا ضرورت ہے؟ اگر جمال و زیبائش بھی یہاں موجود ہے تو یقیناً" فطرت کا ایک مزید لطف و احسان ہے' اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فطرت صرف زندگی ہی نہیں بخشتی' بلکہ زندگی کو حسین و لطیف بھی بنانا چاہتی ہے۔ پس یہ محض زندگی کی ضرورت کا قانون نہیں ہو سکتا' یہ اس "ضرورت" سے بھی کوئی بالاتر "ضرورت" ہے جو چاہتی ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرحمت اور فیضان ہو۔ قرآن کہتا ہے' یہ رحمت کی "ضرورت" ہے اور رحمت کا مقتضی یہی ہے کہ وہ سب کچھ ظہور میں آئے' جو رحمت سے ظہور میں آنا چاہیے۔ ۳۰

افادۂ و فیضان فطرت :

ایک حقیقت جو ہمارے سامنے نمایاں ہوتی ہے وہ کائناتِ ہستی اور اس کی تمام اشیاء کا افادۂ و فیضان ہے۔ یعنی ہم دیکھتے ہیں کہ فطرت کے تمام کاموں میں' کامل نظم و یکسانیت کے ساتھ' مفید اور کار آمد ہونے کی خاصیت پائی جاتی ہے اور اگر بحیثیتِ مجموعی دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا یہ تمام کارگاہِ عالم صرف اسی لیے بنا ہے کہ ہمیں فائدہ پہنچائے اور ہماری حاجت روائیوں کا ذریعہ ہو۔ ۳۱

"ایک انسان کتنی ہی محدود اور غیر متمدن زندگی رکھتا ہو' لیکن اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہو سکتا کہ اس کا گرد و پیش اسے فائدہ پہنچا رہا ہے۔ ایک لکڑہارا بھی اپنے جھونپڑے میں بیٹھا ہوا نظر اٹھاتا ہے تو گو اپنے احساس کے لیے بہتر تعبیر نہ پائے لیکن یہ حقیقت ضرور محسوس کر لیتا ہے۔ جب وہ بیمار ہوتا ہے تو جنگل کی جڑی بوٹیاں کھا لیتا ہے۔ دھوپ تیز ہوتی ہے تو درختوں کے سائے میں بیٹھ جاتا ہے۔ بیکار ہوتا ہے تو پتّوں کی سرسبزی اور پھولوں کی خوشنمائی سے آنکھیں سینکنے لگتا ہے۔ پھر یہی درخت ہیں جو اپنی شادابی میں اسے پھل بخشتے ہیں' پختگی میں لکڑی کے تختے بن جاتے ہیں' کہنگی میں آگ کے شعلے بھڑکا دیتے ہیں۔ ایک ہی مخلوق بنائی ہے جو اپنے منظر سے نزہت و سرور بخشتی ہے' اپنی بو سے ہوا کو معطر کرتی ہے' اپنے پھل میں طرح طرح کی غذائیں رکھتی ہے۔ اپنی لکڑی سے سامانِ تعمیر مہیا کرتی ہے اور پھر خشک ہو جاتی ہے تو اس کے جلانے سے آگ بھڑکتی' چولہے گرم کرتی' موسم کو معتدل بناتی اور اپنی حرارت سے بے شمار اشیاء کے پکنے' پکانے اور تپنے کا ذریعہ بنتی ہے"۔ ۳۲

"فطرت نے کائناتِ ہستی کے افادۂ و فیضان کا نظام کچھ اس طرح بنایا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ بیک وقت، ہر مخلوق کو یکساں طور پر نفع پہنچاتا اور ہر مخلوق کی یکساں طور پر رعایت ملحوظ رکھتا ہے۔ اگر ایک انسان اپنے عالی شان محل میں بیٹھ کر محسوس کرتا ہے کہ تمام کارخانۂ ہستی صرف اسی کی کار برایوں کے لیے ہے، تو ٹھیک اسی طرح ایک چیونٹی بھی اپنے بل میں کہہ سکتی ہے کہ فطرت کی ساری کارفرمائیاں صرف اسی کی کاربراریوں کے لیے ہیں، اور کون ہے جو اسے جھٹلانے کی جرأت کر سکتا ہے؟ کیا فی الحقیقت سورج اس لیے نہیں کہ اس کے لیے حرارت بہم پہنچائے؟ کیا بارش اس لیے نہیں ہے کہ اس کے لیے رطوبت مہیا کرے؟ کیا ہوا اس لیے نہیں ہے کہ اس کی ناک تک شکر کی بو پہنچا دے؟ کیا زمین اس لیے نہیں ہے کہ ہر موسم اور ہر حالت کے مطابق اس کے لیے مقام و منزل بنے؟ دراصل فطرت کی بخشائشوں کا قانون کچھ ایسا عام اور ہمہ گیر واقع ہوا ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں، ایک ہی طریقہ سے، ایک ہی نظام کے ماتحت، ہر مخلوق کی نگہداشت کرتا اور ہر مخلوق کو یکساں طور پر فائدہ اٹھانے کا موقع دیتا ہے۔ حتیٰ کہ ہر وجود اپنی جگہ محسوس کر سکتا ہے کہ یہ پورا کارخانۂ عالم صرف اسی کی کام جوئیوں اور آسائشوں کے لیے سرگرم کار ہے"۔ ۳۲

تخریب یا تعمیر؟ :

البتہ یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ دنیا عالمِ کون و فساد ہے۔ یہاں ہر بننے کے ساتھ بگڑنا ہے اور ہر سمٹنے کے ساتھ بکھرنا، لیکن جس طرح سنگ تراش کا توڑنا پھوڑنا بھی اس لیے ہوتا ہے کہ خوبی و دلآویزی کا ایک پیکر تیار کر دے، اسی طرح کائناتِ عالم کا تمام بگاڑ بھی اس لیے ہے کہ بناؤ اور خوبی کا فیضان ظہور میں آئے۔ آپ ایک عمارت بناتے ہیں لیکن اس "بنانے" کا مطلب کیا ہے؟ کیا یہی نہیں ہوتا کہ بہت سی بنی ہوئی چیزیں "بگڑ" [illegible] نہیں اگر نہ کاٹی جاتیں، بھٹے اگر نہ سلگائے جاتے، درختوں پر آرا اگر نہ چلتا تو ظاہر ہے، عمارت کا بناؤ بھی ظہور میں نہ آتا۔ پھر یہ راحت و سکون جو [illegible] کو ایک عمارت کی سکونت سے حاصل ہوتا ہے کس صورت حال کا نتیجہ ہے؟ یقیناً [illegible] شور و شر اور ہنگامہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تخریب کا' جو سروسامانِ تعمیر کی جدوجہد نے عرصہ تک جاری رکھا تھا۔ اگر تخریب کا یہ شور و شر نہ ہوتا تو عمارت کا عیش و سکون بھی وجود میں نہ آتا۔ پس یہی حال فطرت کی تعمیری سرگرمیوں کا بھی سمجھیں۔ وہ عمارتِ ہستی کا ایک ایک گوشہ تعمیر کرتی رہتی ہے' وہ اس کارخانہ کا ایک ایک کیل پُرزہ ڈھالتی رہتی ہے' وہ اس کی درستگی و خوبی کی حفاظت کے لیے ہر نقصان کا دفعیہ اور ہر فساد کا ازالہ چاہتی ہے۔ تعمیر و درستگی کی یہی سرگرمیاں ہیں جو آپ کو بعض اوقات تخریب و نقصان کی ہولناکیاں دکھائی دیتی ہیں۔ حالانکہ یہاں تخریب کب ہے؟ جو کچھ ہے تعمیر ہی تعمیر ہے۔ سمندر میں تلاطم' دریا میں طغیانی' پہاڑوں میں آتش فشانی' جاڑوں میں برف باری' گرمیوں میں سموم' بارش میں ہنگامۂ ابر و باد' آپ کے لیے خوش آئیند مناظر نہیں ہوتے' لیکن آپ نہیں جانتے کہ ان میں سے ہر حادثہ کائناتِ ہستی کی تعمیر و درستگی کے لیے اتنا ہی ضروری ہے' جس قدر دنیا کی کوئی مفید سے مفید چیز آپ کی نگاہ میں ہو سکتی ہے۔ اگر سمندر میں طوفان نہ اٹھتے' تو میدانوں کی زندگی و شادابی کے لیے ایک قطرۂ بارش میسر نہ آتا۔ اگر بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک نہ ہوتی تو بارانِ رحمت کا فیضان بھی نہ ہوتا۔ اگر آتش فشاں پہاڑوں کی چوٹیاں نہ پھٹتیں تو زمین کے اندر کا کھولتا ہوا مادہ اس کرہ کی تمام سطح پارہ پارہ کر دیتا۔ آپ بول اٹھیں گے' یہ مادہ پیدا ہی کیوں کیا گیا؟ لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر یہ مادہ نہ ہوتا تو زمین کی قوتِ نشو و نما کا ایک ضروری عنصر مفقود ہو جاتا"۔ ۳۴

جمالِ فطرت :

"فطرت کے افادۂ و فیضان کی سب سے بڑی بخشائش اس کا عالمگیر حسن و جمال ہے۔ فطرت صرف بناتی اور سنوارتی ہی نہیں بلکہ اس طرح بناتی سنوارتی ہے کہ اس کے ہر بناؤ میں حسن و زیبائی کا جلوہ اور اس کے ہر ظہور میں نظر افروزی کی نمود پیدا ہو گئی ہے۔ آپ کائناتِ ہستی کو اس کی مجموعی حیثیت میں دیکھیں یا اس کے ایک ایک گوشۂ خلقت پر نظر ڈالیں' اس کا کوئی رخ نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس پر حسن و رعنائی نے ایک نقاب زیبائش نہ ڈال دی ہو۔ ستاروں کا نظام اور اس کی سیر و گردش' سورج کی روشنی اور اس کی بوقلمونی' چاند کی گردش اور اس کا اُتار چڑھاؤ' فضائے آسمانی کی وسعت اور اس کی نیرنگیاں' بارش کا سماں اور اس کے تغیرات' سمندر کا منظر اور دریاؤں کی روانی' پہاڑوں کی بلندیاں اور وادیوں کا نشیب' حیوانات کے اجسام اور ان کا تنوع' نباتات کی صورت آرائیاں اور باغ و چمن کی رعنائیاں' پھولوں کی عطربیزی اور پرندوں کی نغمہ سنجی' صبح کا چہرۂ خنداں اور شام کا جلوۂ محجوب' غرضکہ تمام تماشاگاہِ ہستی حسن کی نمائش اور نظر افروزی کی جلوہ گاہ ہے' اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا اس پردۂ ہستی کے پیچھے حسن افروزی و جلوہ آرائی کی کوئی قوت کام کر رہی ہے' جو چاہتی ہے کہ جو کچھ ظہور میں آئے حسن و زیبائش کے ساتھ ظہور میں آئے اور کارخانۂ ہستی کا ہر گوشہ نگاہ کے لیے نشاط' سامعہ کے لیے سرور اور روح کے لیے بہشتِ راحت و سکون بن جائے"۔ ۳۵

نغمۂ بلبل اور غوغائے زاغ و زغن :

"بلاشبہ کاروبارِ فطرت کے بعض مظاہر ایسے بھی ہیں جن میں آپ کو حسن و خوبی کی کوئی گیرائی محسوس نہیں ہوتی۔ آپ کہتے ہیں' قمری و بلبل کی نغمہ سنجیوں کے ساتھ زاغ و زغن کا شور و غوغا کیوں ہے؟ لیکن آپ بھول جاتے ہیں کہ اَرغنونِ ہستی کا نغمہ کسی ایک آہنگ ہی سے نہیں بنا ہے اور نہ بننا چاہئے تھا۔ جس طرح آپ کے آلاتِ موسیقی کے پردوں میں زیر و بر کے تمام آہنگ موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح سازِ فطرت کے تاروں میں بھی اُتار چڑھاؤ کے تمام ہم آہنگ موجود ہیں۔ اس میں ہلکے سے ہلکے سُر بھی ہیں' جن سے باریک اور سُریلی صدائیں نکلتی ہیں' موٹے سے موٹے سُر بھی ہیں جو بلند اور بھاری سے بھاری صدائیں پیدا کرتے ہیں۔ ان تمام سُروں کے ملنے سے جو کیفیت پیدا ہوتی ہے' وہی موسیقی کی حلاوت ہے' کیونکہ دنیا کی تمام چیزوں کی طرح موسیقی کی حقیقت بھی مختلف اجزا کے امتزاج و تالیف سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ کسی ایک ہی سُر سے نغمے کی حلاوت پیدا ہو جائے۔ اگر آپ بین یا ستار اُٹھا کر صرف اُس کے چڑھاؤ کا کوئی ایک پردہ چھیڑ دیں گے' یا پیانو کی بھاری کنجیوں میں سے کوئی ایک کنجی ہی بجانے لگیں گے تو یہ نغمہ نہ ہو گا' بھاں بھاں کی ایک کرخت آواز ہو گی۔ یہی حال موسیقیٔ فطرت کے زیر و بم کا بھی ہے۔ آپ کو کوّے کی کائیں کائیں اور چیل کی چیخ میں کوئی دلکشی محسوس نہیں ہوتی' لیکن موسیقیٔ فطرت کی تالیف کے لیے جس طرح قمری و بلبل کا ہلکا سُر ضروری تھی' اسی طرح زاغ و زغن کا بھاری اور کرخت سُر بھی ناگزیر تھا' بلبل و قمری کو اس سُرگم کا اُتار سمجھیں اور زاغ و زغن کو چڑھاؤ"۔۳۶

تعمیر کے ساتھ تحسین :

"فطرتِ کائنات کی یہ تمام حسن افروزیاں اور جلوہ آرائیاں کیوں ہیں؟ یہ کیوں ہے کہ فطرت حسین ہے اور جو کچھ اس سے ظہور میں آتا ہے وہ حسن و جمال ہی ہوتا ہے؟ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ کارخانۂ ہستی ہوتا لیکن رنگ کی نظر افروزیاں' بُو کی عطر بیزیاں' نغمہ کی جاں نوازیاں نہ ہوتیں؟ کیا ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ سب کچھ ہوتا لیکن سبزۂ و گل کی رعنائیاں اور قمری و بلبل کی نغمہ سنجیاں نہ ہوتیں؟ یقیناً" دنیا اپنے بننے کے لیے اس کی محتاج نہ تھی کہ تتلی کے پروں میں عجیب و غریب نقش و نگار ہوں اور رنگ برنگ کے دلفریب پرند درختوں کی شاخوں پر چہچہا رہے ہوں؟ ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ درخت ہوتے مگر قامت کی بلندی' پھیلاؤ کی موزونیت' شاخوں کی ترتیب' پتّوں کی سبزی' پھولوں کی رنگا رنگی نہ ہوتی۔ پھر یہ کیوں ہے کہ تمام حیوانات اپنی اپنی حالت اور گرد و پیش کے مطابق' ڈیل ڈول کی موزونیت اور اعضاء کا تناسب ضروری رکھیں' اور کوئی وجود نہ ہو جو اپنی شکل و منظر میں ایک خاص طرح کا متعدل پیمانہ نہ رکھتا ہو؟

انسانی علم و نظر کی کاوشیں آج تک یہ عُقدہ حل نہ کر سکیں کہ یہاں تعمیر کے ساتھ تحسین کیوں ہے؟ مگر قرآن کہتا ہے' یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ خالقِ کائنات الرحمٰن اور الرحیم ہے یعنی اُس میں رحمت ہے اور اُس کی رحمت اپنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظہور و فعل بھی رکھتی ہے۔ رحمت کا مقتضا یہی تھا کہ بخشش ہو، فیضان ہو، جُود و احسان ہو۔ پس اس نے ایک طرف تو ہمیں زندگی اور زندگی کے تمام احساسات و عواطف بخش دیئے، جو خوشنمائی یا بدنمائی میں امتیاز کرتے اور خوبی و جمال سے کیف و سرور حاصل کرتے ہیں۔ دوسری طرف کارگاہِ ہستی کو اپنی حسن آرائیوں اور جاں فزائیوں سے اس طرح آراستہ کر دیا کہ اس کا ہر گوشہ نگاہ کے لیے جنت، سامعہ کے لیے حلاوت اور روح کے لیے سرمایہء کیف و سرور بن گیا"۔ [۳۷]

حسن و زیبائی کی بخشش و نعمت :

ہم زندگی کی بناوٹی اور خود ساختہ آسائشوں میں اس درجہ منہمک ہو گئے ہیں کہ ہمیں قدرتی راحتوں پر غور کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا، اور بسا اوقات تو ہم ان کی قدر و قیمت کے اعتراف سے بھی انکار کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر چند لمحوں کے لیے اپنے آپ کو اس غفلت سے بیدار کر لیں تو معلوم ہو جائے گا کہ کائنات ہستی کا حسن و جمال فطرت کی ایک عظیم اور بے پایاں بخشش ہے۔ اور اگر یہ نہ ہوتی یا ہم میں اس کا احساس نہ ہوتا تو زندگی، زندگی نہ ہوتی، نہیں معلوم کیا چیز ہوتی۔ ممکن ہے موت کی بدحالیوں کا ایک تسلسل ہوتا!

ایک لمحہ کے لیے تصور کیجئے کہ دنیا موجود ہے مگر حسن و زیبائی کے تمام جلوؤں اور احساسات سے خالی ہے۔ آسمان ہے مگر فضا کی یہ نگاہ پرور نیلگونی نہیں ہے، ستارے ہیں مگر ان کی درخشندگی و جہاں تابی کی یہ جلوہ آرائی نہیں ہے، درخت ہیں مگر بغیر سبزی کے، پھول ہیں مگر بغیر رنگ و بو کے، اشیاء کا اعتدال، اجسام کا تناسب، صداؤں کا ترنم، روشنی و رنگت کی بوقلمونی، ان میں سے کوئی چیز بھی وجود نہیں رکھتی یا یوں کہا جائے کہ ہم میں ان کا احساس نہیں ہے۔ غور کریں، ایک ایسی دنیا کے ساتھ زندگی کا تصور کتنا بھیانک اور ہولناک منظر پیش کرتا ہے؟ ایسی زندگی، جس میں نہ تو حسن کا احساس ہو، نہ حسن کی جلوہ آرائی، نہ نگاہ کے لیے سرور ہو، نہ سامعہ کے لیے حلاوت، نہ جذبات کی رقت ہو، نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محسوسات کی لطافت' یقیناً" عذاب و جانکاہی کی ایک ایسی حالت ہوتی' جس کا تصور بھی ہمارے لیے ناقابلِ برداشت ہے!

لیکن جس قدرت نے ہمیں زندگی دی' اس نے یہ بھی ضروری سمجھا کہ زندگی کی سب سے بڑی نعمت یعنی حسن و زیبائی کی بخشش سے بھی مالا مال کر دے۔ اس نے ایک ہاتھ سے ہمیں حسن کا احساس دیا' دوسرے ہاتھ سے تمام دنیا کو جلوۂ حسن بنا دیا۔ یہی حقیقت ہے جو ہمیں رحمت کی موجودگی کا یقین دلاتی ہے۔ اگر پردۂ ہستی کے پیچھے صرف خالقیت ہی ہوتی' رحمت نہ ہوتی یعنی پیدا کرنے یا پیدا ہو جانے کی قوت ہوتی' مگر افادہ و فیضان کا ارادہ نہ ہوتا' تو یقیناً" کائناتِ ہستی میں فطرت کے فضل و احسان کا یہ عالمگیر مظاہرہ بھی نہ ہوتا!"۔۳۸

قدرتی نعمتیں اور انسان کی ناشکری :

انسانی طبیعت کی یہ عالمگیر کمزوری ہے کہ جب تک وہ ایک نعمت سے محروم نہیں ہو جاتا' اس کی قدر و قیمت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ نہیں کر سکتا۔ آپ گنگا کے کنارے بستے ہیں' اس لیے آپ کے نزدیک زندگی کی سب سے زیادہ بے قدر چیز پانی ہے' لیکن اگر یہی پانی چوبیس گھنٹے تک میسر نہ آئے تو آپ کو معلوم ہو جائے' اس کی قدر و قیمت کا کیا حال ہے؟ یہی حال فطرت کے فیضانِ جمال کا بھی ہے۔ اس کے عام اور بے پردہ جلوے شب و روز آپ کی نگاہوں کے سامنے سے گزرتے رہتے ہیں' اس لیے آپ کو ان کی قدر و قیمت محسوس نہیں ہوتی۔ صبح اپنی ساری جلوہ آرائیوں کے ساتھ روز آتی ہے' اس لیے آپ بستر سے سر اٹھانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ چاندنی اپنی ساری حسن افروزیوں کے ساتھ ہمیشہ نکھرتی رہتی ہے' اس لیے تم کھڑکیاں بند کر کے سو جاتے ہو۔ لیکن جب یہی شب و روز کے جلوہ ہائے فطرت آپ کی نظروں سے روپوش ہو جاتے ہیں یا آپ میں ان کے نظارہ و سماع کی استعداد باقی نہیں رہتی تو غور کریں' اس وقت آپ کے احساسات کا کیا حال ہوتا ہے؟ کیا آپ محسوس نہیں کرتے کہ ان میں سے ہر چیز زندگی کی ایک بے بہا برکت اور معیشت کی ایک عظیم الشان نعمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی؟ سرد ملکوں کے باشندوں سے پوچھیں، جہاں سال کا بڑا حصہ ابر آلود گزرتا ہے، کیا سورج کی کرنوں سے بڑھ کر بھی زندگی کی کوئی مسرت ہو سکتی ہے؟ ایک بیمار سے پوچھیں جو نقل و حرکت سے محروم بستر مرض پر پڑا ہے۔ وہ بتائے گا کہ آسمان کی صاف اور نیلگوں فضا کا نظارہ راحت و سکون کی کتنی بڑی دولت ہے؟ ایک اندھا جو پیدائشی اندھا نہ تھا، آپ کو بتا سکتا ہے کہ سورج کی روشنی اور باغ و چمن کی بہار دیکھے بغیر زندگی بسر کرنا کیسی ناقابل برداشت مصیبت ہے؟

آپ بسا اوقات زندگی کی مصنوعی آسائشوں کے لیے ترستے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ زندگی کی سب سے بڑی نعمت چاندی سونے کا ڈھیر اور جاہ و حشم کی نمائش ہے، لیکن آپ بھول جاتے ہیں کہ زندگی کی حقیقی مسرتوں کا جو خود رو سامان فطرت نے ہر مخلوق کے لیے پیدا کر رکھا ہے، اس سے بڑھ کر دنیا کی دولت و حشمت کون سا سامان نشاط مہیا کر سکتی ہے اور اگر ایک انسان کو وہ سب کچھ میسر ہو تو پھر اس کے بعد کیا باقی رہ جاتا ہے؟ جس دنیا میں سورج ہر روز چمکتا ہو، جس دنیا میں صبح ہر روز مسکراتی اور شام ہر روز پردۂ شب میں چھپ جاتی ہو، جس کی راتیں آسمان کی قندیلوں سے مزین اور جس کی چاندنی حسن افروزیوں سے جہاں تاب رہتی ہو، جس کی بہار سبزہ و گل سے لدی ہوئی اور جس کی فصلیں لہلہاتے ہوئے کھیتوں سے گراں بار ہوں، جس دنیا میں روشنی اپنی چمک، رنگ اپنی بوقلمونی، خوشبو اپنی عطربیزی اور موسیقی اپنا نغمہ و آہنگ رکھتی ہو، کیا اس دنیا کا کوئی باشندہ آسائش حیات سے محروم اور نعمتِ معیشت سے مفلس ہو سکتا ہے؟ کیا کسی آنکھ کے لیے جو دیکھ سکتی ہو اور کسی دماغ کے لیے جو محسوس کر سکتا ہو، ایک ایسی دنیا میں نامرادی و بدبختی کا گلہ جائز ہے؟

قرآن نے جا بجا انسان کو اُس کے اِسی کفرانِ نعمت پر توجہ دلائی ہے"۔ ۳۹

نعمت سے مُنعِم کا تصوّر:

"اس کی نعمتیں تو اتنی ہیں کہ اگر گننا چاہیں تو ہماری طاقت سے باہر ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گن سکیں' ہماری زندگی کا ہر سانس اس کی کسی نعمت کا رہینِ منّت ہے۔ کارخانہء ہستی کا ہر ذرہ کسی نہ کسی بخشش و کرم کی نشانی ہے۔ درختوں کا ہر پھول' دھوپ کی ہر کرن' ہوا کا ہر جھونکا' بارش کا ہر قطرہ' چاند کی ہر نمود' ستاروں کی ہر چمک' پرندوں کی ہر چہچہاہٹ' اس کی ربوبیت کی ایک پروردگاری اور اس کی رحمت کی ایک چارہ سازی ہے۔ آپ اگر درختوں کے سبز پتّے' پھولوں کے رنگین ورق' سورج کی سنہری کرنیں گن سکتے ہیں تو اس کی نعمتیں بھی گن لیں۔ درختوں کے ہر پتّے سے پوچھیں۔ آپ بارش کے ہر قطرہ سے سوال کریں۔ سورج کی ہر کرن کا منہ دیکھیں۔ آپ کو یہی جواب ملے گا کہ اِنَّ اللّٰہَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ! جس نے سب کچھ بنایا ہے' وہ بڑا ہی بخشنے والا' بڑا ہی رحمت والا ہے"۔۔۔۴۰

جمالِ معنوی :

"کائناتِ ہستی کے اَسرار و غَوامِض بے شمار ہیں' لیکن روحِ حیوانی کا جوہرِ ادراک زندگی کا سب سے زیادہ لَاینحَل عُقدہ ہے۔ حیوانات میں کیڑے مکوڑے تک ہر طرح کا احساس و ادراک رکھتے ہیں اور انسانی دماغ کے نہاں خانہ میں عقل و تفکّر کا چراغ روشن ہے۔ یہ قوتِ احساس' یہ قوتِ ادراک' یہ قوتِ عقل کیونکر پیدا ہوئی؟ مادی عناصر کی ترکیب و امتزاج سے ایک ماورائے مادہ جوہر کس طرح ظہور میں آگیا؟ آپ چیونٹی کو دیکھیں' اس کے دماغ کا حجم سوئی کی نوک سے شاید ہی کچھ زیادہ ہو گا لیکن مادہ کے اِس حقیر ترین عصبی ذرہ میں بھی احساس و ادراک' محنت و استقلال' ترتیب و تناسب' نظم و ضبط اور صنعت و اختراع کی ساری قوتیں مخفی ہوتی ہیں اور وہ اپنے اعمال حیات کی کرشمہ سازیوں سے ہم پر رعب و حیرت کا عالم طاری کر دیتی ہے۔ شہد کی مکھی کی کارفرمائیاں ہر روز آپ کی نظروں سے گزرتی رہتی ہیں۔ یہ کون ہے جس نے ایک چھوٹی سے مکھی میں تعمیر و تحسین کی ایسی منتظم قوت پیدا کر دی ہے؟

قرآن کہتا ہے' یہ اس لیے ہے کہ رحمت کا مقتضا جمال تھا' اور ضروری تھا کہ جس طرح اس نے جمالِ صُوَری سے دنیا آراستہ کر دی ہے' اسی طرح جمالِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنوی کی بخشائشوں سے بھی مالا مال کر دیتی"۔۔۔۔۴۱؎

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ تدبیر و حکمت سے مُدبّر و حکیم کا تصوّر

ظلِ اجسام کا قانون :

قوانینِ الٰہی کی عجائب آفرینیوں میں سے ایک عجیب و غریب منظر "ظل" یعنی اجسام کے سائے کا ہے۔ نظامِ شمسی کے تمام کرشمے اس چیز میں ہم دیکھ لے سکتے ہیں۔ یہ ہمارے جسم کے ساتھ ساتھ رہتا اور ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ لیکن لاکھوں میل فاصلہ کی خبر دے دیتا ہے۔ سورج کا طلوع' عروج' زوال' غروب ساری حالتیں ہم اس آئینے میں دیکھ لے سکتے ہیں۔

یہ کبھی بڑھتا ہے' کبھی گھٹتا ہے' کبھی ابھرتا ہے' کبھی غائب ہو جاتا ہے' کبھی کھڑا ہوتا ہے' کبھی جھکتا ہے' کبھی دہنے ہوتا ہے' کبھی بائیں' اس کی ان تمام حالتوں کا قانون اس درجہ قطعی' اس درجہ یکساں' اس درجہ منظم ہے کہ اس میں فتور پڑنے کا ہمیں وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ جب تک گھڑیاں ایجاد نہیں ہوئی تھیں۔ یہی سایہ گھڑی کا کام دیتا تھا اور اسی سے دھوپ گھڑی بنی تھی۔ آج کل بھی میدانوں اور دیہاتوں میں جہاں گھڑیاں نہیں ہوتیں' دہقان سایہ دیکھ کر معلوم کر لیتا ہے کہ کتنا دن چڑھ چکا ہے۔ کتنا ڈھل چکا ہے۔ سایہ جب مساوی ہو جائے تو دوپہر کا وقت ہوتا ہے۔ جب گھٹنے بڑھنے لگے تو اس کی ہر مقدار گھڑی کی سوئی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن قوانینِ الٰہی کے احاطہ و نفاذ کا ذکر کرتے ہوئے سایے کی طرف توجہ دلاتا ہے' اور کہتا ہے یہ تم سے دور نہیں۔ ہر وقت تمہارے جسم کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ ہمیشہ اس پر تمہاری نگاہیں رہتی ہیں کیونکہ اسی سے وقت کا اندازہ لگایا کرتے ہو۔ پس غور کرو' اس کی حقیقت کیا ہے؟ کس طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ شہادت دے رہا ہے کہ یہاں کی ہر چیز کسی مُدبّر و حکیم ہستی کے احکام کے آگے سر بسجود ہے۔ اور اس نے جس چیز کے لئے جو حکم نافذ کر دیا ہے' ممکن نہیں کہ اس کی تعمیل میں بال برابر بھی انحراف ہو"۔۔۔۴۲

حکمتِ الٰہی :

زمین کی نسبت تین باتیں ہیں : پہلی یہ کہ بچھی ہوئی ہے' دوسری یہ کہ پہاڑوں کی بلندیاں ہیں' تیسری یہ کہ جتنی چیزیں اس میں اُگتی ہیں سب موزوں ہیں۔

"موزون" یعنی وزن کی ہوئی۔ اگر کسی چیز کو ٹھیک ٹھیک کسی خاص اندازہ پر پرکھنا ہوتا ہے تو اسے کانٹے میں تول لیا کرتے تھے کہ رتی بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو جائے۔ پس ہر چیز کے موزوں ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ زمین میں جتنی نباتات اُگتی ہیں' سب کے لئے حکمتِ الٰہی نے ایک خاص اندازہ ٹھہرا دیا ہے۔ ہر چیز اپنی نوعیت' اپنی کمیّت' اپنی کیفیّت میں ایک جچی تُلی حالت رکھتی ہے۔ جس سے کبھی باہر نہیں جا سکتی۔ ممکن نہیں کہ گھاس کی ایک شاخ بھی ایسی اُگ آئے جو گھاس کے مقررہ اندازہ اور تناسب کے خلاف ہو۔

طرح طرح کے غلّے' طرح طرح کے پھُول' طرح طرح کے پھَل' طرح طرح کی سبزیاں' طرح طرح کے درخت' طرح طرح کی گھاسیں ہر طرف اُگ رہی ہیں' اور نہیں معلوم کب سے اگ رہی ہیں' لیکن کوئی چیز بھی ان میں ایسی ہے جس کی شکل' ڈیل ڈول' رنگت' خوشبو' مزہ اور خاصہ ایک خاص مقررہ اندازہ پر نہ ہو؟ اور ٹھیک ٹھیک کانٹے کی تول نہ ہو؟ گیہوں کا ایک دانہ اٹھائیں' پھول کی ایک کلی توڑ لیں' گھاس کی ایک پتی سامنے رکھ لیں اور دیکھیں ان کی ساری باتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' تو سب کا ایک مقررہ اندازہ ہے اور یہ اندازہ قطعی ہے' دائمی ہے' اٹل ہے' اَمٹ ہے اور ہمیشہ اس یکسانیت کے ساتھ ظہور میں آتا ہے' گویا مٹی کے ایک ایک ذرہ میں ایک ایک ترازو رکھ دیا گیا ہے اور وہ ایک ایک دانے' ایک ایک پتے' ایک ایک پھل کو تول تول کر بانٹ رہا ہے۔ ممکن نہیں اس تول میں کبھی خرابی پڑے"۔ ۴۳

تدبیرِ الٰہی :

"زمین کو دیکھیں وہ ایک گیند کی طرح مدور اور گول ہے لیکن اس کی سطح کا ہر حصہ ایسا واقع ہوا ہے کہ گولائی محسوس نہیں ہوتی۔ ایسا دکھائی دیتا ہے' جیسے ایک مسطح فرش بچھا ہوا ہے۔ پھر اس میں پہاڑ کر دیئے گئے ہیں جن کی چوٹیوں پر برف جمتی اور پگھلتی رہتی ہے اور اس طرح ان نہروں کی روانی کا سامان ہوتا رہتا ہے جو میدانی زمینوں سے گزرتی ہیں اور انہیں سیراب کرتی رہتی ہیں۔

پھر زمین میں روئیدگی کی کیسی عجیب و غریب قوت پیدا کر دی کہ اس کی تمام سطح طرح طرح کی خوش ذائقہ غذاؤں کا خوانِ نعمت بن گئی ہے؟ ہر طرح کے پھلوں کے درخت ہیں' ہر طرح کے دانوں کی فصلیں ہیں۔ سب میں دو دو قسموں اور جوڑوں کا قانون کام کر رہا ہے۔ اس اعتبار سے بھی کہ ہر درخت کے پھل دو قسموں کے ضرور ہوتے ہیں مثلاً" کھٹے اور میٹھے' خوش ذائقہ اور بد ذائقہ' اچھی قسم کے اور گری ہوئی قسم کے' پھر اس کی حکمت فرمائی کا یہ کرشمہ دیکھو کہ رات دن کا دائمی انقلاب طاری ہوتا رہتا ہے' جو نباتات کی روئیدگی اور پختگی کے لئے ضروری تھا۔ جب دن کی تپش انہیں خوب اچھی طرح گرم کر دیتی ہے تو رات آتی ہے اور زمین کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کی چادر کے تلے وہ خنکی و برودت کی مطلوبہ مقدار حاصل کر لیتے ہیں۔

پھر ربوبیت الٰہی کی یہ کارفرمائی دیکھیں' زمین کی سطح ایک ہے مگر اس کے مختلف قطعات یکساں نہیں۔ سب ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ لیکن اپنی روئیدگی اور پیداوار کی مختلف خدمتیں انجام دے رہے ہیں۔ ایک قطعہ میں باغ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں' ایک میں کھیت ہیں' ایک میں نخلستان ہیں۔ پھر اگرچہ زمین ایک ہے اور ایک ہی پانی سے ہر قطعہ سیراب ہوتا ہے لیکن ہر درخت کا پھل یکساں نہیں' کسی جگہ ایک ہی پھل اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے' کسی جگہ ادنیٰ درجہ کا' کسی کا مزہ کچھ ہوتا ہے' کسی کا کچھ۔

کائناتِ ہستی کے ان تمام کارخانوں کا اس نگرانی اور دقیقہ سنجی کے ساتھ نافع و کارآمد ہونا اور مخلوقات کی ضروریاتِ زندگی کا اس عجیب و غریب کارفرمائی کے ساتھ انتظام پانا' کیا اِس حقیقت کا اعلان نہیں ہے کہ ایک پرورش کنندہ اور مُدبّر ہستی موجود ہے اور یہاں جو کچھ ہو رہا ہے' کسی مقصد اور منتہیٰ کے لئے ہو رہا ہے"۔۴۴

حقیقتِ حیات :

"جہاں تک مسئلۂ حیات کی حقیقت کا تعلق ہے' علمِ انسانی کے سامنے کوئی یقینی روشنی موجود نہیں۔ ہم اس وقت تک یہ بھی نہ جان سکے کہ زندگی کی حقیقت کیا ہے؟ ارنست ہیکل (Ernst Hasckel) کے لفظوں میں' ہم زیادہ سے زیادہ جو کر سکے ہیں وہ صرف یہی کہ "اس کے آنے کا انتظار کریں' اور جب آ جائے تو اس کے اطوار و احوال اور خواص و افعال کے تعاقب میں نکل جائیں"۔ لیکن وہ ہے کیا؟ وہ آتی کہاں سے ہے؟ وہ جاتی کہاں ہے؟ تو اس بارے میں علم انسانی کا قدم اس جگہ سے ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکا' جہاں ہزاروں برس سے متحیر و واماندہ کھڑا ہے!

جب حقیقتِ حیات کے بارے میں ہماری عقلی معلومات کا یہ حال ہے تو کیا ہمیں ایسا مقام حاصل ہے کہ وحیءِ الٰہی کے اعلانات علم و یقین کے مقابلے میں نفی و انکار کی جرات کریں؟"۔۴۵

تدبیرِ امور :

"یہاں تدبیرِ امور کرنے والا ایک ہاتھ موجود ہے' ورنہ ممکن نہ تھا کہ یہ سب کچھ ظہور میں آ جاتا اور قائم و جاری رہتا"۔۴۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ متفرقات

انسانی فطرت کا جواب :

خدا کی ہستی کا اعتقاد انسانی فطرت کے اندرونی تقاضوں کا جواب ہے۔ اسے حیوانی سطح سے بلند ہونے اور انسانیتِ اعلیٰ کے درجہ تک پہنچنے کے لئے بلندی کے ایک نصب العین کی ضرورت ہے اور اس نصب العین کی طلب بغیر کسی ایسے تصور کے پوری نہیں ہو سکتی جو کسی نہ کسی شکل میں اس کے سامنے آئے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ مطلق کا تصور سامنے آ نہیں سکتا۔ وہ جبھی آئے گا کہ ایجابی صفتوں کے تشخص کا کوئی نہ کوئی نقاب چہرے پر ڈال لے۔ چنانچہ ہمیشہ اس نقاب ہی کے ذریعہ جمال حقیقت کو دیکھنا پڑا۔ یہ کبھی بھاری ہوا، کبھی ہلکا، کبھی پرخوف رہا، کبھی دلاویز، مگر اترا کبھی نہیں۔ـــ ۴۷

انسانی عجز :

انسان اپنے حواس کے ذریعے ذات باری کا مشاہدہ و ادراک نہیں کر سکتا، اور اس راہ میں معرفت کا منتہا مرتبہ یہ ہے کہ عجز و نارسائی کا اعتراف کیا جائے۔ ـ۴۸

فطری عقیدہ :

خدا کی ہستی کا اعتقاد انسان کی فطرت میں ودیعت کر دیا گیا ہے اور فطرت انسانی کی اصلی آواز "بلیٰ" ہے یعنی تصدیق ہے، انکار نہیں ہے، اور اسی لئے کوئی انسان اپنی غفلت کے لئے معذور نہیں ہو سکتا اور یہ نہیں کہہ سکتا کہ آباؤ اجداد کی گمراہی سے میں بھی گمراہ ہو گیا۔ کیونکہ اس کے وجود سے باہر گمراہی کے کتنے ہی مؤثرات جمع ہو جائیں لیکن اس کی فطرت کی اندرونی آواز کبھی نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتی، بشرطیکہ وہ خود اس کے دبانے کے درپے نہ ہو جائے، اور اس کی طرف سے کان بند نہ کر لے۔

پیغمبروں کی ہدایت کوئی نیا پیام انسان کو نہیں دیتی، وہ اسی اعتقاد کی تجدید کرتی ہے جو اول دن سے فطرتِ انسانی میں ودیعت کر دیا گیا ہے۔۴۹

توحید پر کائنات کی شہادت :

آسمان و زمین کا ایک ایک ذرہ خدا کی ہستی اور اس کے شریک نہ ہونے خلقت کی شہادت دے رہا ہے۔۵۰

دُعا :

روحانی اعتقاد کے ساتھ ایک بالاتر ہستی کو پکارنا، بندگی و نیاز کا ایک ایسا فعل ہے جو صرف خدا ہی کے لئے ہونا چاہئے۔ اگر کسی دوسری ہستی کے لئے کیا گیا تو یہ شرک ہو گا۔ یہی مقام ہے جہاں پیروانِ مذاہب نے ٹھوکر کھائی۔ وہ توحید ربوبیت میں نہیں کھوئے گئے۔ کیونکہ خالق و رب خدا ہی کو مانتے تھے۔ توحید الوہیت میں گمراہ ہو گئے یعنی اپنی دعاؤں اور منتوں مرادوں کے لئے بہت سے آستانے بنا لئے جسے قرآن "آلہہ" بنا لینے سے تعبیر کرتا ہے۔۵۱

رنج و مصیبت کی حالت میں انسان کے اندر وجدانی طور پر یہ ولولہ اُٹھتا ہے کہ ایک بالاتر ہستی موجود ہے جو میرا درد دکھ دُور کر سکتی ہے اور اُسی کو پکارنا چاہئے۔ لیکن جب مصیبت دور ہو جاتی ہے تو پھر عیش و راحت کی غفلتوں میں پڑ کر اسے بھول جاتا ہے، گویا کبھی اس نے کسی کو پکارا ہی نہ تھا!

قرآن نے جا بجا انسان کی اس فطرت حالت سے استشہاد کیا ہے کیونکہ مصیبت اور بے بسی کی حالت میں بے اختیار اس ولولہ کا اٹھنا، اس امر کا ثبوت ہے کہ انسانی فطرت اپنے اندرونی ادراک میں خدا کی ہستی کا اعتقاد رکھتی ہے اور اعراض و غفلت کی حالت وجدانی نہیں ہے، خارجی اثرات کا نتیجہ ہے۔۵۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجودِ باری تعالیٰ :

اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ؟ کس بارے میں تمہیں شک ہو رہا ہے؟ اللہ کے بارے میں جو آسمان و زمین کا بنانے والا ہے؟ یعنی اس ہستی کے بارے میں جس کا اعتقاد تمہاری فطرت کے خمیر میں موجود ہے اور تمہارے دل کا ایک ایک ریشہ کہہ رہا ہے کہ ایک فاطرالسموات والارض ہستی موجود ہے؟ دنیا کی ہر بات میں شک کر سکتے ہو لیکن اس بارے میں تم شک نہیں کر سکتے۔ تم کیونکر جرأت کر سکتے ہو کہ اپنے دل کے یقین سے انکار کر دو' اپنی روح کے اعتقاد سے پھر جاؤ' خود اپنی نسبت شک کرنے لگو؟

= قرآن کی معجزانہ بلاغت ہے کہ صرف ایک چھوٹے سے جملے اور استفہام تعریری میں وہ سب کچھ بیان کر دیا جو زیادہ سے زیادہ اس بارہ میں کہا جا سکتا ہے اور جو استدلال کی انتہا' اثبات کی تکمیل اور سارے برہانوں اور حجتوں کا جامع و مانع خلاصہ ہے یعنی اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ' فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ؟۵۳

وہ ذات و صفات میں یکتا ہے :

اگر خدا اپنی ذات میں یگانہ ہے تو ضروری ہے کہ وہ اپنی صفات میں بھی یگانہ ہو کیونکہ اس کی یگانگت کی عظمت قائم نہیں رہ سکتی اگر کوئی دوسری ہستی اس کے صفات میں شریک و سہیم مان لی جائے۔۵۴

شرک کی تردید :

قرآن نے صرف توحید ہی پر زور نہیں دیا بلکہ شرک کی بھی راہیں بند کر دیں اور یہی اس باب میں اس کی خصوصیت ہے۔

وہ کہتا ہے کہ ہر طرح کی عبادت اور نیاز کی مستحق صرف خدا کی ذات ہے۔ پس اگر تم نے عابدانہ عجز و نیاز کے ساتھ کسی دوسری ہستی کے سامنے سر جھکایا تو توحیدِ الٰہی کا اعتقاد باقی نہ رہا۔ وہ کہتا ہے' یہ اسی کی ذات ہے جو انسانوں کی پکار سنتی اور ان کی دعائیں قبول کرتی ہے۔ پس اگر تم نے اپنی دعاؤں اور طلب گاریوں میں کسی دوسری ہستی کو بھی شریک کر لیا تو گویا تم نے اسے خدا کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدائی میں شریک کر لیا۔ وہ کہتا ہے دعا' استعانت' رکوع' سجود' عجز و نیاز' اعتماد و توکل اور اسی طرح کے تمام عبادت گزارانہ اور نیازمندانہ اعمال ہیں جو خدا اور اس کے بندوں کا باہمی رشتہ قائم کرتے ہیں۔ پس اگر ان اعمال میں سے تم نے کسی دوسری ہستی کو بھی شریک کر لیا تو خدا کے رشتۂ معبودیت کی یگانگی باقی نہ رہے۔ اسی طرح عظمتوں' کبریائیوں' کارسازیوں اور بے نیازیوں کا جو اعتقاد تمہارے اندر خدا کی ہستی کا تصور پیدا کرتا ہے' وہ صرف خدا ہی کے لئے مخصوص ہونا چاہئے۔ اگر تم نے ویسا ہی اعتقاد کسی دوسری ہستی کے لئے بھی پیدا کر لیا تو تم نے اسے خدا کا "نِدّ" یعنی شریک ٹھہرا لیا' اور توحید کا اعتقاد درہم برہم ہو گیا۔

یہی وجہ ہے کہ سورۂ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی تلقین کی گئی۔ اس میں اوّل تو عبادت کے ساتھ اِستعانت کا بھی ذکر کیا گیا۔ پھر دونوں جگہ مفعول کو مقدّم کیا جو مفیدِ حَصْر ہے' یعنی صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ تمام قرآن میں اس کثرت کے ساتھ توحید فی الصفات اور ردِّ اِشراک پر زور دیا گیا ہے کہ شاید ہی کوئی سورت بلکہ کوئی صفحہ اس سے خالی ہو۔۵۵

سررشتۂ اتحاد :

خدا نے تمہیں ایک ہی جامۂ انسانیت دیا تھا لیکن تم نے طرح طرح کے بھیس اور نام اختیار کر لئے اور رشتۂ انسانیت کی وحدت سینکڑوں ٹکڑوں میں بکھر گئی۔ تمہاری نسلیں بہت سی ہیں اس لئے تم نسل کے نام پر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے ہو' تمہارے وطن بہت سے بن گئے ہیں اس لئے اختلاف وطن کے نام پر ایک دوسرے سے لڑ رہے ہو۔ تمہاری قومیتیں بے شمار ہیں' اس لئے ہر قوم دوسری قوم سے دست و گریبان ہو رہی ہے۔ تمہارے رنگ یکساں نہیں اور یہ بھی باہمی نفرت و عناد کا ایک بڑا ذریعہ بن گیا ہے۔ تمہاری بولیاں مختلف ہیں' اور یہ بھی ایک دوسرے سے جدا رہنے کی حجت بن گئی ہے۔ پھر ان کے علاوہ امیر و فقیر' نوکر و آقا' وضیع و شریف' ضعیف و قوی' ادنیٰ و اعلیٰ' بے شمار اختلاف پیدا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لئے گئے ہیں' اور سب کا منشا یہی ہے کہ ایک دوسرے سے جدا ہو جاؤ اور ایک دوسرے سے نفرت کرتے رہو۔ ایسی حالت میں بتاؤ وہ رشتہ کون سا رشتہ ہے جو اتنے اختلافات رکھنے پر بھی انسانوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دے اور انسانیت کا بچھڑا ہوا گھرانا پھر از سرِنو آباد ہو جائے؟

قرآن کہتا ہے صرف ایک ہی رشتہ باقی رہ گیا ہے اور وہ خدا پرستی کا مقدس رشتہ ہے تم کتنے ہی الگ الگ ہو گئے ہو لیکن تمہارے خدا الگ الگ نہیں ہو جا سکتے۔ تم سب ایک ہی پروردگار کے بندے ہو۔ تم سب کی بندگی و نیاز کے لئے ایک ہی معبود کی چوکھٹ ہے۔ تم بے شمار اختلافات رکھنے پر بھی ایک ہی رشتہء عبودیت میں جکڑے ہوئے ہو۔ تمہاری کوئی نسل ہو' تمہارا کوئی وطن ہو' تمہاری کوئی قومیت ہو' تم کسی درجے میں اور کسی حلقے کے انسان ہو' لیکن جب ایک ہی پروردگار کے آگے سرِنیاز جھکا دو گے تو یہ آسمانی رشتہ تمہارے تمام ارضی اختلافات مٹا دے گا۔ تم سب کے بچھڑے ہوئے دل ایک دوسرے سے جُڑ جائیں گے۔ تم محسوس کرو گے کہ تمام دنیا تمہارا وطن ہے' تمام نسلِ انسانی تمہارا گھرانا ہے اور تم سب ایک ہی رب العالمین کی عیال ہو!

وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۔

اور (دیکھو) یہ تمہاری امت' فی الحقیقت ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں' پس (میری عبودیت و نیاز کی راہ میں تم سب ایک ہو جاؤ اور) نافرمانی سے بچو!۔۵۶

خدا ہے :

"خدا ہے اور ساری اچھی اور حسین صفتوں سے متصف ہے۔ اور اس نے جس طرح عالم ہستی اور مافیہا کو بنایا' اسی طرح اس کے لئے قوانین و نوامیس عمل و نتائج بھی بنائے اور وہ ہر حال میں اٹل ہیں"۔۵۷

سچّا ایمان :

سچا ایمان اگرچہ ایک لمحہ کا ہو' ایسی روحانی طاقت پیدا کر دیتا ہے کہ دنیا کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی طاقت اسے مرعوب و مُسخّر نہیں کر سکتی' وہی جادوگر' جو فرعون سے صلہ و انعام کی التجائیں کر رہے تھے' ایمان لانے کے بعد معاً" ایسے بے پروا ہو گئے کہ سخت سے سخت جسمانی عذاب کی دھمکی بھی انہیں متزلزل نہ کر سکی۔۵۸

ایمان :

انسان کے تمام کاموں کی جڑ' یقین کا رسوخ اور اعتقاد کا استحکام ہے۔ اسی کو شریعت "ایمان" کے لفظ سے تعبیر کرتی ہے۔ خدا کا تصور یا تو انسان کو محبت کی شکل میں اپنی طرف کھینچتا ہے یا خوف کی عظمت و ہیبت دکھا کر اپنے آگے جھکاتا ہے۔۵۹

مخلوق اور خالق :

دنیا میں ہر چیز مخلوق ہے' اس لئے ضروری ہے کہ خالق بھی ہو' دنیا میں ہر چیز مربوب ہے اس لئے ضروری ہے کہ کوئی رب ہو' اور دنیا میں ربوبیت کامل اور بے داغ ہے' اس لئے ضروری ہے کہ رب کامل اور بے عیب ہو۔۶۰

خدا کی صفات :

خدا کی کوئی صفت نہیں جو حسن و خوبی کی صفت نہ ہو۔ ان میں ایسی صفتیں بھی ہیں جو بظاہر قہر و جلال کی صفتیں ہیں مثلاً" جبار' قہار' لیکن قرآن کہتا ہے وہ بھی "اسماء حسنیٰ" ہیں' کیونکہ ان میں قدرت و عدالت کا ظہور ہوا ہے اور قدرت و عدالت حسن و خوبی ہے۔۶۱

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ غبار خاطر، ص ۱۴۱ تا ۱۵۲۔

۲۔ غبار خاطر، ص ۱۶۰ تا ۱۶۱۔

۳۔ غبار خاطر، ص ۱۶۱ تا ۱۶۲۔

۴۔ غبار خاطر، ص ۱۶۳۔

۵۔ غبار خاطر، ص ۱۶۴، ۱۶۵۔

۶۔ غبار خاطر، ص ۱۶۴۔

۷۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۱۵۳۔

۸۔ غبار خاطر، ص ۱۵۲، ۱۵۳۔

۹۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۹۲، ۹۳۔

۱۰۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۶۷۔

۱۱۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۶۸۔

۱۲۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۰۲، ۳۰۳۔

۱۳۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۶۹۔

۱۴۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۶۹، ۷۰۔

۱۵۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۷۰ تا ۷۲۔

۱۶۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۲۵۔

۱۷۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۷۳۔

۱۸۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۷۳، ۷۴۔

۱۹۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۷۴، ۷۵۔

۲۰۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۸۰، ۸۱۔

۲۱۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۸۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۸۵۔

۲۳۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۸۶۔

۲۴۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۳۴۲۔

۲۵۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۸۸۔

۲۶۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۰۹ تا ۳۱۰۔

۲۷۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۴۸۹۔

۲۸۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۲۹۲۔

۲۹۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۲۹۸ تا ۲۹۹۔

۳۰۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۹۴۔

۳۱۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص تا ۹۵۔

۳۲۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۹۸۔

۳۳۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۹۸ تا ۹۹۔

۳۴۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۹۹ تا ۱۰۰۔

۳۵۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۱۰۰۔

۳۶۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۱۰۱۔

۳۷۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۱۰۱ تا ۱۰۲۔

۳۸۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۱۰۲ تا ۱۰۳۔

۳۹۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۱۰۳ تا ۱۰۴۔

۴۰۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۱۲۔

۴۱۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۱۰۵۔

۴۲۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۲۰۔

۴۳۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۰۰ تا ۳۰۱۔

۴۴۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۲۷۰، ۲۷۱۔

۴۵۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۲۷۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۶۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۵۲۳۔

۴۷۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۱۸۸۔

۴۸۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۲۔

۴۹۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۴۳۔

۵۰۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۴۶۔

۵۱۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۴۹۔

۵۲۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۱۵۰۔

۵۳۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۲۸۷۔

۵۴۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۱۹۴۔

۵۵۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۱۹۶۔

۵۶۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۲۱۴۔

۵۷۔ "تذکرہ" ص ۲۳۱۔

۵۸۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۲۸۔

۵۹۔ الہلال ۱۲ اگست، ۱۹۱۲ء۔

۶۰۔ باقیات ترجمان القرآن، ص ۱۰۲۔

۶۱۔ باقیات ترجمان القرآن، ص ۱۰۸۔

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۲

رسالت

ایمان اور راہِ نجات :

(ایمان باللہ کے علاوہ)..... نہ صرف ایمان بالرسل بلکہ ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتب، ایمان الآخرت بھی ضروری ہے اور جس شخص کو اس سے انکار ہو، وہ نجات کی راہ پر نہیں ہے۔۱

انبیاء :

[illegible]
[illegible] ہے۔

ہر قوم میں پیغمبر :

[illegible]
تھے اور انھوں نے راہِ حق دکھائی تھی۔۳

ہدایت کے لئے پیغمبر :

خدا کا قانون یہ ہے کہ انسان کی ہدایت کے لئے پیغمبر مبعوث کرتا ہے پھر جو کوئی اصلاح کی راہ اختیار کرتا ہے، فلاح پاتا ہے۔ جو سرکشی کرتا ہے، تباہ ہو جاتا ہے۔۴

جو کوئی اللہ سے محبت رکھنے کا دعویدار ہے تو اسے چاہئے، اللہ کے رسولؐ کی پیروی کرے۔ اللہ کی محبت کا دعویٰ اور اس کی راہ بتانے والے کی پیروی سے انکار ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کا قانون یہ ہے کہ ہدایتِ خلق کے لئے اپنے رسولوں کو مبعوث کرتا ہے جو اُن کی پیروی و اطاعت کرتے ہیں' کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جو انکار و سرکشی سے مقابلہ کرتے ہیں اس کی نصرت سے محروم رہتے ہیں۔۵

نبی کا وجود بجائے خود دلیل ہے :

ہر نبی کا تنہا وجود سینکڑوں دلیلوں اور ہزاروں شہادتوں کا ایک مجموعہ ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم ان کا استشہادا" و استدلالا" ذکر کرتا ہے اور ان کو "آیت" اور "بیّنہ" سے تعبیر کرتا ہے۔۶

ہر نبی کی زندگی جس طرح شروع ہوئی اور جس طرح ختم ہوئی اور جو کچھ اس پر گزرا' اور قولا" و فعلا" جو کچھ اس سے تعلق رکھتا ہے' ان میں سے ہر بات بجائے خود ایک دلیل اور برہان حق ہے۔۷

سچائی کی پہچان رکھنے والوں کے لئے سب سے بڑی نشانی پیغمبر کی تعلیم اور اس کی زندگی ہے۔۸

کسی بھی رسول پر ایمان نہ لانا کفر ہے :

قرآن کے نزدیک نہ صرف انبیاء پر ایمان نہ لانا کفر ہے بلکہ کسی ایک رسول سے انکار بھی کفر ہے۔۹

تفریق بین الرسل :

کوئی ایمان بالرسل جو تفریق بین الرسل کے ساتھ ہو' قرآن کے نزدیک ایمان نہیں۔ وہ کہتا ہے اس زنجیر کی ایک کڑی کا انکار سب کا انکار ہے۔۱۰

قرآن کے نزدیک تفریق بین الرسل کفر ہے' یعنی سلسلہ نبوت کی ایک کڑی کا انکار بھی سب کا انکار ہے اور دروازۂ نجات بند کر دیتا ہے۔ اگر ایمان بالرسل ضروری نہیں تو تفریق بین الرسل کیوں کفر ہو؟۱۱

جو کوئی تفریق بین الرسل کرتا ہے یعنی کسی کو مانتا ہے کسی کو نہیں مانتا' وہ فی الحقیقت خدا کے پورے سلسلۂ ہدایت کا منکر ہے۔۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن نے جا بجا "تفریق بین الرسل" کو انکار کی راہ قرار دیا ہے اور ایمان کی راہ یہ بتلائی ہے کہ بلا تفریق سب کی تصدیق کی جائے' وہ کہتا ہے یہاں راہیں صرف دو ہی ہیں' تیسری نہیں ہو سکتی۔ ایمان کی راہ یہ ہے کہ سب کو مانو' انکار کی راہ یہ ہے کہ سب کا یا کسی ایک کا انکار کرو۔ یہاں کسی ایک کا انکار بھی وہی حکم رکھتا ہے' جو سب کے انکار کا ہے۔۔۱۳

خدا ایک ہے۔ اس کی سچائی ایک ہے' لیکن سچائی کا پیغام بہت سی زبانوں نے پہنچایا ہے۔ پھر اگر تم کسی ایک پیغمبر کی تصدیق کرتے ہو دوسرے کا انکار کر دیتے ہو تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ ایک ہی حقیقت کو ایک جگہ مان لیتے ہو' دوسری جگہ ٹھکرا دیتے ہیں۔ ایک ہی بات کو مانتے بھی ہو اور رد بھی کرتے ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسا ماننا ماننا نہیں ہے بلکہ ایک زیادہ بری قسم کا انکار ہے۔۔۱۴

نبوت کی ذمہ داری :

دنیا میں ایک انسان کی زبان سے جتنی باتیں نکل سکتی ہیں' ان میں کوئی بھی اس سے بڑھ کر بوجھل اور تھکا دینے والی نہیں کہ ایک آدمی ایک مطمئن اور خوش و خُرّم قوم کے سامنے آ کھڑا ہو اور اچانک اعلان کر دے کہ :

"تمہاری ہلاکت کی گھڑی سر پر آ گئی ہے۔ اگر سرکشی سے باز نہ آؤ گے تو نیست و نابود کر دیئے جاؤ گے"۔

کتنا بڑا اور عجیب اعلان ہے؟ کتنی عظیم اس کی ذمہ داری ہے؟ اور کس درجہ مافوق انسانیت صبر و تحمل کی ضرورت ہے کہ وہ سب کچھ جھیل لیا جائے جو یہ اعلان سن کر لوگوں کی زبانوں سے نکلے گا؟

لیکن خدا کے رسولوں کو یہ بوجھ اٹھانا پڑا۔ کیونکہ وہ اس کے لئے مامور من اللہ تھے۔

یہی مرحلہ پیغمبر اسلامؐ کو بھی درپیش تھا۔ اس لئے وحیٔ الٰہی جا بجا اس بات پر زور دیتی ہے کہ لوگوں کی باتوں سے دل تنگ نہ ہو اور اعلانِ امر میں ذرا بھی تامل نہ کرو۔۔۱۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاء کا داعیانہ جذبہ :

انبیاءِ کرام ہدایت و اصلاح کے صرف طالب ہی نہیں ہوتے' عاشق ہوتے ہیں۔ انسان کی گمراہی ان کے دلوں کا ناسور ہوتی ہے اور انسان کی ہدایت کا جوش ان کے دل کے ایک ایک ریشہ کا عشق! اس سے بڑھ کر ان کے لئے کوئی تمکینی نہیں ہو سکتی کہ ایک انسان سچائی سے منہ موڑ لے۔ اس سے بڑھ کر ان کے لئے کوئی شادمانی نہیں ہو سکتی کہ ایک گمراہ قدم راہِ راست پر آ جائے!۔۱۶

نبی کی صداقت و عصمت :

نبی کا سب سے بڑا وصف جو قرآن نے بتایا ہے وہ اس کی سچائی ہے اور احتیاجِ تفصیل نہیں۔ نبوت ایک سیرت ہے جو صرف سچائی ہی سے نہیں بنتی ہے اور صرف سچائی ہی کے سانچے میں ڈھل سکتی ہے۔ ایک نبی کسی بات سے عاجز نہیں ہوتا مگر اس بات سے کہ سچ نہ بولے۔ حقیقت اور سچائی کے خلاف جو کچھ ہے خواہ کسی شکل اور کسی درجہ میں ہو' نبوت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔ اگر نبوت ہو گی تو سچائی بھی ہو گی۔ اگر سچائی نہیں ہے تو نبوت بھی نہیں۔ پس انبیاءِ کرام کی سچائی اور عصمت یقینیات دینیہ اور نقلیہ میں سے ہے۔۔۱۷

تمام انبیاء کی تعلیم ایک ہی تھی :

قرآن کا دعویٰ ہے کہ تمام گزشتہ رسولوں کی تعلیم بھی یہی رہی ہے اور دینِ حق ایک سے زیادہ نہیں۔ اگر ایک یہودی صرف حضرت موسیٰؑ کی سچی تعلیم پر عمل کرنا چاہے گا' یا ایک مسیحی حضرت مسیحؑ کی حقیقی تعلیم پر کاربند ہو گا تو اسے ٹھیک ٹھیک یہی راہ اختیار کرنی پڑے گی جو قرآن نے واضح کی ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسری راہ نہیں ہو سکتی۔۔۱۸

تمام انبیاء کا دین ایک تھا :

خدا کے جتنے پیغامبر ہوئے' خواہ وہ کسی زمانے اور کسی گوشے میں ہوئے ہوں' سب کی راہ ایک ہی تھی اور سب خدا کے ایک ہی عالمگیر قانون سعادت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم دینے والے تھے۔ یہ عالمگیر قانون سعادت کیا ہے؟ ایمان اور عملِ صالح کا قانون ہے یعنی ایک پروردگارِ عالم کی پرستش کرنی اور نیک عملی زندگی بسر کرنی۔ اس کے علاوہ اور اس کے خلاف جو کچھ بھی دین کے نام سے کہا جاتا ہے' دین حقیقی کی تعلیم نہیں ہے:

وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ

(اور بلاشبہ ہم نے دنیا کی ہر قوم میں ایک پیغمبر مبعوث کیا جس کی تعلیم یہ تھی کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے یعنی سرکش اور شریر قوتوں کے اغوا سے اجتناب کرو۔ النحل۔ ۳۸)

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○

(اور اے پیغمبرؐ! ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول دنیا میں نہیں بھیجا مگر اس وحی کے ساتھ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں' پس میری ہی عبادت کرو۔ الانبیاء۔ ۲۴)۔۱۹

قرآن میں انبیاء کا ذکر : قرآن میں تمام رسولوں کا ذکر نہیں کیا گیا۔ صرف چند کا ذکر کیا گیا ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْكَ۔

(اور اے پیغمبر! ہم نے تم سے پہلے کتنے ہی رسول مبعوث کیے۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے حالات تمہیں سنائے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کے حالات نہیں سنائے۔ المومن ۷۸)

یہ ظاہر ہے کہ قومیں بے شمار گزر چکی ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حسب تصریح قرآن' ہر قوم میں دعوتِ حق کا ظہور ہوا ہے۔ پس تسلیم کرنا پڑے گا کہ بے شمار قومیں اور بے شمار دعوتیں ہوئیں' جن میں سے صرف چند ہی کا قرآن نے ذکر کیا' باقی کا نہیں کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس کا سبب بالکل واضح ہے۔ قرآن کا مقصود ان سرگزشتوں کے بیان سے یہ نہیں تھا کہ تاریخ کی طرح تمام واقعات کا استقصاء کیا جائے۔ بلکہ صرف تذکیر و موعظت تھا اور تذکیر و موعظت کے لئے اس قدر کافی تھا کہ چند دعوتوں اور قوموں کی سرگزشتیں بیان کر دی جائیں اور باقی کے لئے کہہ دیا جائے کہ ان کا حال بھی انہی پر قیاس کر لو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس بارے میں اس کا اُسلوبِ بیان ہر جگہ عام ہے۔ جا بجا اس طرح کی تعبیرات پائی جاتی ہیں کہ پچھلے قرنوں میں ایسا ہوا۔ پچھلی قوموں میں ایسا ہوا۔ پچھلی آبادیوں میں ایسا ہوا۔ پچھلے رسولوں کے ساتھ اس طرح کے معاملات پیش آئے۔ البتہ جہاں کہیں تخصیص کے ساتھ ذکر کیا ہے وہاں صرف چند قوموں ہی کی سرگزشتیں بیان کی ہیں جن کا صاف مطلب یہ ہوا کہ یہ چند سرگزشتیں پچھلی قوموں کے ایّام و وقائع کا نمونہ سمجھی جائیں اور ان سے اندازہ کر لیا جائے کہ اس بارہ میں تمام اقوامِ عالم کی روائدادیں کیسی رہ چکی ہیں؟

البتہ کہا جا سکتا ہے کہ کیوں خصوصیّت کے ساتھ ان چند قوموں ہی کا ذکر کیا گیا جو ایک خاص خطۂ ارضی میں گزر چکی تھیں۔ دوسرے خطّوں کی اقوام میں سے کسی کا ذکر نہیں کیا؟

تو اس کے وجوہ بھی بالکل واضح ہیں اگر تھوڑی سی دقّتِ نظر کام میں لائی جائے۔ یہ ظاہر ہے کہ ایّام و وقائع کے ذکر سے مقصود بعض مقاصد کے لئے استشہاد تھا اور یہ استشہاد جب ہی موثر ہو سکتا تھا کہ جن ایّام و وقائع کا ذکر کیا جائے ان کے وقوع سے مخاطب بے خبر نہ ہوں۔ کم از کم ان کی بھنک کانوں میں پڑ چکی ہے یا نہ پڑی ہو تو اپنے پاس کے آدمیوں سے حال پُوچھ لے سکتے ہوں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ لوگ کہہ دیتے' پہلے ان وقائع کا وقوع ثابت کر دو پھر ان سے ہمیں عبرت دلانا۔ اور اس طرح عبرت و تذکیر کا سارا مقصد ہی فوت ہو جاتا۔ اب دیکھو' قرآن نے جن ایّام و وقائع کا ذکر کیا ہے وہ تمام تر کن خطّوں میں واقع ہوئے تھے؟ یعنی ان کی جغرافیائی حدود کیا ہیں؟ یہ تمام وقائع یا تو خود عرب میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ہیں یا سرزمینِ دجلہ و فرات میں یا پھر فلسطین اور مصر میں' اور یہ تمام خطے ایک دوسرے سے متصل تھے' تجارتی قافلوں کی شاہراہوں سے باہم دگر پیوستہ تھے' آمد و رفت کے علائق کا قدیمی سلسلہ رکھتے تھے اور نسلی و لسانی تعلقات کے لحاظ سے بھی ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے تھے جیسا کہ آگے چل کر تمہیں معلوم ہو گا۔ یہی قرآن نے انہی خطوں کا ذکر کیا جو فی الحقیقت تاریخ اقوام کا ایک ہی وسیع خطہ رہ چکا ہے۔ دوسرے خطوں سے تعرض نہیں کیا۔ کیونکہ مخاطبین کے لئے ان خطوں کا ذکر ان کی شب و روز کی باتوں کا ذکر تھا۔ اور وہ جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ عرب خود ان کا ملک تھا۔ عراق سے ان کے تعلقات تھے۔ فلسطین کے کھنڈروں پر ہر سال گزرتے رہتے۔ مصر ان کے تجارتی قافلوں کی منڈی تھی۔ ان ملکوں کا نام سننا گویا اپنے چاروں طرف نظر اٹھا کر دیکھ لینا تھا۔

پھر جن قوموں کا ذکر کیا گیا ان کے ناموں سے بھی وہ نا آشنا نہ تھے۔ قومِ تبّع اور اصحابِ اُخدود یمن سے تعلق رکھتے تھے۔ اور یمن عرب میں ہے۔ عاد و ثمود کی بستیاں بھی عرب ہی کے حدود میں تھیں۔ قبیلۂ مَدْیَن بالکل عرب کے پڑوس میں تھا۔ قومِ نوحؑ کے کھنڈر ان میں سے سینکڑوں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔ سرزمینِ دجلہ و فرات کی قوموں اور ان کی روایتوں سے بھی نا آشنا نہیں ہو سکتے تھے۔ مصر میں گو مصر کے فرعون اب نہیں رہے تھے لیکن مصر میں برابر آتے جاتے رہتے تھے۔ فراعنہ کے نام ان کے لئے اجنبی نام نہیں ہو سکتے تھے۔

علاوہ بریں یہودی اور عیسائی خود ان کے اندر بسے ہوئے تھے۔ انبیاءِ بنی اسرائیل کے نام لوگوں کی زبانوں پر تھے' تفصیلات ربّیوں اور راہبوں کو معلوم تھیں۔ یہ اُن سے پُوچھ سکتے تھے اور پوچھا کرتے تھے۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے ایام و وقائع کے بیان و استدلال میں جا بجا اس طرح کا اسلوب اختیار کیا ہے جیسے ایک جانی بوجھی ہوئی بات کی طرف اشارہ کیا جائے' مثلاً" جا بجا فرمایا : اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ؟ (ابراہیم ۹) جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومیں تم سے پہلے گزر چکی ہیں کیا تم تک اُن کی خبریں نہیں پہنچ چکی ہیں؟ یا مثلاً" جا بجا اس طرح کی تعبیرات پاؤ گے: **اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ؟** (فاطر ۴۴) کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے' پچھلی قوموں کا کیسا انجام ہو چکا ہے؟ کیونکہ واقعہ یہ تھا کہ وہ برابر چلتے پھرتے رہتے تھے۔ یعنی ہر موسم میں تجارت کے لئے نکلتے تھے' اور اثناءِ سفر میں کتنی ہی اُجڑی ہوئی بستیاں' مٹتے ہوئے نشان اور سنسان کھنڈر اُن کی نظر سے گزرتے تھے' بلکہ بسا اوقات انہی میں منزل کرتے اور انہی کے سایوں میں دوپہر کاٹتے تھے' اور پھر جا بجا اس طرح کی تصریحات ہیں کہ یہ مقامات تم سے کچھ دور نہیں کہ بعد کی وجہ سے بالکل بے خبر رہے ہو' اور یہ بھی کہا ہے کہ کیا علماءِ بنی اسرائیل سے یہ سرگزشتیں تم نے نہیں سنیں؟ اور اگر بے خبر ہو تو علم والوں سے یعنی علماءِ اہلِ کتاب سے دریافت کر لو جو تم ہی میں بسے ہوئے ہیں۔

اور پھر بعض مقامات میں عرب کے حوالی و اطراف کی تصریح بھی کر دی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیانِ وقائع میں قصداً" یہ بات ملحوظ رکھی گئی ہے کہ سرزمین عرب اور اس کے اطراف و جوانب ہی کے وقائع ہوں مثلاً" سورۂ احقاف کی آیت ۲۷ میں قوم عاد کے ذکر کے بعد فرمایا:

وَلَقَدۡ اَہۡلَکۡنَا مَا حَوۡلَکُمۡ مِّنَ الۡقُرٰی وَ صَرَّفۡنَا الۡاٰیٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ○

(اور ہم نے تمہارے آس پاس کی بستیاں بھی تباہ کر دیں اور ہم نے بار بار اپنی نشانیاں بتائیں تاکہ وہ باز آ جائیں۔ الاحقاف ۲۷)۔۲۰

انبیائے کرام اور اُمَمِ سابقہ:

غور کرو جتنے رسول پیدا ہوئے' وہ کیسے وقتوں میں پیدا ہوئے؟ اور کن لوگوں میں پیدا ہوئے؟ ان کی پکار کیا تھا؟ اور پکار کی نوعیت کیا تھی؟ ان کی دلیلیں کیا تھیں جن پر انہوں نے زور دیا؟ ان کا طریقِ کار کیا تھا جس پر وہ برابر کاربند رہے؟ انہوں نے اپنے قدم جہاں ٹکائے تھے وہ جگہ کون سی تھی؟ اور سہارے کے لئے جس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا وہ کون تھا؟ پھر اُن میں اور اُن کی قوموں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو معاملات پیش آئے وہ کس قسم کے تھے؟ اور ان معاملات میں ان کا جو قول و فعل رہا وہ کس قسم کا تھا؟ تم دیکھو گے کہ ان ساری باتوں میں ہر رسول دوسرے رسول کی تصویر تھا اور ہر دعوت دوسری دعوت کا عکس تھی۔ کسی بات میں بھی تم ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کر سکتے۔ سب اسی حال میں پیدا ہوئے کہ دنیوی طاقتوں اور حکمرانیوں مین سے کچھ نہیں رکھتے تھے۔ سب کا ظہور ایسے ہی وقتوں میں ہوا جب خدا پرستی اور نیک عملی کی روشنی بجھ چکی تھی۔ سب انہی قوموں میں پیدا ہوئے جن قوموں کو انہون نے مخاطب کیا تھا۔ سب کی زبانوں سے ایک ہی پکار نکلی' سب نے ایک ہی طرح پر لوگوں کو بلایا' سب نے کہا۔ اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سب نے کہا ظلم و بد عملی سے باز آ جاؤ۔ اس کا نتیجہ ہلاکت ہے۔ سب نے کہا ہماری جدوجہد ادائے فرض ہے۔ مزدوری کی طلب نہیں۔ سب نے کہا ہمارے پاس علم و یقین ہے۔ ہم تمہیں ظن و جہل سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔ سب نے کہا ہمارا دعویٰ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایمان و نیک عملی کے نتائج کی بشارت دینے والے ہیں۔ انکار و بد عملی کے نتائج سے متنبہ کر دینے والے' ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔ سب نے کہا تمہارا بھروسا اپنی طاقتوں پر ہے' ہمارا پروردگار عالم پر۔ تم جو کچھ کر سکتے ہو کر دیکھو' ہم اپنے کام سے باز آنے والے نہیں۔ سب نے کہا اگر مانتے نہیں تو کم از کم حق کے مقابلہ میں سرکشی کرنا چھوڑ دو۔ کیونکہ سرکشی کا نتیجہ عذاب ہے اور پھر سب نے کہا کہ تمہاری راہ تمہارے لئے ہے۔ ہماری راہ ہمارے لئے۔ فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے۔ ہم بھی انتظار کرتے ہیں تم بھی انتظار کرو۔

پھر ان قوموں کی طرف نظر اٹھاؤ جن میں ان تمام دعوتوں کا ظہور ہوا تھا۔ کس طرح یہاں بھی ہر قوم اپنے طرز عمل میں ٹھیک ٹھیک دوسری قوم کی شبیہ ہے؟ اور کس طرح گمراہی کا چہرہ ہمیشہ ایک ہی طرح کا رہا جس طرح ہدایت کا چہرہ ایک ہی طرح کا رہا ہے؟ غور کرو کوئی بات بھی ایسی دکھائی دیتی ہے جس میں ظلم و فساد کی ایک نمود' ظلم و فساد کی دوسری نمود سے ہم رنگ نہ رہی ہو؟ سب نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی اپنی باری وہی سب کچھ کیا جو ان میں سے کسی ایک نے کیا تھا۔ سب نے دعوت سے انکار کیا۔ سب نے دعوت کی ہنسی اڑائی۔ سب نے دلیلوں سے منہ موڑا۔ سب نے روشنیوں سے آنکھیں بند کر لیں۔ سب سرکشی اور گھمنڈ کی چال چلے۔ سب نے جبر و تشدد سے راہ روکنی چاہی۔ سب نے موعظمت و دلائل کا جواب ظلم و تعدّی سے دیا۔ سب کی زبانوں سے ایک ہی طرح کی صدائیں نکلیں۔ سب کے اِعراض و انکار کا مزاج ایک ہی طرح کا مزاج رہا۔ اور پھر سب کو غرور و طغیان نے آخر وقت تک اس کی مہلت نہ دی کہ روشنی و تاریکی میں امتیاز کرتے!

پھر اگر انہیں مانا تو کن لوگوں نے مانا اور کتنوں نے مانا؟ تو یہاں بھی ہر دعوت کا حوالہ دوسری دعوت کے معاملہ سے بالکل ہم آہنگ رہا ہے۔ ہمیشہ ایسا ہوا کہ بے نواؤں اور درماندوں نے قبول کیا اور سرداروں اور رئیسوں نے مخالفت کی۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوا کہ جنہوں نے مانا وہ تھوڑے تھے جنہوں نے انکار کیا وہ بہت تھے!

پھر دیکھو' نتیجہ بھی کس طرح ہمیشہ ایک ہی رہا اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس ایک کے خلاف ہوا ہو؟ ہمیشہ خدا کے فیصلہ کا انتظار کیا گیا اور ہمیشہ فیصلہ یہی ہوا کہ مومنوں نے نجات پائی۔ سرکشوں کے لئے ہلاکت ہوئی۔ یہ گویا اس معاملہ کا ایک قدرتی خاصہ تھا اور خاصہ کبھی بدل نہیں سکتا' یہ آگ کے لئے گرمی تھی' برف کے لئے ٹھنڈک تھی' سنکھیا کے لئے ہلاکت تھی اور آگ جب کبھی سُلگے گی' گرمی ہی نکلے گی' برف جب کبھی جمے گی ٹھنڈک ہی ہو گی۔ سنکھیا جب کبھی کھائی جائے گی ہلاکت ہی لائے گی: **سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا!** (یہ اللہ کا دستور ہے ان لوگوں کے بارے میں جو پہلے گزر چکے ہیں اور تم اللہ کے دستور میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔ الاحزاب ۶۲) ۲۱

قصص الانبیاء :

تمام پیغمبروں کے حالات پر غور کرو:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ سب اسی قوم میں پیدا ہوئے جس کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ ایسا نہیں ہوا کہ باہر سے کوئی اجنبی آگیا ہو جس کی زندگی سے لوگ بے خبر ہوں۔

۲۔ کوئی بھی بادشاہ یا امیر نہ تھا' نہ کسی طرح کا دنیوی سروسامان رکھتا تھا۔ سب کا ظہور اسی طرح ہوا کہ تنِ تنہا اعلانِ حق کے لئے کھڑے ہو گئے اور صرف خدا کی معیّت و نصرت پر اعتماد کیا۔

۳۔ سب کا پیام ایک ہی تھا: خدا کی بندگی کرو' اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۴۔ سب نے نیک عملی کی تلقین کی۔ انکار و بدعملی کے نتائج سے متنبہ کیا۔

۵۔ سب کے ساتھ یہی ہوا کہ رئیسوں نے سرکشی کی' بے نواؤں نے ساتھ دیا۔

۶۔ مخالفت بھی ہمیشہ ایک ہی طرح ہوئی یعنی اعلانِ رسالت کی ہنسی اڑائی گئی۔ ان کی باتوں کو حماقت سے تعبیر کیا گیا۔ انہیں اور اُن کے ساتھیوں کو اذیّت پہنچانے کے تمام وسائل کام میں لائے گئے۔ اُن کی دعوت کی اشاعت روکنے کے لئے اپنی ساری قوّتیں خرچ کر ڈالیں۔

۷۔ پیغمبروں نے ہمیشہ کہا: اگر میری دعوت قبول نہیں کرتے تو کم از کم میری موجودگی برداشت کر لو' اور فیصلہ نتائج پر چھوڑ دو' لیکن مُنکِر اِس کے لئے بھی تیار نہیں ہوئے۔

۸۔ ہمیشہ یہی ہوا کہ داعیٔ حق اور ان کے ساتھی وعظ و پند کے ذریعے تبلیغ کرتے یعنی دل و دماغ کو اپیل کرتے' لیکن مُنکر جبر و تشدّد سے اُن کی راہ روکنی چاہتے۔ پیغمبروں کی پکار یہ ہوتی تھی کہ روشن دلیلوں پر غور کرو' منکروں کا جواب یہ ہوتا تھا کہ انہیں بستی نکال باہر کرو' یا سنگسار کر دو!

۹۔ پھر دیکھو' نتیجہ بھی ہمیشہ ایک ہی طرح کا پیش آیا۔ وہ تمام جماعتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے دعوتِ حق کا مقابلہ کیا' ہلاک و نابود ہو گئیں اور دنیا کی کوئی طاقت بھی اُنہیں قانونِ الٰہی کی پکڑ سے نہ بچا سکی!۔۲۲

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت :

پیغمبرِ اسلامؐ کی دعوت کسی خاص قوم اور ملک کے لئے نہیں ہے' تمام نوع انسان کے لئے ہے۔۔۔۲۳

انسان کی عالمگیر گمراہی یہ رہی ہے کہ جب کوئی انسان روحانی عظمت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے تو لوگ چاہتے ہیں' اسے انسانیت و بندگی کی سطح سے بلند کر کے دیکھیں۔ لیکن قرآن نے پیغمبرِ اسلامؐ کی حیثیت ایسے صاف اور قطعی لفظوں میں واضح کر دی کہ ہمیشہ کے لئے اس گمراہی کا ازالہ ہو گیا۔ صرف یہی ایک بات ان کی صداقت کے اثبات کے لئے کفایت کرتی ہے۔ جو دنیا اپنے پیشواؤں کو خدا اور خدا کا بیٹا بنانے کی خواہش مند تھی' اسلام کے پیغمبرؐ نے اس سے اتنا بھی نہ چاہا کہ کاہنوں کی طرح مجھے غیب داں تسلیم کر لو۔ زیادہ سے زیادہ بات جو اپنی نسبت سنائی' یہ تھی کہ:

انکار و بد عملی کے نتائج سے خبردار کرنے والا اور ایمان و نیک عملی کی برکتوں کی بشارت دینے والا ایک بندہ ہوں۔ اگر میں غیب داں ہوتا تو زندگی کا کوئی گزند مجھے نہ پہنچتا۔ مجھے کیا معلوم قیامت کب آئے گی۔

کیا ایسے انسان کی زبان سے سچائی کے سوا کوئی بات نکل سکتی ہے؟

چہ عظمت دادۂ یا رب بہ خلقِ آں عظیم الشّاں
کہ "اِنِّیْ عَبْدُہٗ" گوید بجائے قولِ "سُبْحَانِیْ"۔۲۴

حضورؐ کی دعوت :

پیغمبرِ اسلامؐ کی دعوت کی تین خصوصیتیں:

۱۔ نیکی کا حکم دیتا ہے۔ برائی سے روکتا ہے۔

۲۔ پسندیدہ چیزوں کا استعمال جائز ٹھہراتا ہے۔ ناپسندیدہ چیزوں کے استعمال سے روکتا ہے۔ قرآن نے اس معنی میں "طیّبات" اور "خبائث" کا لفظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چیزیں اچھّی ہیں انہیں جائز کیا ہے جو بُری ہیں یعنی مُضر ہیں ان سے روک دیا ہے۔

۳۔ جو بوجھ اہلِ کتاب کے سروں پر پڑ گیا تھا اور جن پھندوں میں گرفتار ہو گئے تھے اُن سے نجات دلاتا ہے۔ یہ بوجھ کیا تھا اور یہ پھندے کون سے تھے جن سے قرآن نے رہائی دلائی؟ قرآن نے دوسرے مقامات میں اسے واضح کر دیا ہے۔ مذہبی احکام کی بے جا سختیاں' مذہبی زندگی کی ناقابلِ عمل پابندیاں' ناقابل فہم عقیدوں کا بوجھ' وہم پرستیوں کا انبار' عالموں اور تقیہوں کی تقلید کی بیڑیاں' پیشواؤں کے تعبّد کی زنجیریں' یہ بوجھل رکاوٹیں تھیں جنہوں نے یہودیوں اور عیسائیوں کے دل و دماغ مقیّد کر دیئے تھے۔ پیغمبرِ اسلامؐ کی دعوت نے ان سب سے نجات دلائی۔ اس نے سچائی کی ایسی سہل و آسان راہ دکھا دی جس میں عقل کے لئے کوئی بوجھ نہیں' عمل کے لئے کوئی سختی نہیں۔ حَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا!

افسوس' جن پھندوں سے قرآن نے اہلِ کتاب کو نجات دلائی تھی' مسلمانوں نے وہی پھندے پھر اپنے گلوں میں ڈال لئے!۔۲۵

حضورؐ کی شخصیت :

سب سے زیادہ نازک معاملہ مُعلّم و رہنما کی شخصیّت کا تھا۔ یہ ظاہر ہے کہ کوئی تعلیم عظمت و رفعت حاصل نہیں کر سکتی' جب تک معلّم کی شخصیت میں بھی عظمت کی شان پیدا نہ ہو جائے۔ لیکن شخصیت کی عظمت کے حدود کیا ہیں؟ یہیں آکر سب کے قدموں نے ٹھوکر کھائی۔ وہ اس کی ٹھیک ٹھیک حد بندی نہ کر سکے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کبھی شخصیت کو خدا کا اوتار بنا دیا' کبھی ابنُ اللہ سمجھ لیا' کبھی شریک و سہیم ٹھہرا دیا اور اگر یہ نہیں کیا تو کم از کم اس کی تعظیم میں بندگی و نیاز کی سی شان پیدا کر دی۔ یہودیوں نے اپنے ابتدائی عہد کی گمراہیوں کے بعد' کبھی ایسا نہیں کیا کہ پتھر کے بت تراش کر اُن کی پوجا کی ہو لیکن اس بات سے وہ بھی نہ بچ سکے کہ نبیوں کی قبروں پر ہیکل تعمیر کر کے انہیں عبادت گاہوں کی سی شان و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقدّس دے دیتے تھے۔ گوتم بدھ کی نسبت معلوم ہے کہ اس کی تعلیم میں اصنام پرستی کے لئے کوئی جگہ نہ تھی' اس کی آخری وصیّت جو ہم تک پہنچی ہے یہ ہے:

"ایسا نہ کرنا کہ میری نعش کی راکھ کی پوجا شروع کر دو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو یقین کرو نجات کی راہ تم پر بند ہو جائے گی۔ (ارلی بودھ ازم)

لیکن اس وصیّت پر جیسا کچھ عمل کیا گیا' وہ دنیا کے سامنے ہے۔ نہ صرف بُدھ کی خاک اور یادگاروں پر معبد تعمیر کئے گئے بلکہ مذہب کی اشاعت کا ذریعہ ہی یہ سمجھا گیا کہ اس کے مجسّموں سے زمین کا کوئی گوشہ خالی نہ رہے۔ یہ واقعہ ہے کہ دنیا میں کسی معبود کے بھی اتنے مجسّمے نہیں بنائے گئے جتنے گوتم بدھ کے بنائے گئے ہیں۔ اس طرح ہمیں معلوم ہے کہ مسیحیّت کی حقیقی تعلیم سر تا سر توحید کی تعلیم تھا لیکن ابھی اس کے ظہور پر پورے سو برس بھی نہیں گزرے تھے کہ اُلوہیتِ مسیح "کا عقیدہ نشو و نما پا چکا تھا۔۲۶

مقامِ نبوّت کی حد بندی :

سب سے زیادہ اہم مسئلہ مقامِ نبوّت کی حد بندی کا تھا یعنی مُعلّم کی شخصیت کو اس کی اصلی جگہ میں محدود کر دینا تاکہ شخصیت پرستی کا ہمیشہ کے لئے سدباب ہو جائے۔ اس بارے میں قرآن نے جس طرح صاف اور قطعی لفظوں میں جا بجا پیغمبرِ اسلامؐ کی بشریت اور بندی پر زور دیا ہے' محتاجِ بیان نہیں ہم یہاں صرف ایک بات کی طرف توجہ دلائیں گے۔

اسلام نے اپنی تعظیم کا بنیادی کلمہ جو قرار دیا ہے' وہ سب کو معلوم ہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ (میں اقرار کرتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اقرار کرتا ہوں کہ محمدؐ خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔)

اس اقرار میں جس طرح خدا کی توحید کا اعتراف کیا گیا ہے' ٹھیک اسی طرح پیغمبرِ اسلامؐ کی بندگی اور درجۂ رسالت کا بھی اعتراف ہے۔ غور کرنا چاہئے کہ ایسا کیوں کیا گیا؟ صرف اس لئے کہ پیغمبرِ اسلامؐ کی بندگی اور درجۂ رسالت کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتقاد اسلام کی اصل و اساس بن جائے اور اس کا کوئی موقع ہی باقی نہ رہے کہ عبدیّت کی جگہ معبودیّت کا اور رسالت کی جگہ اوتار کا تخیّل پیدا ہو۔ ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ اس معاملہ کا تحفّظ کیا کیا جا سکتا تھا؟ کوئی شخص دائرۂ اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ خدا کی توحید کی طرح پیغمبرِ اسلامؐ کی بندگی کا بھی اقرار نہ کر لے!

یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں' پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں میں بہت سے اختلافات پیدا ہوئے لیکن ان کی شخصیت کے بارے میں کبھی کوئی سوال پیدا نہیں ہوا۔ ابھی ان کی وفات پر چند گھنٹے بھی نہیں گزرے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے برسرِ منبر اعلان کر دیا تھا:

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ ۔ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ۔

(جو کوئی تم میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرستش کرتا تھا سو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ محمدؐ نے وفات پائی' اور جو کوئی تم میں سے اللہ کی پرستش کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ کی ذات ہمیشہ زندہ ہے' اس کے لئے موت نہیں۔ صحیح بخاری)۔۲۷

ختمِ نبوّت :

قرآنِ حکیم نے جا بجا حضرت ختم المرسلین و صاحبِ اُسوۂ حسنۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کو بطور ایک مستقل دلیل و شاہد کے پیش کیا ہے۔۲۸

جب تمام انبیاء علیہم السلام کا وجود اصلاً" ایک ہی اصل و حقیقت پر مبنی اور اپنے تمام مقاصد و اعمال و وقائع میں جزاً" و کُلاً" ایک ہی سلسلۂ بعثت کی مختلف کڑیاں اور ہم رنگ و ہم معنی اَشکال و صُوَر ہیں اور اس لئے باہم دگر یک قلم اشباہ و نظائر کا حکم رکھتے ہیں بحدّیکہ بوجہ کمالِ اشتراکِ صورت و معنی اگر ایک کڑی ہٹا دی جائے تو دوسری ٹھیک اس کی جگہ جُڑ جائے اور معلوم ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس سلسلہ کی آخری کڑی یعنی وجودِ مُقدّس حضرتِ خاتمُ الادیان و مکمّلُ الشرائع و مُتمّمُ النِّعم ساری پچھلی کڑیوں کا جامع ہے۔۲۹

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ میرا عقیدہ، ص ۴۸ (شائع کردہ، مکتبہ ماحول، کراچی، ۱۹۵۹ء)

۲۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۲۴۵۔

۳۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۴۹۷۔

۴۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۶۔

۵۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۳۴۹۔

۶۔ تذکرہ

۷۔ تذکرہ ص ۲۳۱۔

۸۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۲۸۱۔

۹۔ میرا عقیدہ، ص ۳۲۔

۱۰۔ میرا عقیدہ، ص ۲۸۔

۱۱۔ میرا عقیدہ، ص ۴۸۔

۱۲۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۲۸۶۔ البقرہ زیر آیت ۱۳۶۔

۱۳۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۲۳۳۔

۱۴۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۲۳۲ تا ۲۳۳۔

۱۵۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۱۸۵ تا ۱۸۶۔

۱۶۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۷۶۔

۱۷۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۵۰۰۔

۱۸۔ میرا عقیدہ ص ۵۲۔

۱۹۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ۲۱۳ تا ۲۱۴۔

۲۰۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۲۱۶۔

۲۱۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۲۱۲ تا ۲۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۲۲ تا ۲۳۔

۲۳۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۸۔

۲۴۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۴۷ تا ۴۸۔

۲۵۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۷، ۳۸۔

۲۶۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۱۹۵ تا ۱۹۶۔

۲۷۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۱۹۶ تا ۱۹۷۔

۲۸۔ تذکرہ ص ۲۳۲۔

۲۹۔ تذکرہ ض ۲۳۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۳

آسمانی کتابیں

ایمان اور نجات :

نہ صرف ایمان بالرسل بلکہ ایمان بالملائکہ' ایمان بالکتب' ایمان بالآخرت بھی ضروری ہے اور جس شخص کو اس سے انکار ہو وہ نجات کی راہ پر نہیں۔۔۱

ایمان و عمل :

"ایمان" سے مقصود یہ ہے کہ اللہ پر' اللہ کے رسولوں پر' یوم آخرت پر اور قرآن و صاحبِ قرآن پر ایمان لائے اور "عمل" سے مقصود وہ اعمال ہیں جنہیں قرآن نے اعمالِ صالحہ قرار دیا ہے۔۔۲

وحی کی اہمیت و ضرورت :

انسانی ذہن و ادراک صرف محسوسات کا سطحی علم حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اس سے آگے کیا ہے؟ اس کے علم کا اس کے پاس کوئی عقلی ذریعہ نہیں۔ انبیائے کرام کا اعلان یہ ہے کہ اُن کے پاس ایک ذریعہ موجود ہے اور وہ "وحی" ہے۔ چونکہ انسان کے پاس ہدایتِ وحی کے خلاف کوئی یقینی روشنی موجود نہیں' اور چونکہ بغیر علم کے قبول کئے کارخانۂ حیات کا مسئلہ حل نہیں ہوتا اور چونکہ وہ وجدانی طور پر اس کی طلب بھی رکھتا ہے' اس لئے اس کا فرض ہے کہ اس اعلان کے آگے سرِ تسلیم خم کر دے۔ اگر نہیں کرے گا تو وہ یقین و طمانیت کی جگہ شک و ظن کی زندگی کو ترجیح دے گا۔۔۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی کی روشنی :

وہ تمام باتیں جو انسان کے عقل و ادراک کی سرحد سے ماوراء ہیں۔ اللہ کی صفات' مرنے کے بعد کی زندگی' عالمِ معاد کے احوال و واردات' جزائے عمل کا قانون' عالمِ غیب کے حقائق' یعنی وہ ساری باتیں جن کے اعتقاد و عمل کی درستگی سے روحانی سعادت کی زندگی پیدا ہو سکتی ہے۔ انسان جب کبھی اس راہ میں وحیٔ الٰہی کی روشنی سے الگ ہو کر قدم اٹھاتا ہے' اختلافات کی تاریکیوں میں گم ہو جاتا ہے لیکن جونہی اِس روشنی کی نمود میں آ جاتا ہے' حقیقت واضح ہو جاتی ہے اور ہر طرح کے اختلافات و شکوک معدوم ہو جاتے ہیں۔۴

عقل اور وحی :

"جس طرح وجدان کے بعد حواس کی ہدایت نمودار ہوئی کیونکہ وجدان کی ہدایت ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی تھی اور جس طرح حواس کے بعد عقل کی ہدایت نمودار ہوئی کیونکہ حواس کی ہدایت بھی ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی تھی' ٹھیک اسی طرح ہم محسوس کرتے ہیں کہ عقل کی ہدایت کے بعد بھی ہدایت کا کوئی مزید مرتبہ ہونا چاہئے کیونکہ عقل کی ہدایت بھی ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور اس کے دائرۂ عمل کے بعد بھی ایک دائرہ باقی رہ جاتا ہے۔

عقل کی کارفرمائی جیسی کچھ اور کچھ جتنی کچھ بھی ہے' محسوسات کے دائرہ میں محدود ہے یعنی وہ صرف اسی حد تک کام دے سکتی ہے جس حد تک ہمارے حواسِ خمسہ معلومات بہم پہنچاتے رہتے ہیں۔ لیکن محسوسات کی سرحد سے آگے کیا ہے؟ اس پردے کے پیچھے کیا ہے جس سے آگے ہماری چشمِ حواس نہیں بڑھ سکتی؟ یہاں پہنچ کر عقل یک قلم درماندہ ہو جاتی ہے۔ اس کی ہدایت ہمیں کوئی روشنی نہیں دے سکتی۔

علاوہ بریں جہاں تک انسان کی عملی زندگی کا تعلق ہے' عقل کی ہدایت نہ تو ہر حال میں کافی ہے نہ ہر حال میں مؤثر' نفسِ انسانی طرح طرح کی خواہشوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جذبوں سے کچھ اس طرح مقہور واقع ہوا ہے کہ جب کبھی عقل اور جذبات میں کشمکش ہوتی ہے تو اکثر حالتوں میں فتح جذبات ہی کے لئے ہوتی ہے۔ بسا اوقات عقل ہمیں یقین دلاتی ہے کہ فلاں فعل مضر اور مہلک ہے لیکن جذبات ہمیں ترغیب دیتے ہیں اور ہم اُس کے ارتکاب سے اپنے آپ کو نہیں روک سکتے۔ عقل کی بڑی سے بڑی دلیل بھی ہمیں ایسا نہیں بنا دے سکتی کہ غصّے کی حالت میں بے قابو نہ ہو جائیں اور بھوک کی حالت میں مضر غذا کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں۔

اچھا' اگر خدا کی رُبوبیّت کے لئے ضروری تھا کہ وہ ہمیں وجدان کے ساتھ حواس بھی دے' کیونکہ وجدان کی ہدایت ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور اگر ضروری تھا کہ حواس کے ساتھ عقل بھی دے کیونکہ حواس کی ہدایت بھی ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی' تو کیا یہ ضروری نہ تھا کہ عقل کے ساتھ کچھ اور بھی دے؟ کیونکہ عقل کی ہدایت بھی ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور اعمال کی درستی اور انضباط کے لئے کافی نہیں؟ اگر اس نے وجدان کے ساتھ حواس بھی دیے تاکہ وجدان کی لغزشوں میں نگرانی کریں اور اگر حواس کے ساتھ عقل بھی دی تاکہ حواس کی غلطیوں میں قاضی و حاکم ہو' تو کیا ضروری نہ تھا کہ عقل کے ساتھ کچھ اور بھی دیتا کہ عقل کی درماندگیوں میں رہنما اور فیصلہ کُن ہوتا؟

قرآن کہتا ہے کہ ضروری تھا اور اسی لئے اللہ کی ربوبیت نے انسان کے لئے ایک چوتھے مرتبۂ ہدایت کا بھی سامان کر دیا۔ یہی مرتبۂ ہدایت ہے جسے وہ وحی و نبوت کی ہدایت سے تعبیر کرتا ہے۔۵

اگر وہ پروردگارِ ہستی تمہاری تمام جسمانی ضرورتوں اور آسائشوں کا انتظام کر رہی ہے تو کیا ضروری نہ تھا کہ تمہاری روحانی سعادت و زندگی کا بھی سروسامان کر دیتی؟ یہی سروسامان ہے جو ہدایتِ وحی اور ترسیلِ رُسل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ پھر کیوں تمہیں اِس پر انکار و تعجب ہو؟۔۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی و رسالت کی ضرورت :

جس رب العالمین نے تمہاری پرورش کے لئے ربوبیت کا ایسا نظام قائم کر رکھا ہے' کیا ممکن ہے کہ اس نے تمہاری روحانی فلاح و سعادت کے لئے کوئی قانون کوئی قاعدہ مقرر نہ کیا ہو؟ جس طرح تمہارے جسم کی ضرورتیں ہیں' اسی طرح تمہاری روح کی بھی ضرورتیں ہیں۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ جسم کی نشو و نما کے لئے تو اس کے پاس سب کچھ ہو لیکن روح کی نشو و نما کے لئے اس کے پاس کوئی پروردگاری نہ ہو؟

اگر وہ رب العالمین ہے اور اس کی ربوبیت کے فیضان کا یہ حال ہے کہ ہر ذرہ کے لئے سیرابی اور ہر چیونٹی کے لئے کارسازی رکھتی ہے تو کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ انسان کی روحانی سعادت کے لئے اس کے پاس کوئی سرچشمگی نہ ہو؟ اس کی پروردگاری اجسام کی پرورش کے لئے آسمان سے پانی برسائے لیکن ارواح کی پرورش کے لئے ایک قطرۂ فیض بھی نہ رکھے؟ تم دیکھتے ہو کہ جب زمین شادابی سے محروم ہو کر مردہ ہو جاتی ہے تو یہ اس کا قانون ہے کہ بارانِ رحمت نمودار ہوتی اور زندگی کی برکتوں سے زمین کے ایک ایک ذرّے کو مالا مال کر دیتی ہے۔ پھر کیا یہ ضروری نہیں کہ جب عالمِ انسانیت' ہدایت و سعادت کی شادابیوں سے محروم ہو جائے' تو اس کا بارانِ رحمت نمودار ہو کر ایک ایک روح کو پیام زندگی پہنچا دے؟ روحانی سعادت کی یہ بارش کیا ہے؟ وہ کہتا ہے' وحیٔ الٰہی ہے۔ تم اس منظر پر کبھی متعجب نہیں ہوتے کہ پانی برسا اور مردہ زمین زندہ ہو گئی۔ پھر اس بات پر کیوں چونک اٹھو کہ وحیٔ الٰہی ظاہر ہوئی اور مُردہ روحوں میں زندگی کی جنبش پیدا ہو گئی"۔۔۔۔

"جس پروردگارِ عالم کی ربوبیت و رحمت کا یہ تمام فیضان شب و روز دیکھ رہے ہو' کیا ممکن ہے کہ وہ تمہاری جسمانی پرورش و ہدایت کے لئے تو یہ سب کچھ کرے' لیکن تمہاری روحانی پرورش و ہدایت کے لئے اس کے پاس سروسامان نہ ہو؟ وہ زمین کی موت کو زندگی سے بدل دیتا ہے۔ پھر کیا تمہاری روح کی موت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو زندگی سے نہیں بدل دے گا؟ وہ ستاروں کی روشن علامتوں سے خشکی و تری کی ظلمتوں میں رہنمائی کرتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ تمہاری روحانی زندگی کی تاریکیوں میں رہنمائی کی کوئی روشنی نہ ہو؟ تم جو کبھی اِس پر متعجّب نہیں ہوتے کہ زمین پر کھیت لہلہا رہے ہیں اور آسمان میں ستارے چمک رہے ہیں کیوں اس بات پر متعجب ہوتے ہو کہ خدا کی وحی نوع انسانی کی ہدایت کے لئے نازل ہو رہی ہے؟ اگر تمہیں تعجب ہوتا ہے تو یہ اس بات کا نتیجہ ہے کہ تم نے خدا کو اس کی صفتوں میں اس طرح نہیں دیکھا ہے جس طرح دیکھنا چاہئے۔ تمہاری سمجھ میں یہ بات تو آ جاتی ہے کہ وہ ایک چیونٹی کی پرورش کے لئے یہ پورا کارخانۂ حیات سرگرم رکھے، مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ نوع انسانی کی ہدایت کے لئے سلسلۂ وحی و تنزیل قائم ہو"!۔۸

رحمت سے وحی و تنزیل کی ضرورت پر استدلال :

قرآن کہتا ہے جو رحمت کارخانۂ ہستی کے ہر گوشہ میں افادہ و فیضان کا سرچشمہ ہے، کیونکر ممکن تھا کہ انسان کی معنوی ہدایت کے لئے اس کے پاس کوئی فیضان نہ ہوتا اور وہ انسان کو نقصان و ہلاکت کے لئے چھوڑ دیتی؟ اگر تم دس گوشوں میں فیضانِ رحمت محسوس کر رہے ہو، تو کوئی وجہ نہیں کہ گیارھویں گوشے میں اس سے انکار کر دو۔ یہی وجہ ہے، کہ اس نے جا بجا نزول وحی، ترسیل کتب اور بعثتِ انبیاء کو رحمت سے تعبیر کیا ہے :

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ○ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۔

اور اے پیغمبرؐ! اگر ہم چاہیں تو جو کچھ تم پر وحی کے ذریعہ بھیجا گیا ہے، اُسے اُٹھا لے جائیں (یعنی سلسلۂ تنزیل باقی نہ رہے) اور پھر تمہیں کوئی بھی ایسا کارساز نہ ملے جو ہم پر زور ڈال سکے، لیکن یہ جو سلسلۂ وحی جاری ہے تو یہ اِن کے سوا کچھ نہیں ہے کہ تمہارے پروردگار کی رحمت ہے اور یقین کرو تم پر اُس کا بڑا ہی فضل ہے۔۔۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

یہ قرآن عزیز و رحیم کی طرف سے نازل کیا گیا ہے تاکہ اُن لوگوں کو، جن کے آبا و اجداد (کسی پیغمبر کی زبانی) متنبہ نہیں کئے گئے ہیں اور اِس لئے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، تم متنبہ کرو۔۱۰

توریت و انجیل اور قرآن کی نسبت جا بجا تصریح کی کہ اُن کا نزول رحمت ہے: وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً۔

اور اِس سے پہلے (یعنی قرآن سے پہلے) موسیٰؑ کی کتاب (اُمّت کے لئے) پیشوا اور رحمت!۔۱۱

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝

اے لوگو! تمہارے پاس تمہاری پروردگار کی جانب سے ایک ایسی چیز آ گئی ہے جو موعظت ہے، دل کی تمام بیماریوں کے لئے شفا ہے، اور ہدایت اور رحمت ہے اُن لوگوں کے لئے جو (اُس پر) یقین رکھتے ہیں!۔۱۲

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝

یہ (قرآن) لوگوں کے لئے واضح دلیلوں کی روشنی ہے اور ہدایت اور رحمت ہے یقین رکھنے والوں کے لئے!۔۱۳

اَوَ لَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

کیا اِن لوگوں کے لئے یہ نشانی کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی ہے جو اِنہیں (برابر) سنائی جا رہی ہے؟ جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں، بلاشبہ اُن کے لئے اِس (نشانی) میں سر تا سر رحمت اور فہم و بصیرت ہے۔۱۴

چنانچہ اِسی بنا پر اس نے داعیٔ اسلامؐ کے ظہور کو بھی فیضانِ رحمت سے تعبیر کیا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اے پیغمبرؐ!) ہم نے تمہیں نہیں بھیجا ہے' مگر اِس لئے کہ تمام جہان کے لئے ہماری رحمت کا ظہور ہو۔ الانبیاء ۱۰۷)۔۱۵

وحی و تنزیل "الحق" ہے :

قرآن وحی و تنزیل کو "الحق" بھی کہتا ہے' کیونکہ وہ دنیا کی ایک قائم و ثابت حقیقت ہے۔ جن قوتوں نے اسے مِٹانا چاہا تھا وہ خود مِٹ گئیں۔ حتّٰی کہ آج اُن کا نام و نشان بھی باقی نہیں۔ لیکن وحی و تنزیل کی حقیقت ہمیشہ قائم رہی اور آج تک قائم ہے :

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۔

(اے پیغمبرؐ! لوگوں سے) کہہ دو کہ اے افرادِ نسلِ انسانی! بلاشبہ تمہارے پروردگار کی طرف سے وہ چیز تمہارے لئے آگئی ہے جو "حق" ہے۔ پس اب جس کسی نے سیدھی راہ اختیار کی تو یہ راست روی اُس کی بھلائی کے لئے ہے اور جس نے گمراہی اختیار کی تو اُس کی گمراہی کا نقصان بھی اُسی کے لئے ہے اور میرا کام تو صرف راہِ حق دِکھلا دینا ہے۔ میں تم پر نگہبان مقرر نہیں کیا گیا ہوں (کہ تم کو پکڑ کر زبردستی راہ پر لگا دوں) اور (اے پیغمبرؐ!) جو کچھ تم پر وحی کی گئی ہے' اُس کے مطابق چلو اور صبر کرو' یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کر دے اور وہ فیصلہ کرنے والوں میں بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔۱۶

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔

اور (اے پیغمبرؐ!) ہماری طرف سے اِس کا (یعنی قرآن کا) نازل ہونا حق ہے اور وہ حق ہی کے ساتھ نازل بھی ہوا ہے۔ (بنی اسرائیل ۱۰۵)۔۱۷

وحی اختلافات کو ختم کرتی ہے :

قرآن نے جا بجا کہا ہے کہ ہدایتِ وحی کا ظہور تبیینِ حقیقت اور رفعِ اختلاف کے لئے ہوتا ہے یعنی جن باتوں کو انسان اپنی عقل و ادراک سے نہیں پا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا' اور اس لئے طرح طرح کے اختلافات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کوئی کچھ سمجھنے لگتا ہے کوئی کچھ' وحیٔ الٰہی نمودار ہوتی ہے تاکہ اُن اختلافات کو دُور کر دے اور بتا دے کہ اصل حقیقت کیا ہے۔۱۸

قرآن مجید کی خصوصیات :

۱۔ موعظت :

قرآن مجید موعظت ہے یعنی دل میں اُتر جانے والی دلیلوں اور روح کو متاثر کرنے والے طریقوں سے اُن تمام باتوں کو ترغیب دیتا ہے جو خیر و حق کی باتیں ہیں' اور اُن تمام باتوں سے روکتا ہے جو شر اور بُطلان کی باتیں ہیں۔ کیونکہ عربی میں وعظ کا مفہوم صرف نصیحت ہی نہیں ہے بلکہ ایسی نصیحت جو مُؤثر دلائل اور دل نشیں اُسلوبوں کے ساتھ کی جائے۔

۲۔ نسخۂ شفا :

وہ **شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ** ہے' دل کی تمام بیماریوں کے لئے نسخۂ شفا ہے۔ جو فرد اور گروہ بھی اِس نسخہ پر عمل کرے گا اُس کے قلوب ہر طرح کے مفاسد و رذائل سے پاک ہو جائیں گے۔

یاد رہے کہ عربی میں قلب' فواد اور صدر کے الفاظ جب کسی ایسے موقعہ پر بولے جائیں جیسا کہ یہ موقعہ ہے تو ان سے مقصود انسان کی معنوی حالت ہوتی ہے یعنی ذہن و فکر کی قوت' عقلی ادراک' جذبات و عواطف' اخلاق و عادات' اندرونی حسیّات' وہ عضو مقصود نہیں ہوتا جو فنِ تشریح کا دل اور سینہ ہے۔ پس دل کی شفا کا مطلب یہ ہوا کہ انسان کی فکری اور اخلاقی حالت کے جس قدر مرض ہو سکتے ہیں' اُن سب کے لئے یہ نسخہ شفا ہے۔

۳۔ ہدایت :

وہ یقین کرنے والوں کے لئے ہدایت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ رحمت :

وہ یقین کرنے والوں کے لئے پیامِ رحمت ہے۔ یعنی ظلم و قساوت اور بُغض و تنفّر سے دنیا کو نجات دلاتا اور رحم و محبت اور امن و سلامتی کی روح سے معمور کرتا ہے۔

یہ محض قرآن کے اوصاف کا مُدّعیانہ اعلان ہی نہ تھا بلکہ اُس کی صداقت کی سب سے زیادہ مُؤثر دلیل بھی تھی۔ اگر ایک شخص دعویٰ کرے کہ وہ طبیب ہے تو سب سے زیادہ سہل اور قطعی طریقہ اُس کے دعویٰ کی جانچ کا یہ ہو گا کہ دیکھا جائے' اُس کے علاج سے بیماروں کو شِفا ملتی ہے یا نہیں؟ اگر تم دیکھو کہ موت کی آغوش میں پہنچے ہوئے بیمار اُس کے شفاخانہ میں داخل ہوئے اور تندرُست ہو کر نکلے تو تم یقیناً" تسلیم کر لو گے کہ اپنے دعوے میں سچا ہے۔ قرآن نے بھی جا بجا یہی جانچ مُنکِروں کے سامنے پیش کی ہے۔ اُس نے کہا' میں نسخۂ شفا ہوں' اور ثبوت میں مومنوں اور متّقیوں کی جماعت پیش کر دی جو اُس کے دارالشفاء میں تیار ہوئی تھی کہ دیکھ لو' یہ تندرست ہو گئے ہیں یا نہیں؟

آج بھی اُس کی دلیل اسی طرح قاطع ہے جس طرح عہدِ نزول میں تھی۔ اگر اُس نے عرب جاہلیت کے مریضانِ روح و دل میں سے ابوبکرؓ' عمرؓ' عثمانؓ' علیؓ' خالدؓ' سلمانؓ' ابوذرؓ وغیرہم جیسی تندرست روحیں پیدا کر دی تھیں تو کیا اُس کے نسخۂ شفا ہونے میں شک کیا جا سکتا ہے؟۔۱۹

۵۔ مُصَدِّق و مُہَیمِن :

قرآن تمام پچھلی صداقتوں کا مُصَدِّق ہے اور اُن پر "نگہبان" ہے۔ "نگہبان" ہونے سے مقصود یہ ہے کہ اُن کے مقاصد کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اگر وہ نازل نہ ہوتا تو تمام پچھلی صداقتیں تحریف و ضلالت کی تاریکیوں میں گُم ہو گئی تھیں۔۔۲۰

قرآن کی ہدایت :

بارش سے صرف وہی زمین فائدہ اٹھا سکتی ہے جس میں اُس کی استعداد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ شور زمین پر کتنی ہی بارش ہو، سرسبز نہ ہو گی۔ اسی طرح قرآن کی ہدایت سے بھی وہی روحیں شاداب ہوں گی جن میں قبولیتِ حق کی اِستعداد ہے جنہوں نے استعداد کھو دی، ان کے حصہ میں محرومی و نامرادی کے سوا کچھ نہیں آئے گا۔

۲۱ے

قرآن سننا :

اہلِ کتاب تورات و انجیل سنتے تھے مگر حقیقت میں نہیں سنتے تھے، کیونکہ اگر سمجھ کر سنتے تو عمل کرتے۔ افسوس، مسلمانوں کا بھی قرآن سننا ویسا ہی سننا ہو گیا۔ وہ سمجھتے ہیں، جن حرفوں کی آوازوں سے قرآن کے الفاظ بنے ہیں، انہیں کسی نہ کسی طرح کان میں ڈال لینا سماعتِ قرآن ہے، اس سے زیادہ کسی بات کی ضرورت نہیں۔ے۲۲

وحی کا مُنکِر :

جو کوئی سلسلۂ وحی کا مُخالِف ہے تو وہ اللہ اور اُس کے قوانینِ ہدایت کا مُخالِف ہے۔ے۲۳

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ میرا عقیدہ، ص ۴۸۔

۲۔ میرا عقیدہ ص ۵۰۔

۳۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۱۵ تا ۱۶۔

۴۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۲۴۔

۵۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۲۰۸۔

۶۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۱۰۔

۷۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۸۶۔

۸۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۸۸۔

۹۔ بنی اسرائیل، ۸۶ تا ۸۷۔

۱۰۔ یٰسین ۵ تا ۶۔

۱۱۔ ہُود ۵۷۔

۱۲۔ یُونس ۵۷۔

۱۳۔ الجاثیہ ۲۰۔

۱۴۔ العنکبوت ۵۱۔

۱۵۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۱۱۸ تا ۱۱۹۔

۱۶۔ یُونس ۱۰۸ تا ۱۰۹۔

۱۷۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۱۲۰ تا ۱۲۱۔

۱۸۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۲۳۔

۱۹۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۱۶۱ تا ۱۶۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۴۵۰۔

۲۱۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۱۴۔

۲۲۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۵۸ تا ۵۹۔

۲۳۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۲۷۵۔

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۴

آخرت

ا۔ تمہید

یقین یا تشکیک :

یہاں راہیں دو ہیں' ایک شک و گمان کی' دوسری یقین و بصیرت کی۔ جو لوگ خدا اور آخرت کے منکر ہیں یا پرستش کی گمراہیوں میں پڑ گئے ہیں' اُن کے پاس انکار کے لیے کوئی بصیرت نہیں۔ زیادہ سے زیادہ بات جو وہ کہہ سکتے ہیں' یہی ہے کہ "لَا اَدْرِیْ" ہم نہیں جانتے' ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں' ہم محسوسات کی سرحد سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ پس ان کی جگہ شک اور گمان کی ہوئی۔ لیکن جو انسان اعلان کرتا ہے کہ "میں اس بارے میں علم و یقین رکھتا ہوں اور جانتا ہوں کہ حقیقت حال کیا ہے"۔ اس کی جگہ یقین کی جگہ ہے۔ شک اور گمان کی اس پر پرچھائیں بھی نہیں پڑی۔ اب سوال یہ ہے کہ تمہیں کس طرف جانا چاہیے۔ اس کی طرف جو زیادہ سے زیادہ یہ جانتا ہے کہ کچھ نہیں جانتا یا اس کی طرف جس کی پکار کی پہلی بات یہی ہے کہ میرے پاس سرتا سر دلیل و یقین ہے۔

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ مقصدیت

تخلیق بالحق :

کائنات میں ہر چیز کوئی نہ کوئی مقصد اور مُنتہا رکھتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ انسانی وجود کے لیے بھی کوئی نہ کوئی مقصد اور مُنتہا ہو۔ یہی مُنتہا آخرت کی زندگی ہے کیونکہ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ کائناتِ ارضی کی یہ بہترین مخلوق صرف اسی لیے پیدا کی گئی ہو کہ پیدا ہو اور چند دن جی کر فنا ہو جائے"۔۲

زندگی کی مقصدیّت :

اگر نتائج و ثمرات عمل کے لیے کوئی دوسری زندگی نہ ہو تو جو کچھ ہے لہو و لعب سے زیادہ نہیں"۔۳

جن لوگوں کے دل غفلت سے پاک ہوتے ہیں اور کائناتِ خلقت میں تفکّر کرتے ہیں، اُن پر یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ تمام کارخانۂ ہستی اور اس کا عجیب و غریب نظام بغیر کسی اعلیٰ مقصد اور نتیجہ کے نہیں ہو سکتا اور ضروری ہے کہ انسان کی دُنیوی زندگی کے بعد بھی کوئی دوسری زندگی ہو، اور جو کچھ اِس زندگی میں کیا جاتا ہے، اُس کے نتائج اُس زندگی میں پیش آئیں"۔۴

کائنات کی شہادت :

تمام نظامِ خلقت اِس کی شہادت دے رہا ہے کہ یہاں کوئی بات بغیر حکمت و مصلحت کے نہیں ہے۔ سورج کو دیکھو، جس کی درخشندگی سے تمام ستارے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ چاند کو دیکھو جس کی گردش کی ۲۸ منزلیں مقرر کر دی ہیں اور اسی سے تم مہینے کا حساب کرتے اور برسوں کی گنتی معلوم کرتے ہو۔ اگر یہ سب کچھ بغیر مصلحت کے نہیں ہے تو کیا ممکن ہے کہ انسان کا وجود، بغیر کسی غرض و مصلحت کے ہو، اور صرف اس لیے ہو کہ کھائے، پیئے اور مر کر ہمیشہ کے لیے فنا ہو جائے۔۵

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ بُرہانِ رُبُوبیّت

نظامِ ربوبیت سے وجودِ معاد پر استدلال :

جو چیز جتنی زیادہ نگرانی اور اہتمام سے بنائی جاتی ہے' اتنی ہی زیادہ قیمتی استعمال اور اہم مقصد بھی رکھتی ہے اور بہتر صنّاع وہی ہے جو اپنی صنعت گری کا بہتر استعمال اور مقصد رکھتا ہو۔ پس انسان جو کرۂ ارضی کی بہترین مخلوق اور اس کے تمام سلسلۂ خلقت کا خلاصہ ہے۔ اور جس کی جسمانی و معنوی نشو و نما کے لیے فطرتِ کائنات نے اس قدر اہتمام کیا ہے' کیونکہ ممکن ہے کہ محض دنیا کی چند روزہ زندگی کے لیے ہی بنایا گیا ہو اور کوئی بہتر استعمال اور بلند تر مقصد نہ رکھتا ہو' اور پھر اگر خالقِ کائنات رب ہے اور کامل درجے کی رُبوبیت رکھتا ہے تو کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ اس نے اپنے ایک بہترین مربوب یعنی پروردہ ہستی کو محض اس لیے بنایا ہو کہ مُہمل اور بے نتیجہ چھوڑ دے؟"۔۶

اصل عجیب بات :

"کائناتِ ہستی کی ہر بات یقین دلا رہی ہے کہ یہ کارخانہ تدبیر و حکمت بغیر کسی مصلحت و مقصد کے نہیں ہو سکتا' اور ضروری ہے کہ انسان کی زندگی صرف اتنی ہی نہ ہو کہ پیدا ہوا' کھایا پیا اور فنا ہو گیا بلکہ اس کے بعد بھی کچھ نہ کچھ ہونے والا ہو۔ ورنہ تدبیر و مصلحت کا سارا کارخانہ باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر اِس پر بھی لوگوں کی غفلت کا یہ حال ہے کہ حیاتِ آخرت کی بات اُن کی سمجھ میں نہیں آتی تو اِس سے زیادہ کون سی بات عجیب ہو سکتی ہے؟ عجیب بات یہ نہیں ہے کہ مرنے کے بعد پھر انسان پر ایک دوسری زندگی طاری ہو گی کیونکہ اِس کی شہادت تو دنیا کی ہر چیز دے رہی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ انسان صرف حیاتِ دُنیوی پر قانع و مطمئن ہو جائے اور سمجھ لے' اس کی پیدائش سے جو کچھ مقصود تھا وہ صرف اتنا ہی تھا کہ ایک مرتبہ پیدا ہوا اور کچھ دنوں کھا پی کر مر گیا!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقل و بینش کا مقتضا تو یہ تھا کہ اگر کہا جاتا' یہ زندگی صرف دنیا کی زندگی ہے تو طبیعتیں کسی طرح مطمئن نہ ہوتیں اور شک و شبہ میں پڑ جاتیں کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ لیکن مُنکرینِ حشر کی عقل و بینش کا یہ حال ہے کہ انہیں کہا جاتا ہے' زندگی صرف اتنی ہی نہیں ہے اور وہ ہیں کہ حیران ہو کر کہتے ہیں جب مر گئے اور گل سڑ کر مٹی ہو گئے تو کیا پھر ہمیں زندگی کا ایک نیا جامہ مل جائے گا؟" ۷ے

دوبارہ وجود کا امکان :

ہر فرد اپنی ہستی میں غور کر سکتا ہے۔ اس کا وجود نہ تھا مگر ظہور میں آگیا اور کس طرح ظہور میں آیا؟ محض نُطفہ کے ایک خوردبینی کیڑے سے جو "عَلَقہ" کی طرح ہوتا ہے۔ یعنی جونک کی طرح۔ پھر اگر کیڑے کے ایک ذرہ سے اس کا وجود بن جا سکتا تھا تو کیا اس کے پورے وجود کے ذرات سے دوبارہ وجود نہیں بن سکتا؟" ۸ے

آخرت کی زندگی :

وجود انسانی کرۂ ارضی کے سلسلہ خلقت کی آخری اور اعلیٰ ترین کڑی ہے اور اگر پیدائشِ حیات سے لے کر انسانی وجود کی تکمیل تک کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو یہ ایک ناقابلِ شمار مُدّت کے مسلسل نشو و ارتقاء کی تاریخ ہو گی۔ گویا فطرت نے لاکھوں کروڑوں برس کی کارفرمائی و صنّاعی سے کرۂ ارضی پر جو اعلیٰ ترین وجود تیار کیا ہے وہ انسان ہے!

ماضی کے ایک نقطۂ بعید کا تصوّر کرو جب ہمارا یہ کرہ سورج کے مُلتہب کُرے سے الگ ہوا تھا۔ نہیں معلوم کتنی مدت اس کے ٹھنڈے اور معتدل ہونے میں گزر گئی اور یہ اس قابل ہوا کہ زندگی کے عناصر اس میں نشو و نما پا سکیں۔ اس کے بعد وہ وقت آیا جب اس کی سطح پر نشو و نما کی سب سے پہلی داغ بیل پڑی اور پھر نہیں معلوم کتنی مدت کے بعد زندگی کا وہ اولین بیج وجود میں آ سکا جسے پروٹوپلازم کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پھر حیاتِ عضوی کے نشو و نما کا دَور شروع ہوا اور نہیں معلوم کتنی مدت اس پر گزر گئی کہ اس دور نے بسیط سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرکب تک اور ادنیٰ سے اعلیٰ درجے تک کی منزلیں طے کیں یہاں تک کہ حیوانات کی ابتدائی کڑیاں ظہور میں آئیں' اور پھر لاکھوں برس اِس میں نکل گئے کہ یہ سلسلۂ ارتقا وجودِ انسانی تک مُرتفع ہوا۔ پھر انسان کے جسمانی ظہور کے بعد اس کے ذہنی ارتقا کا سلسلہ شروع ہوا اور ایک طول طویل مدت اس پر گزر گئی۔ بالآخر ہزاروں برس کے اجتماعی اور ذہنی ارتقا کے بعد وہ انسان ظہور پذیر ہو سکا جو کرۂ ارضی کے تاریخی عہد کا متمدّن اور عقیل انسان ہے۔

گویا انسان زمین کی پیدائش سے لے کر ترقی یافتہ انسان کی تکمیل تک جو کچھ گزر چکا ہے وہ جو کچھ بنتا سنورتا رہا ہے وہ تمام تر انسان کی پیدائش و تکمیل ہی کی سرگزشت ہے!

سوال یہ ہے کہ جس وجود کی پیدائش کے لیے فطرت نے اس درجہ اہتمام کیا ہے' کیا یہ سب کچھ صرف اس لیے تھا کہ وہ پیدا ہو' کھائے پیے اور مر کر فنا ہو جائے؟

قدرتی طور پر یہاں ایک دوسرا سوال بھی پیدا ہوتا ہے' اگر وجودِ حیوانی اپنے ماضی میں ہمیشہ یکے بعد دیگرے متغیّر ہوتا اور ترقی کرتا رہا ہے تو مستقبل میں بھی یہ تغیّر و ارتقا کیوں جاری نہ رہے؟ اگر اس بات پر ہمیں بالکل تعجب نہیں ہوتا کہ ماضی میں بیشمار صورتیں مٹیں اور نئی زندگیاں ظہور میں آئیں' تو اس بات پر کیوں تعجب ہو کہ موجودہ زندگی کا مٹنا بھی بالکل مٹ جانا نہیں ہے اس کے بعد بھی ایک اعلیٰ تر صورت اور زندگی ہے؟۔۹

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ بُرہانِ رحمت

رحمت سے معاد پر استدلال :

اگر رحمت کا مقتضا یہ ہوا کہ دنیا میں اِس خوبی و کمال کے ساتھ زندگی کا ظہور ہو تو کیونکہ یہ بات باور کی جا سکتی ہے کہ دنیا کی چند روزہ زندگی کے بعد اس کا فیضان ختم ہو جائے اور خزانۂ رحمت میں انسان کی زندگی اور بناؤ کے لیے کچھ باقی نہ رہے۔[۱۰]

بُرہانِ رحمت اور حیاتِ اُخروی :

اگر رحمتِ الٰہی کا یہ مقتضا ہوا کہ انسان کو زندگی ملی' تو کیا اسی رحمت کا مقتضا یہ نہیں ہونا چاہئے کہ زندگی صرف اتنی ہی نہ ہو' اس کے بعد بھی ہو اور رحمت کا فیضان برابر جاری رہے؟ اس کی رحمت ابدی ہے پھر کیا اس کا فیضان دائمی نہ ہو گا؟ اگر دائمی ہونا چاہئے تو کیوں انسانی زندگی اس سے محروم رہ جائے؟ کیوں اس گوشہ میں کہ مخلوقاتِ ارضی کا سب سے بلند گوشہ ہے وہ ایک بہت ہی محدود اور حقیر حد سے آگے نہ بڑھے؟

انسان کی دنیوی زندگی کی مقدار کیا ہے؟ محض چند گنے ہوئے دنوں کی زندگی' پھر کیا خدا کی رحمت کا فیضان اتنا ہی تھا کہ چار دن کی زندگی پیدا کر دے اور وہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے؟ اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں دے سکتی تھی"۔[۱۱]

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے،مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ مُہلتِ حیات

مُہلت کا قانون :

یہاں مُہلت سب کے لیے ہے۔ اچھّوں کے لیے بھی اور بُروں کے لیے بھی، پس اگر مُفسِدوں کو دنیوی زندگی کی خوش حالیاں مل رہی ہیں تو یہ اس لیے نہیں کہ اللہ کا قانونِ مجازات معطل ہو گیا ہے اور وہ چاہتا ہے بد عملیوں پر بھی انہیں فوائد سے بہرہ اندوز کرے بلکہ محض اس لیے کہ مقررہ وقت ابھی آیا نہیں، اور یہاں ہر نتیجہ کے لیے ایک اجلِ مُسمّٰی کا قانون کام کر رہا ہے"۔۱۲

ظہورِ نتائج کا وقت :

"بعض لوگ عذاب کے لیے جلدی مچاتے ہیں یعنی از راہِ شرارت کہتے ہیں، اگر سچ مچ کو بد عملیوں کا بُرا نتیجہ پیش آنے والا ہے تو کیوں نہیں آ چکتا؟ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ فطرتِ کائنات کی اوقات شماری کا وہ حساب نہیں جو دنیا میں لوگوں نے بنا رکھا ہے۔ اس کی گھڑی کا کانٹا بہت دیر میں چلتا ہے۔ تمہاری تقویم میں ہزار برس گزر جائیں تو اس کی تقویم کا بہ مشکل ایک دن گزرے۔ پس ظہورِ نتائج کا فیصلہ اپنی صبح و شام دیکھ کر نہ کر لیا کرو۔ ٹھہرو اور انتظار کرو"۔۱۳

انفرادی زندگی اور مجازاتِ دنیوی :

"یہ بات کہ انفرادی زندگی کے اعمال کی جزا دنیوی زندگی سے تعلق نہیں رکھتی، آخرت پر اُٹھا رکھی گئی ہے اور دنیا میں نیک و بد سب کے لیے یکساں طور پر مُہلتِ حیات اور فیضانِ معیشت ہے، اِسی حقیقت کا نتیجہ ہے کہ یہاں رحمت کی کارفرمائی ہے۔ "رحمت" کا مقتضا یہی تھا کہ اُس کے فیضان و بخشش میں کسی طرح کا امتیاز نہ ہو اور مہلتِ حیات سب کو پوری طرح ملے۔ اُس نے انسان کو انفرادی زندگی کے دو حصے کر دیئے، ایک حصہ دنیوی زندگی کا ہے، اور سر تا سر مہلت ہے۔ دوسرا حصہ مرنے کے بعد کا ہے اور جزا کا معاملہ اسی سے تعلق رکھتا ہے"۔۱۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ قانون مکافات

جس طرح مادیات میں خواص و نتائج ہیں اسی طرح معنویات میں بھی ہیں :

تم دیکھتے ہو کہ فطرت ہر گوشہ وجود میں اپنا قانونِ مکافات رکھتی ہے۔ ممکن نہیں کہ اس میں تغیّر یا تساہل ہو۔ فطرت نے آگ میں یہ خاصہ رکھا ہے کہ جلائے۔ اب سوزش و تپش فطرت کی وہ مکافات ہو گئی جو ہر اس انسان کے لیے ہے جو آگ کے شعلوں میں ہاتھ ڈال دے گا۔ ممکن نہیں کہ تم آگ میں کُودو اور اِس فعل کے مکافات سے بچ جاؤ۔ پانی کا خاصہ ٹھنڈک اور رطوبت ہے' یعنی ٹھنڈک اور رطوبت وہ مکافات ہے جو فطرت نے پانی میں ودیعت کر دی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ تم دریا میں اُترو اور اِس مکافات سے بچ جاؤ۔ پھر جو فطرت' کائناتِ ہستی کی ہر چیز اور ہر حالت میں مکافات رکھتی ہے' کیونکر ممکن ہے کہ انسان کے اعمال کے لیے مکافات نہ رکھے؟ یہی مکافاتِ جزا و سزا ہے۔

آگ جلاتی ہے' پانی ٹھنڈک پیدا کرتا ہے۔ سنکھیا کھانے سے موت' دودھ سے طاقت آتی ہے۔ کنین سے بخار رک جاتا ہے۔ جب اشیاء کی اِن تمام مکافات پر تمہیں تعجب نہیں ہوتا کیونکہ یہ تمہاری زندگی کی یقینیات ہیں تو پھر اعمال کے مکافات پر کیوں تعجب ہوتا ہے؟ افسوس تم پر' تم اپنے فیصلوں میں کتنے ناہموار ہو!

تم گیہوں بوتے ہو' اور تمہارے دل میں کبھی یہ خدشہ نہیں گزرتا کہ گیہوں پیدا نہیں ہو گا۔ اگر کوئی تم سے کہے کہ ممکن ہے' گیہوں کی جگہ جوار پیدا ہو جائے تو تم اسے پاگل سمجھو گے' کیوں؟ اس لیے کہ فطرت کے قانونِ مکافات کا یقین تمہاری طبیعت میں راسخ ہو گیا ہے۔ تمہارے وہم و گمان میں بھی یہ خطرہ نہیں گزر سکتا کہ فطرت گیہوں لے کر اس کے بدلے جوار دے دے گی۔ اتنا ہی نہیں بلکہ تم یہ بھی نہیں مان سکتے کہ اچھے قسم کا گیہوں لے کر بُرے قسم کا گیہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے گی۔ تم جانتے ہو وہ بدلہ دینے میں قطعی اور شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ پھر بتلاؤ جو فطرت گیہوں کے بدلے گیہوں اور جوار کے بدلے جوار دے رہی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ اچھّے عمل کے بدلے اچھّا اور بُرے عمل کے بدلے بُرا نتیجہ نہ رکھتی ہو؟"۔۱۵

عذاب و ثواب کا مسئلہ :

عذاب و ثواب اور سعادت و محرومی کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ تم زمین میں کاشت کرتے ہو۔ لیکن کیوں کرتے ہو؟ دانے اور پھل کے لیے پتوں اور شاخوں کے لیے نہیں، جب فصل پکتی ہے تو دانے لے لیتے ہو۔ جس میں تمہارا نفع ہے۔ باقی سب کچھ چھانٹ دیتے ہو۔ جس میں نفع نہیں۔ یہی حال دنیوی زندگی کا بھی ہے۔ فطرت نے وجودِ انسانی کی کاشت کی ہے، اور اس لیے کی ہے کہ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کون درخت ہے جو اچھّے عمل کا پھل لاتا ہے۔ پس وہ پھل لے لیتی ہے باقی جو کچھ بچ جاتا ہے چھانٹ دیتی ہے۔ تم سُوکھی شاخوں اور پتّوں کو کیا کرتے ہو۔ چُولھے میں جلاتے ہو۔ اُس نے بھی ایک چُولھا گرم کر رکھا ہے۔ اسی کا نام دوزخ ہے"۔۱۶

میزان :

فطرت کا ترازو بڑا ہی دقیقہ سنج ہے۔ ایک ذرّہ بھی اس کی تول میں کم نہیں ہو سکتا۔ کوئی عمل کتنا ہی حقیر ہو۔ مثلاً" تم نے کسی مصیبت زدہ پر ہمدردی کی ایک اُچٹتی ہوئی نظر ڈال دی۔ راہ چلتے ایک پتھر ہٹا دیا، ایک پیاسی چیونٹی کے آگے پانی کا قطرہ ٹپکا دیا، مگر ضروری ہے کہ اس کے وزن میں آ جائے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ رائیگاں جائے۔

اور تم خود اپنی زندگی ہی میں دیکھ لو، فطرت کے قانونِ مجازات کی دقائق اندیشیوں کا کیا حال ہے؟ تم نے ایک پل کے لیے کسی پر ہمدردی کی نظر ڈالی اور معاً" تمہارے اندر حسنِ اخلاق کا ایک نقش جم گیا۔ تم نے کسی جانور پر بھی بے رحمی کی نگاہ ڈالی، اور تمہارے آئینۂ اخلاق میں قساوت کا بال پڑ گیا۔ تمہاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی تمہیں بدلہ دیے بغیر نہیں رہ سکتی' اور بدلہ ٹھیک ٹھیک نپا تُلا ہوتا ہے۔ رائی برابر بھی ادھر ادھر نہیں!"۔۱۷

انسانوں کے دو گروہ :

"نتائجِ عمل کے لحاظ سے انسان کے دو گروہ ہو گئے ہیں۔ ایک وہ ہے جس کی ساری طلب دنیا کی چند روزہ زندگی ہی کے لیے ہے۔ دوسرا وہ ہے جو یقین رکھتا ہے کہ اِس زندگی کے بعد بھی ایک زندگی ہے اور اس لیے اُس دوسری زندگی کی سعادت کا بھی طالب ہے۔ جہاں تک دنیا کی زندگی کا تعلق ہے' اللہ کا قانون یہ ہے کہ دونوں کے آگے یکساں طریقہ پر دنیوی نتائج کا دروازہ کھول دیا ہے' اور سب کو کارخانۂ ربوبیت کا فیضان مل رہا ہے۔ انہیں بھی جو صرف دنیا کے ہو رہے۔ انہیں بھی جو آخرت کے بھی طالب ہوئے۔ لیکن جہاں تک آخرت کی سعادتوں کا تعلق ہے پہلے کے لیے محرومیاں ہوں گی' دوسرے کے لیے کامرانیاں"۔۱۸

اعمال کا نتیجہ :

قانونِ الٰہی یہ ہے کہ ہر فرد کو ویسے ہی نتائج ملیں گے جیسے کچھ اس کے اعمال ہوں گے۔ کامیاب انسان وہ ہو گا جس کی بھلائیاں بُرائیوں سے زیادہ ہوں گی۔ نامراد وہ ہو گا جس کی بُرائیوں کے وزن سے بھلائیاں دب جائیں گی۔ دنیا میں اشیاء کے موازنہ کے لیے ترازو کام کرتا ہے۔ اسی طرح اعمال کے موازنہ کے لیے بھی قدرت نے ایک میزان مقرر کر دیا ہے جس کی تول میں کبھی غلطی نہیں ہو سکتی"۔۱۹

قانونِ مکافات :

جزا قانونِ مکافات کا لازمی نتیجہ ہے' یعنی بُرائی ایک ایسی حالت ہے جس کا نتیجہ بُرا ہے۔ اچھائی ایک ایسی حالت ہے جس کا نتیجہ اچھا ہے۔ پس یہ نہ سمجھو کہ آخرت کی سزائیں بھی دنیا کی سزاؤں کی طرح ہیں کہ اگر مجرم چاہے تو مال و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت خرچ کر کے بچ جائے۔ نہیں' خدا کی عدالت میں گناہ کا کوئی بدلہ اور فدیہ قبول نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک چھوٹے سے چھوٹے گناہ کے بدلے تم پورا کرۂ ارضی سونے سے بھر کر دے دو' جب بھی اس کی پاداش سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکو گے!

ہاں توبہ و انابت کی حالت ایک ایسی حالت ہے جو تمام گناہوں کو محو کر دیتی ہے بشرطیکہ سچّی توبہ ہو!"۔۲۰

☆ ○ ☆ ○ ☆

۷۔ قانونِ مثنیہ

کارخانۂ ہستی کے ہر گوشہ میں ہم دیکھتے ہیں' یہاں کوئی حقیقت اکہری اور طاق نہیں ہے۔ کسی نہ کسی شکل میں دو ہونے کی نوعیت ضرور پائی جاتی ہے۔ ہر چیز کی تکوین و تشکیل اسی طرح ہو گی کہ دو متماثل اور متقابل نوعیتیں ابھریں گی اور اسی تماثل و تقابل کا مثنیہ ایک مکمل حقیقت کی شکل اختیار کر لے گا مثلاً" نر کے لیے مادہ' مرد کے لیے عورت' زندگی کے لیے موت' رات کے لیے دن' صبح کے لیے شام' مثبت کے لیے منفی' تکوین کے لیے اِفساد' جس گوشہ میں بھی دیکھو گے' ہر حقیقت کے ساتھ اس کا کوئی نہ کوئی مثنّٰی بھی ضروری موجود ہے۔

اگر کارخانۂ ہستی کے ہر گوشہ میں دو دو ہونے کی حقیقت کام کر رہی ہے اور یہاں ہستی کی کوئی نمود بغیر اپنے مثنّٰی اور زوج کے نہیں ہے تو پھر تمہیں اِس بات پر کیوں تعجب ہوتا ہے کہ انسانی زندگی کی نمود بھی اکہری نہیں ہے' دوہری ہے اور دنیوی زندگی کے لے بھی ایک مثنّٰی ہے' اُس کا نام آخرت ہے؟ جس حقیقت کو تم بیس بھیسوں میں دیکھتے ہو اور پہچانتے رہتے ہو' اسی کو اکیسویں بھیس میں دیکھ کر کیوں چونک اٹھتے ہو؟"۔۲۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ قرآن اور عقیدۂ آخرت

"ادیانِ عالم کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ انسان کی زندگی اسی دنیا میں ختم نہیں ہو جاتی۔ اس کے بعد بھی زندگی ہے اور اس زندگی میں جیسے کچھ اعمال ہوں گے ویسے ہی نتائج دوسری زندگی میں پیش آئیں گے۔ قرآن میں بھی ایمان باللہ کا ایک بنیادی عقیدہ یہی مسئلہ ہے۔ البتہ اس نے جو تعبیر اختیار کی ہے' وہ پیروانِ مذاہب کے عام تصور سے مختلف ہے۔ وہ اِس گوشہ کو کائناتِ ہستی کے عالمگیر قوانینِ خلقت سے الگ نہیں قرار دیتا' بلکہ اسی کے ماتحت لاتا ہے' وہ کہتا ہے جس طرح دنیا میں ہر چیز کے خواص اور ہر حادثہ کے نتائج ہیں' ٹھیک اسی طرح انسانی اعمال کے بھی خواص و نتائج ہیں اور یہاں مادیات کی طرح معنویات کے قوانین بھی کام کر رہے ہیں۔ پس اچھے عمل کا نتیجہ اچھائی ہو گا' بُرے عمل کا نتیجہ برائی۔

یہ اچھے برے نتائج کس شکل میں پیش آئیں گے؟ قرآن کہتا ہے' نیک عمل انسان اصحابِ جنّت ہیں۔ اُن کے لیے بہشتی زندگی کی خوش حالیاں ہوں گی اور لقائے الٰہی کی دائمی نعمت' بدعمل انسان اصحابِ دوزخ ہیں۔ اُن کے لیے دوزخی زندگی کی بدحالیاں ہوں گی اور نعمتِ اُخروی سے محرومی' پھر دونوں طرح کی زندگیوں کے احوال و واردات ہیں۔ جنہیں مختلف اسلوبوں میں بیان کیا گیا ہے۔

یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے' اس کی حقیقت کیا ہے؟

اس بارے میں ہم اپنی عقل سے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ عالم ہمارے ادراک کی سرحد سے باہر ہے۔ جس مقام کا ہم ادراک نہیں کر سکتے' وہاں کے حالات کی نسبت حکم کیسے لگائیں؟ اگر لگائیں گے تو یہ ظن و گمان ہو گا اور ظن سے یقین پیدا نہیں ہو سکتا۔

لیکن پھر اس پر ہم یقین کیوں کریں؟

اس لیے کہ ہم وجدانی طور پر محسوس کرتے ہیں کہ سرحدِ محسوسات سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماوراء بھی ایک حقیقت موجود ہے اور اگر اس حقیقت سے انکار کر دیں تو کائناتِ ہستی کے مسئلہ کا کوئی حل باقی نہیں رہتا اور خود ہماری عقل کہتی ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اگر اللہ کی ہستی اور آخرت کی زندگی کا مبداء تسلیم نہیں کیا جاتا تو مسئلۂ ہستی کے سارے سوالات لاینحل ہو جاتے ہیں' لیکن جونہی یہ نقطہ تسلیم کر لیا جاتا ہے' معاً" سارے سوالات حل ہو جاتے ہیں اور مجہولیت کی تاریکی کی جگہ عرفان و بصیرت کی روشنی ہر طرف نمایاں ہو جاتی ہے۔ پس ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ نقطہ بناوٹی نہیں ہے' حقیقی ہے۔

البتہ ایک بات بالکل واضح ہے' جب ہم عالمِ آخرت کے احوال و واردات سنتے ہیں تو قدرتی طور پر اُن کی وہی شکل سامنے آ جاتی ہے جو اِس زندگی کی محسوسات کے لحاظ سے ہو سکتی ہے۔ لیکن خود قرآن و سنت کی تصریحات نے ہمیں بتلا دیا ہے کہ عالمِ آخرت کی باتوں کو اِس دنیا کی باتوں کی طرح نہیں سمجھنا چاہئے مثلاً" جب ہم سنتے ہیں کہ جہنّم میں آگ ہو گی اور بہشت سے مقصود باغ ہے تو ہمارے سامنے آگ کی وہی شکل آ جاتی ہے جو ہمارے چُولہوں میں جلا کرتی ہے اور باغ کا وہی نقشہ کھنچ جاتا ہے جو اپنے مکان کے صحنوں میں اُگایا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ عالمِ آخرت کی آگ اس دنیا کی آگ کی طرح نہیں ہو سکتی اور نہ وہاں باغ و چمن ہمارے لگائے ہوئے باغوں کی طرح ہوں گے۔ سورۂ سجدہ کی آیت ۱۷ میں ہے۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

کوئی جان نہیں جانتی کہ اس کی نیک عملیوں کی جزا میں نگاہ کا کیسا سرور پردۂ غیب میں پوشیدہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جنت کی راحت و سرور کی حقیقت کا ہم اس دنیا میں تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ایک حدیث میں پیغمبرِ اسلامؐ نے جنت کی حقیقت یہ بتلائی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا عَيْنٌ رَاَتْ، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ بِبَالِ اَحَدِ بَشَرٍ۔ (مسلم)

نہ تو کسی آنکھ نے دیکھی، نہ کسی کان نے سنی، نہ کسی فردِ بشر کے خیال میں گزری!

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جنت کی نعمتیں دنیا سے کوئی مشابہت نہیں رکھتیں، بجز اس کے کہ نام کی مشارکت ہے۔ (ابنِ کثیر)

باقی رہی یہ بات کہ اگر عالمِ آخرت کے یہ معاملات دنیا کے معاملات کے مثل نہیں ہوں گے، تو پھر ان کی حقیقت کیسی ہو گی؟ تو اس بارے میں ہماری عقلی کاوش کچھ معلوم نہیں کر سکتی۔

اصل یہ ہے کہ مادی زندگی کے احساسات و مفہومات کی زنجیروں میں ہم کچھ اس طرح جکڑے ہوئے ہیں کہ اِن سے آزاد ہو کر جمالِ حقیقت کا تصور ہی نہیں کر سکتے۔ پس اِس کے سوا چارہ نہیں کہ جو کچھ بتلا دیا گیا ہے، اُس پر یقین کریں اور جو کچھ نہیں پا سکتے، اُس کی کاوش میں سرگرداں نہ ہوں۔ اگر سرگرداں ہوں گے تو حقیقت کا سراغ تو نہیں ملے گا البتہ نئے نئے وہموں اور گمانوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔

اے بروں از وہم و قالِ وقیلِ من
خاک بر فرقِ من و تمثیلِ من۔ ۲۲

قرآن نے اسی لیے مطالبِ وحی کی دو قسمیں ٹھہرا دی ہیں۔ مُحکمات اور مُتشابہات کی نسبت فرما دیا ہے کہ اس کی حقیقت انسان نہیں پا سکتا۔

لَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ۔

اللہ کے سوا کوئی بھی ان کے ٹھیک ٹھیک معانی متعین نہیں کر سکتا۔ ۲۳

یہ، اور اسی طرح کے تمام معاملات جو عالمِ غیب سے تعلق رکھتے ہیں، یعنی ماورائے محسوسات، متشابہات کی قسم میں داخل ہیں اور قرآن کہتا ہے، جو علم میں کامل ہیں وہ ان کی کاوش میں نہیں پڑتے، بلکہ کہتے ہیں:

اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا، وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان پر ہمارا ایمان ہے یہ سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے اور اس حقیقت کو صرف عقلمند ہی سمجھ سکتے ہیں۔۔۲۴

☆ ○ ☆ ○ ☆

۹۔ بعث بعد الموت کا اثبات

اگر تم شک میں پڑے ہو کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ اُٹھنا کیسے ہو سکتا ہے؟ تو اِس بات پر غور کرو جو بیان کی جاتی ہے۔ تمہارا سارا شک اور اِستغراب دور ہو جائے گا۔

تخلیقِ حیات اور اعادۂ حیات :

تمہیں یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ انسان مر کر پھر اُٹھ کھڑا ہو یعنی زندگی کا دوسرا اُٹھان تمہیں عجیب معلوم ہوتا ہے' لیکن اگر یہ بات عجیب ہے تو کیا اِس سے زیادہ یہ بات عجیب نہیں کہ زندگی کا پہلا اُٹھان ظہور میں آ گیا؟ تم اپنی ہستی میں تو شک نہیں کر سکتے؟ اچھا' یہ ہستی کس طرح ظہور میں آئی؟ دوسری مرتبہ اگر انسانی ہستی اُٹھے گی تو یہ زندگی کی ابتدا نہیں ہو گی۔ زندگی کا اعادہ ہو گا لیکن اس کی ابتدا کیوں کر ہوئی؟ مٹی سے! مٹی کا گارا جس میں مدتوں کا خمیر اٹھتا رہا اور پھر سُوکھ کر کھنکھنانے لگا۔ سب سے پہلے زندگی کا جرثومہ اسی میں نمودار ہوا تھا۔ پھر حکمتِ الٰہی نے اسے درجۂ تکمیل تک پہنچایا۔ سوال یہ ہے کہ اگر زندگی عدمِ حقیقی سے وجود میں آ سکتی تھی تو کیا ایک مرتبہ وجود میں آ کر پھر دہرائی نہیں جا سکتی؟ زیادہ عجیب بات کون سی ہے؟ کسی چیز کی ابتدائی پیدائش یا پیدائش کے بعد اعادہ؟ اگر تمہارے لیے ابتدائی پیدائش میں کوئی اچنبھا نہیں تو اعادہ میں کیوں ہو؟ کیوں تم قطعی فیصلہ کرو کہ ایسا نہیں ہو سکتا؟ جس قدرت پر یہ دشوار نہ ہوا کہ زندگی پیدا کر دے' اس پر یہ کیوں دشوار ہونے لگا کہ پیدا شدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی کو کہ بکھر گئی ہے' پھر سمیٹ دے؟ اگر کمہار نئی مٹی سے نیا برتن بنا سکتا ہے' تو یقیناً" ٹوٹے ہوئے برتن کے ٹکڑوں کو بھی دوبارہ ڈھال لے سکتا ہے!

پیدائش کا تناسلی سلسلہ اور قانونِ تَحَوُّل :

اچھا' یہ تو ابتدائی پیدائش ہوئی اِس کے بعد پیدائش کا جو سلسلہ قائم ہوا' اُس کا کیا حال ہے؟ اُس کا حال یہ ہے کہ دو حقیقتیں ہر وقت تمہارے سامنے آتی رہتی ہیں۔ ایک یہ' کہ انسانی وجود کا پورا درخت صرف ایک بیج سے پیدا ہو جاتا ہے جس کا نام "نُطفہ" ہے۔ لیکن "نُطفہ" کیا ہے؟ کیا گوشت پوست ہے؟ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے؟ ڈیل ڈول ہے؟ شکل و صورت ہے؟ عقل و حواس ہے اور پھر سب کچھ ہے؟ ایک قطرۂ حقیر' مگر انہی سے انسان کا جسم' اس کی قامت' اس کی صورت' اس کی ساری معنوی قوتیں ظہور میں آ جاتی ہیں۔ دوسری بات یہ' کہ یہاں یکسر تغیّر و تحوّل کا قانون جاری ہے۔ شکمِ مادر میں جنین کو دیکھو کتنی مختلف حالتوں سے گزرتا ہے؟ نُطفہ سے عَلقہ' عَلقہ سے مُضغہ' مضغہ سے عظم و لحم' عظم و لحم سے شکل و صورت۔ پھر پیدائش کے بعد بچے کو دیکھو' کس طرح یکے بعد دیگرے نشو و بلوغ کے درجے بدلتا رہتا ہے؟ جوان آدمی کو دیکھو' کس طرح جسم و عقل کے کمال تک پہنچتا اور پھر زوال کی طرف پلٹتا ہے؟ گویا انسان کی ہستی سراسر تبدّل ہے' تطوّر ہے' تحوّل ہے' ایک حالت سے بدل کر دوسری حالت میں داخل ہوتے رہنا ہے۔

عالمِ نباتات اور اعادۂ و تحول :

یہی حال ہم نباتات کا ہے۔ زمین کی گود میں بھی زندگیاں اور پیدائشیں ہیں۔ جس طرح یہاں نطفہ ہے' وہاں بھی تخم اور تخم کے ذرات ہیں۔ تم دیکھتے ہو کہ اس کی گود زندگیوں کی نمود سے بالکل خالی ہو گئی۔ پھر دیکھتے ہو کہ زندگیوں کی فراوانی سے شاداب ہو گئی۔ یہ انقلاب کس طرح ظہور میں آیا؟ اسی طرح کہ محض ایک تخم سے' تخم کے ایک ذرہ سے' حیاتِ نباتی کی ایک جوہری تلقیح سے' پورا وجودِ نباتی پیدا ہو گیا' اور تبدّل و تحوّل کی تمام حالتیں اِس پر بھی اسی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزریں، جس طرح تمہاری ہستی پر گزرتی رہتی ہیں۔

قانونِ تاجیل :

ساتھ ہی غور کرو۔ یہاں ایک تیسرا قانون بھی کام کر رہا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر تبدّل کے لیے ایک اَجلِ مُسمّٰی یعنی ایک مقررہ وقت، جونہی وہ وقت آیا، احیا و اجسام ظہور میں آ گئے۔ نطفہ کو دیکھو، وہ اندرونی طور پر بنتا رہتا ہے مگر ایک مقررہ وقت تک اَرحام کے اندر چھُپا رہتا ہے۔ اجسامِ نباتیہ کو دیکھو۔ ان کی زندگی کا جوہر موجود ہوتا ہے مگر اُبھرنا کب ہے؟ جب بارش کی گھڑی آتی ہے اور زندگی کے بُروز و نمود کا اعلان کر دیتی ہے۔

تخمِ حیات اور اعادۂ نشاتہ :

یہ انسان و حیوان کی کامل ہستی جو محض "نطفہ" سے ظہور میں آ جاتی ہے۔ کیوں آ جاتی ہے؟ اس لیے کہ اس میں جوہرِ حیات بالقوہ موجود ہے اور پھر وہ بالفعل نمود کرتا ہے۔ اچھا، اگر تمہاری روزانہ زندگی کا یہ معاملہ تمہارے لیے عجیب نہیں تو یہ بات کیوں عجیب ہو جائے کہ اسی طرح کوئی نطفۂ حیات ہے جو مرنے کے بعد بھی موجود رہتا ہے۔ اور اس سے دوبارہ وجودِ انسانی ظہور میں آ جائے گا؟ تم کہو گے، اس کی کوئی مثال نہیں، لیکن تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو جب کہ اس کی مثال ہمیشہ تمہاری نگاہوں سے گزرتی رہتی ہے؟ تم زمین کو دیکھتے ہو۔ وہی زمین جو کچھ عرصہ پہلے شاداب تھی۔ یک قلم سُوکھ گئی ہے، پھر جب اس کی زندگی کی اَجلِ مُسمّٰی آ جاتی ہے یعنی پانی برسنے لگتا ہے، تو اچانک مری ہوئی شادابی دوبارہ زندہ ہو جاتی ہے، اور ہر تخمِ نباتی اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ جس طرح نباتات کے اعادۂ نشأۃ کا یہ منظر ہمیشہ دیکھتے رہتے ہو۔ ٹھیک اسی طرح انسانی زندگی کے اعادۂ نشأتہ کا معاملہ بھی سمجھو، بارش نے نئی زندگی پیدا نہیں کر دی۔ اُسی پیدا شدہ زندگی کو دہرا دیا جو زمین کی آغوش میں محفوظ موجود تھی۔ قیامت کی اَجلِ مُسمّٰی بھی نئی زندگی پیدا نہیں کرے گی، اسی پیدا شدہ زندگی کو دہرا دے گی جو کائنات کی آغوش میں موجود ہے۔ اب تم کہو گے، اگر موجود ہے تو وہ دکھائی کیوں نہیں دیتی؟ لیکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں کون سی چیز دکھائی دیتی ہے؟ تمہیں نطفہ میں انسان اور تخم میں درخت دکھائی دیتا ہے؟ تم کہو گے، مگر نطفہ اور تخم تو دکھائی دیتا ہے اور زندگی کے جو جراثیم آنکھوں سے نہیں دیکھے جا سکتے، آلات کے ذریعے دیکھ لیے جا سکتے ہیں، ہاں دیکھ لیے جا سکتے ہیں، مگر اس لیے کہ زیادہ دقیق نہیں۔ جو دقیق نہیں تھے وہ تمہیں صاف نظر آتے رہے۔ جو دقیق تھے وہ ہزاروں برس تک نظر نہ آئے۔ یہاں تک کہ تم نے طاقتور خوردبینیں ایجاد کیں۔ پس تم کیسے حکم لگا سکتے ہو کہ ان سے بھی دقیق تر تخم ہائے حیات موجود نہیں؟ اگر تمہیں صرف اتنی بات کے لیے دس ہزار برس تک انتظار کرنا پڑا کہ نطفۂ حیوانی کے جراثیم دیکھ لو تو تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ان سے بھی دقیق تر تخم ہائے حیات کے لیے تمہیں چند ہزار برس اور مطلوب نہیں؟ اور ان کا مرئی نہ ہونا ان کی معدومیت کا قطعی ثبوت ہے؟

قرآن کی اصطلاح میں بعث :

قرآن نے جا بجا حیات بعد الموت کو "بعث" سے تعبیر کیا ہے۔ بعث کے معنی اُٹھ کھڑے ہونے کے ہیں۔ گویا اُس کے نزدیک یہ معاملہ ایسا ہو گا، جیسے کوئی سو رہا تھا، پھر اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اسے خلقت کے "اعادہ" سے بھی تعبیر کرتا ہے۔ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ۔۲۵

موت اور حیات :

موت اور حیات کا اطلاق قرآن صرف انہی حالتوں پر نہیں کرتا جو فلسفیانہ اصطلاح کی معدومیت اور تخلیق ہیں، بلکہ ہر ایسی حالت پر کرتا ہے جس میں زندگی کی نمود مفقود ہو جائے، یا بالفاظِ دیگر صورت معدوم ہو جائے، اور پھر نمایاں اور متشکل ہو جائے۔ اس باب میں اس کا اطلاق اس درجہ وسیع ہے کہ نیند کی حالت پر بھی اس نے موت کا اطلاق کیا ہے اور دراصل یہ خود عربی زبان کا لغوی اطلاق ہے۔ بعد کو موت اور حیات نے جو فلسفیانہ معانی پہن لیے، وہ قرآن کی زبان نہیں ہے۔

انسان کا عام مشاہدہ اور اعتقاد بھی یہی ہے۔ "نطفہ" کو ہم زندہ نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے۔ حالانکہ اس میں زندگی کا جرثومہ موجود ہے۔ آم کی گٹھلی اور پتھر کے ایک ٹکڑے میں ہم کوئی فرق نہیں کرتے۔ دونوں ہماری زبان' ہمارے اعتقاد' اور ہمارے مشاہدہ میں بے جان ہیں۔ حالانکہ علمی اصطلاح میں گٹھلی بے جان نہیں۔ اس میں نباتی زندگی کا تخم موجود ہے۔ پس قرآن کے اختیاراتِ لُغویہ کو کہ لغت کے اعتبار سے ہیں' علمی مُصطلحات پر ڈھالنا نہیں چاہئے۔ اس کی زبان میں "موت" عام ہے۔ خواہ انعدامِ محض ہو یا انعدامِ صورت ہو۔ اسی طرح "حیات" بھی عام ہے۔ خواہ معدومیّتِ محضہ سے تخلیق ہو' خواہ کسی جوہرِ حیات سے بُروز و انبعاث ہو۔ چنانچہ جس طرح وہ اس ابتدائی حالت کو موت سے تعبیر کرتا ہے' جو عدمِ محض کی حالت بھی ہے' اسی طرح نطفہ کی اور تخم ہائے نباتات کی حالت کو بھی موت سے تعبیر کرتا ہے' اور کہتا ہے۔ پہلے زندگی مٹی سے ہوئی' جب کہ حیاتِ حیوانی میں سے کچھ نہ تھا۔ پھر نطفہ سے ہوتی ہے' جب کہ نطفہ کا جوہرِ حیات موجود ہوتا ہے۔

انبعاث تخلیق نہیں ہے' اعادہ و تبدّل ہے :

قرآن نے حشرِ اجساد کے معاملہ کو بھی اسی حالت سے تشبیہ دی ہے جو نطفہ سے زندگی کے اُبھرنے اور تخم سے درختوں کے نکلنے کی حالت ہوتی ہے' اس سے معلوم ہوا' انسان کی دوسری زندگی کا ظہور اسی طرح کا ظہور نہ ہو گا' جیسا ابتدائی تخلیق کا ظہور تھا یعنی بغیر کسی اصلِ حیات کے ظہور میں آگئی تھی بلکہ ایسا ہو گا جیسا نطفہ سے ایک نئی پیدائش اور بروزِ نباتات سے ایک نیا انبعاث ظہور میں آجاتا ہے۔ یعنی اصل حیات بالقوہ موجود ہوتی ہے اور بالفعل ظہور میں آجاتی ہے۔ اسی لیے وہ اسے "بعث" سے تعبیر کرتا ہے یعنی جیسے کوئی آدمی بہت دیر تک سوتا رہا تھا' پھر اٹھ کھڑا ہوا' اور یہی وجہ ہے کہ اس نے اس انبعاث کے احساسات و واردات ایسے بیان کیے ہیں' جیسے نیند کے بعد بیدار ہونے پر طاری ہوا کرتے ہیں مثلاً" جا بجا کہا ہے۔ اس وقت لوگ سوچیں گے۔ ہم کتنے عرصہ تک بے خبر رہے؟ کوئی کہے گا تھوڑی دیر' کوئی کہے گا زیادہ عرصہ تک اور پھر یہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ ہے کہ وہ اس حالت کو اعادۂ حیات سے تعبیر کرتا ہے اور عالمِ ہستی کے تبدّل و تحوّل سے استدلال کرتا ہے۔ یعنی جب فطرتِ کائنات کے ہر گوشہ میں تبدلِ حالت کا قانون کام کر رہا ہے اور یہاں ہر قدم پر تبدّل اور ہر منزل پر تجدّد ہے' تو کیوں تمہیں اس سے انکار ہو کہ اور تبدّل بھی پیش آنے والا ہے' اور اس کا نام بعث و حشر ہے۔

انسان اپنی ہستی کی جس منزل تک پہنچ چکا ہے' وہاں سے گردن موڑ کر پیچھے کی طرف دیکھے' کتنے بے شمار تبدّلات ہیں جن سے اس کی ہستی گزرتی رہی ہے؟ پھر اگر ماضی میں بے شمار تبدّلات ہو چکے ہیں' تو کیوں مستقبل میں بھی نہ ہوں؟ کیوں تبدّلات کا سفر اسی منزل تک پہنچ کر رک جائے؟ کیوں اس پر تعجب ہو کہ جہاں ایک ہزار تبدیلیاں ہو چکی ہیں' وہاں ایک آخری تبدیلی اور بھی ہونے والی ہے؟ ہم نے اضافی حیثیت سے یہاں "آخری" کہہ دیا۔ ورنہ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ تبدّل بھی آخری ہو گا؟

یہاں وجود کی حقیقت نہیں مٹتی' صورت مٹتی ہے :

ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں جو چیز بھی اپنا وجود پا لیتی ہے' پھر اس کی حقیقت معدوم نہیں ہوتی۔ صرف صورت معدوم ہو جاتی ہے اور اسی صورت کا انعدام ہمارے لیے اس کا معدوم ہو جانا ہوتا ہے۔ تم درخت کو چیر کر تختہ بنا لیتے ہو۔ اب درخت معدوم ہو گیا۔ تختہ پیدا ہو گیا مگر جو چیز معدوم ہو گئی وہ کیا تھی؟ صورت یا حقیقت؟ محض صورت' جو پیدا ہو گئی' وہ کیا پیدا ہوئی؟ نئی حقیقت یا نئی صورت؟ کیونکہ درخت پر جو تبدیلی طاری ہوئی' وہ صرف صورت کی ہوئی۔ حقیقت تختے کی بھی وہی ہے جو درخت کی تھی۔ اب تختہ جلا دو' تختہ نابُود ہو گیا۔ راکھ پیدا ہو گئی۔ راکھ بھی اُڑا دو۔ راکھ نابُود ہو گئی' منتشر ذرات پیدا ہو گئے۔ مگر ان دونوں حالتوں میں بھی جو انعدام ہوا' وہ کسی چیز کا ہوا؟ محض صورت کا' اگر تم منتشر ذرّوں کا بھی تعاقب کر سکتے ہو تو کر دیکھو' صورت بدلتی جائے گی حقیقت کبھی معدوم نہیں ہو گی کیونکہ یہاں ہر گوشہ میں تبدّل صرف صورت کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' حقیقت کے لیے نہیں ہے۔

لیکن صورت کے اِس تبدّل کا سلسلہ کس نقطہ پر جا کر ختم ہوتا ہے؟ اس کا کھوج ہم آج تک نہ پا سکے۔ ہماری جستجو کا قافلہ ہمیشہ کی طرح اب بھی رواں ہے۔ ہم نے عرصہ تک عناصر کا خواب دیکھا' ہم مدتوں جُزءِ لَا یَتَجَزّٰی کی سراغ رسانی میں رہے۔ ہم نے دیمقراطیسی سالمات پر صدیوں تک اعتماد کیا۔ اب ہم الکٹرون کی مثبت اور منفی لہروں میں اسے دیکھ رہے ہیں اور نہیں جانتے کہ آگے بڑھیں گے یا یہیں رُکے رہیں گے' البتہ اِس آخری منزل نے حقیقت کا ایک نیا جلوہ آشکارا کر دیا ہے' یعنی یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مادہ کا آخری بقایا محض ایک جامد ذرّہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ حرکت و خواص حرکت کی ایک مشتعل قوت ہے' اور نہیں معلوم اِس نقطہ قوت میں فعل و انفعال کی کتنی دنیائیں پوشیدہ ہیں!

تبدّلِ صورت اور بقائے حقیقت سے استدلال :

قرآن کہتا ہے' جب تُم دیکھ رہے ہو کہ یہاں تبدّلِ صورت اور بقائے حقیقت کا قانون ہر گوشہ میں کام کر رہا ہے تو پھر تم نے کیسے سمجھ لیا کہ ایک انسانی ہستی وجود میں آ کر پھر مطلقاً" نابُود ہو جاتی ہے اور اس کی کوئی حقیقتِ جوہری باقی نہیں رہتی؟ فطرت کا جو قانون وجود و ہستی کے ہر گوشہ میں نافذ ہے' وہ زندگی اور روح کے لیے کیوں معطل ہو جائے؟ وہ انسان کی زندگی کے لیے کیوں معطل ہو جائے؟ جو کرۂ ارضی کی تمام مخلوقات کا ماحصل اور سلسلۂ تخلیق کا منتہا اور مقصود ہے؟ نہیں' یہاں کوئی ہستی بھی جو وجود میں آ جائے' نابود محض نہیں ہو جا سکتی۔ بلاشبہ اُس کی صورت مٹ جاتی ہے مگر حقیقت نہیں مٹے گی۔ اُس کی صورت پر ہزار تبدیلیاں طاری ہو جائیں' مگر بالآخر کوئی نہ کوئی حقیقت جوہری ضرور باقی رہے گی۔ وہ ایک دانۂ تخم کی طرح ہو' ایک نطفۂ پیدائش کی طرح ہو' ایک ذرۂ حیات کی طرح ہو' مگر ممکن نہیں موجود نہ ہو۔ وہ کسی نہ کسی حالت میں ضرور موجود رہتی ہے اور پھر جونہی بعث و اعادہ کی گھڑی آئے گی اور زندگی کا صُور پھونکا جائے گا' ہر انسانی زندگی اُس سے نمودار ہو کر اُٹھ کھڑی ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ئی۔ ٹھیک اسی طرح' جس طرح نطفۂ پیدائش سے شکمِ مادر میں' تخمِ نباتی سے آغوشِ ارضی میں اُٹھ کھڑی ہوتی ہے!

یہاں کوئی ہستی جو پیدا ہو جائے' پھر نابود نہیں ہو جاتی۔ وہ کسی مخفی نشیمن میں بنی رہتی ہے' اب اسے دوبارہ خلق کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف اٹھا دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نباتات کی ہستی ذراتِ تخم کے نشیمنوں میں سوئی رہتی ہے۔ جب نمود و بُروز کا موسم آتا ہے تو وہ نئی ہستیاں پیدا نہیں کر دیتا' سوئی ہوئی ہستیوں کو بیدار کر دیتا ہے' اسی طرح انسان کی ہستی بھی کسی نہ کسی ذرۂ تخم میں بند ہو کر سو رہتی ہے اور جب وقت آئے گا تو اُٹھ کھڑی ہو گی۔ تم اُسے دیکھتے نہیں' لیکن تم اور کتنی حقیقتوں کو دیکھ رہے ہو؟ تمہیں اُس کا پتہ نہیں' لیکن تم نے اور کتنی حقیقتوں کا پتہ لگایا ہے؟ تمہارے عدمِ ادراک سے حقیقت معدوم نہیں ہو جا سکتی۔ تم اگر اعتقادِ وجود کے لیے مشاہدۂ وجود کو شرط سمجھ لو گے تو تمہیں آدھی دنیا سے انکار کر دینا پڑے گا' تم نے اگر ایسا سمجھ لیا ہوتا تو آج حقائقِ مادیہ کی دو تہائی حقیقتیں غیر معلوم ہوتیں۔ تم عرفانِ حقیقت کی راہ میں صرف حواس کے سہارے چل نہیں سکتے۔ تمہیں ادراکِ عقلی کا سہارا پکڑنا پڑتا ہے۔ اور پھر جب یہ سہارا بھی جواب دے دیتا ہے تو تم رُک جاتے ہو اور انتظار کرتے ہو' تمہیں اس گوشہ میں بھی مان لینا چاہئے اور انتظار کرنا چاہئے۔

داسمِ ہستی کی گردش اور تقویمِ فطرت :

قرآن نے بعث و حشر کے معاملہ کا جس طرح ذکر کیا ہے' اور عالمِ نباتات کے اعادۂ حیات کی مقررہ گھڑی میں جس طرح اسے تشبیہ دی ہے' اس سے ایسا متبادر ہوتا ہے کہ تبدّلِ کائنات کے معاملہ کو بھی موسموں کی تبدیلیوں کا سا معاملہ تصور کرنا چاہئے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں' خزاں و بہار' خشک سالی و سیرابی' گرمی و سردی کے مختلف موسم آتے رہتے ہیں۔ اسی طرح تبدّلِ کائنات کا بھی ایک موسم ہے اور ہمارے سال کی طرح اُس کا بھی کوئی سال اور ہماری روز شماریوں کی طرح اُس کی بھی کوئی روز شماری ہو۔ لیکن ہم اپنی تقویم پر جو کائنات کے صرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حقیر کرہ کی سیر و گردش کا نتیجہ ہے' اُس کی تقویم کو قیاس نہیں کر سکتے۔ اُس کی مدت کوئی بڑی ہی طولانی مدت ہے۔ اِتنی طولانی کہ ہماری وقت شماری کا پچاس ہزار سال' اور اُس کا صرف ایک دن۔ ہمارے سال کے موسموں کی طرح اُس کا بھی ایک موسم ختم ہوتا اور دوسرا موسم شروع ہوتا ہے۔ یہاں جب حیاتِ ارضی کا موسم آتا ہے تو اس کی محرک اول بارش ہوتی ہے۔ بارش گرتی ہے اور امواتِ نباتات کو زندگی کا حکم مل جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جب سالِ کائنات کا وہ مقررہ موسم آئے گا تو بارش ہی کی طرح زندگی کا کوئی صُور پھونک دیا جائے گا اور بہ مجرّد حکم' تمام امواتِ انسانی اٹھ کھڑی ہوں گی"۔۔۔۲۶

ایک بڑی غلط فہمی :

جب کسی گروہ میں عمل اور حقیقت کی روح باقی نہیں رہتی تو ارتکاب معاصی میں چھُوٹ ہو جاتا ہے اور عمل کی جگہ محض خوش اعتقادی کی خود ساختہ سہاروں پر اعتماد کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ یہی حال یہودیوں کا ہوا جو سمجھتے تھے' ہم خدا کی پسندیدہ اُمّت ہیں۔ آتشِ دوزخ ہم پر حرام کر دی گئی ہے' اور یہی حال اب مسلمانوں کا ہو گیا ہے جو سمجھتے ہیں' ہم اُمّتِ مرحومہ ہیں۔ آتشِ دوزخ ہم پر حرام کر دی گئی ہے۔ اگر کچھ مواخذہ ہو گا تو کسی پیر کی مریدی' یا کسی وظیفہ کا ورد یا کسی خاص نمازِ نفل کی مداومت یا مجالسِ میلاد کا انعقاد اور عُرس کی شرکت بخشش و نجات کے لیے کافی ہے!۔۔۔۲۷

آخرت اور غفلت :

جس دل میں آخرت کا یقین ہو گا وہ زندگی کی غفلتوں سے کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا۔۔۔۲۸

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۴۸۰ تا ۴۸۱۔

۲۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۷۹۔

۳۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۴۷۴۔

۴۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۳۸۴، ۳۸۵۔

۵۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۱۴۸ تا ۱۴۹۔

۶۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۸۸۔

۷۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۲۷۲، ۲۷۳۔

۸۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۵۹۔

۹۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۸۸، ۸۹۔

۱۰۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۱۱۷۔

۱۱۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۷۳۔

۱۲۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۵۳۳۔

۱۳۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۵۱۳۔

۱۴۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۱۲۷، ۱۲۸۔

۱۵۔ ترجمان القرآن، ج ۱، ص ۴۵، ۱۴۶۔

۱۶۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۸۳، ۳۸۴۔

۱۷۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۴۷۵، ۴۷۶۔

۱۸۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۵۲۔

۱۹۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۸۔

۲۰۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۳۰ (آل عمران ۸۷ تا ۸۹)۔

۲۱۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۵۳۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۱۷۶ تا ۱۷۸۔

۲۳۔ آل عمران ۷۔

۲۴۔ آل عمران ۷۔

۲۵۔ الانبیاء (۲۱: ۱۰۴)۔

۲۶۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۵۱۹ تا ۵۲۳۔

۲۷۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۴۲۔

۲۸۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۶۰۔

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ

۱۔ دعوتِ دین

خدا فراموشی کیوں؟ :

"اگر تم کو آنکھیں دی گئی تھیں تو اسی لیے تاکہ تم اُس کو دیکھو' اگر تُم کو دل گیا گیا تھا تو اس لیے تاکہ صرف اُسی کو پیار کرو' اگر تم کو آنسو دیئے گئے تھے تو اسی لیے تاکہ صرف اُسی کی یاد میں بہاؤ اور اگر تمہاری پیشانی بلند کی گئی تھی تو صرف اس لیے تاکہ اُسی کے آگے جھکاؤ' پر آہ' تمہاری زبانیں اُس کی حمد کے زمزموں سے محروم ہو گئیں' تمہارے دل اُس کی محبت کے نہ ہونے سے اُجڑ گئے' تمہاری روحوں میں اُس کی چاہت کی جگہ غیروں کی چاہتیں بھر گئیں' تمہارے قدم اُس کی طرف بڑھنے سے بوجھل ہو گئے اور تمہاری آنکھوں میں اُس کے عشق کے درد و غم کے لیے ایک قطرۂ اشک بھی باقی نہ رہا!" ۱

"تمہارے خدا نے تمہارے ساتھ کوئی سی برائی کی تھی کہ تم نے اُسے چھوڑ دیا' اور اُسے چھوڑ کر کون سی دولت و نعمت ہے جو تمہیں ہاتھ آ گئی؟ خدا سے بڑھ کر وہ اور کون حسین ہے جس کے حُسن نے تم کو خدا سے چھین لیا' اور اُس سے بڑھ کر کس کے پاس محبت اور پیار ہے جس کی زنجیریں تمہارے پاؤں میں پڑ گئیں' تم غیروں کے پاس جاتے ہو تاکہ ٹھوکریں کھاؤ' پر خدا کے پاس نہیں دوڑتے تاکہ وہ تمہیں پیار کرے؟" ۲

عمل کا پہلا قدم :

"تمہارے سفرِ عمل کا پہلا قدم یہ ہے کہ توبہ کرو۔ اپنی تمام قوتوں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاقتوں کے ساتھ خدا کے آگے جھک جاؤ' اُس کی سرکشی اور بغاوت چھوڑ دو' اُس کے عشق اور محبت کو اِس قدر پیو کہ بدمست ہو جاؤ اور اُس کے آگے اِس طرح گرو اور اِس طرح روؤ اور اِس قدر تڑپو کہ اُسے تم پر پیار آ جائے' اور وہ تمہیں پہلے کی طرح پھر اپنی گود میں اُٹھا لے اور سب کچھ تمہیں کو دے دے' جس طرح کہ سب کچھ تمہیں کو اُس نے بخش دیا تھا"۔۳

اطاعتِ خداوندی :

"یاد رہے کہ ہر اطاعت کے لیے ایک سرکشی' ہر وفاداری کے لیے ایک دشمنی' اور ہر عاجزی کے لیے ایک غرور' اور تمرّد لازمی ہے۔ آپ ایک آقا کے نوکر ہو نہیں سکتے' جب تک کہ اور تمام آقاؤں سے انکار نہ کر دیں گے' زید سے اگر آپ کو محبت ہے تو اِس کے یہ معنی ہیں کہ اُس کے تمام دشمنوں کے آپ دشمن ہوں گے۔ ایک چوکھٹ پر جب ہی سَر جُھک سکتا ہے جب اور تمام جُھکانے والی چوکھٹوں پر سے مغرورانہ گزر جائے۔ جب آپ نے کہا کہ مَیں روشنی ہی کو پسند کرتا ہوں تو ضمناً" اِس کا بھی اقرار کر لیا کہ تاریکی سے مُتنفّر ہوں۔ آپ ایک ہی جانب اپنا منہ نہیں کر سکتے جب تک اور ہر طرف سے اپنا منہ نہ پھیر لیں' اور ہر ایک طرف ہی سے اپنا رشتہ جوڑ نہیں سکتے' جب تک ہر طرف سے رشتے کاٹ نہ لیں۔

پس خدا اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کے لیے پہلی چیز یہ ہے کہ اُس کے سوا اور جتنی قوتیں اپنی اطاعت کی طرف بُلاتی ہیں اُن سب سے باغی ہو جائے اور اُس کے جھکنے سے پہلے اور تمام جھکانے والوں کے آگے مغرور ہو جائے جو لوگ اُس کی اطاعت کے مدعی ہیں اُن کو اطاعت سے پہلے سرکشی کا' وفاداری سے پہلے بغاوت کا' اور دوستی سے پہلے دشمنی کا ثبوت دینا چاہیے۔ اُن کو آزمائش میں پڑ کر ثابت کرنا چاہیے کہ خدا کی وفاداری کے لیے اُنہوں نے کِن کِن قوتوں سے بغاوت کی ہے؟ اور اُس کی محبت کے پیچھے کس کس کو اپنا دشمن بنایا ہے؟ وہ حکومتِ الٰہی کے مقابلے میں اپنا تختِ تسلّط بچھانے والی قوتِ شیطانی' جو انسانوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا سے چھین کر اپنا مطیع و منقاد بنانا چاہتی ہے' اور جس کے مظاہر تمہارے اندر اور باہر' دونوں جگہ موجود ہیں' مدّعیانِ اطاعتِ الٰہی کے لیے دنیا میں اصلی اور پہلی آزمائش ہے۔ کوئی ہستی خدا کی مطیع ہو نہیں سکتی' جب تک اس قوت اور اس قوت کے تمام مظاہر سے باغی و متمرد نہ ہو جائے۔ سب سے بڑا قوتِ ابلیس کا مظہر نفسِ انسانی اور قوائے بہیمیہ کی قوائے ملکوتیہ سے ایک دائمی جنگ ہے۔ پھر انسان سے باہر طرح طرح کی ضلالتوں اور باطل پرستیوں کے تخت بچھے ہوئے ہیں اور خود انسانوں کے بے شمار غول ہیں جنہوں نے شیطان کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس طرح اس کی اطاعت میں اپنے تئیں فنا کر دیا ہے کہ ان کا وجود از سر تا پا پیکرِ شیطانی' اور مجسّمۂ ابلیسی بن گیا ہے۔ ان میں سے ہر قوتِ شیطانی انسان کو اپنے آگے مرعوب دیکھنا چاہتی ہے۔ کہیں دولت اور مال و جاہِ دنیوی' شیطان کا نشیمن ہے۔ کہیں غرورِ علم و فضل کے اندر سے شیطان جھانک رہا ہے' کہیں مذہبی پیشواؤں کی جماعتیں اس کا مرکبِ فساد بن گئی ہیں اور کہیں جماعتی تسلّط اور قوت نے اپنی دعوتِ ضلالت کی باگ اُس کے ہاتھ میں دے دی ہے۔ حکومتوں اور گورنمنٹوں کا قہر و استبداد بھی ایک بہت بڑا مظہرِ ابلیس ہے اور ننگ و ناموسِ دنیوی اور محبتِ اہل و عیال کی زنجیروں کے اندر بھی اسی کے تعبّد و انقیاد کی کشش مخفی ہے۔

پس مقام "مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ" کے حاصل کرنے کے لیے اوّلین شرط یہ ہے کہ انسان اِن تمام طاقتوں کی اطاعت سے یکسر باغی اور سرکش ہو جائے اور اِن کی عظمت و جبروت کے اثر سے اپنے دل کو آزاد کر دے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ جہاں تک طلبِ صادق کی قوت اور توفیقِ الٰہی کی ہمت اس کا ساتھ دے' اِن تمام مظاہرِ شیطانیہ کے مقابلے میں ایک مغرورانہ جہاد کا اعلان کر دے' اور تعبدِ الٰہی کی تلوار لے کر فاتحانہ اٹھ کھڑا ہو۔ ضلالت اور گمراہی کا بتکدہ جہاں دیکھے' حق اور صداقت کی ضرب سے پاش پاش کر دے۔ دولت' دنیا میں ہمیشہ سے شیطان کی سیر و سیاحت کا سب سے بڑا مرکب رہی ہے' اور ضلالت کی تاریکی نے چاندی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سونے کی دیواروں کے اندر ہمیشہ اپنا گھر بنایا ہے۔

پس ہر اُس غرور اور اِدّعا کو جو دولت اور عزّ و جاہِ دنیوی سے پیدا ہو' شیطان کا بُت یقین کرے اور خدا کی عزّت کی خاطر جہاں تک ممکن ہو' اسے ذلّت سے ٹھکرا دے۔ حکومتوں کا استبداد' علمائے سَوء اور مذہبی پیشواؤں کا استیلاء' دنیوی رہنماؤں اور جماعتی حکمرانوں کا قہر و تسلّط' رسم و رواج اور سوسائٹی کے دباؤ کی بندش' یہ تمام چیزیں بھی شیطان ہی کے تخت کے سائے میں نشو و نما پانے والی ہیں' اور اِن کی قوت بھی "مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطَانٍ" میں داخل' پس خدا کی محبت کے لیے اِن سب کا دشمن ہو جائے اور اُس کے نام کی عزّت کو بلند کرنے کے لیے اِن سب کو ذلیل و رُسوا کرے۔ اپنی زبان کو' اپنے دماغ کو' اور اپنی تمام قوّتوں کو وقف کر دے تاکہ جو اطاعتِ الٰہی سے سرکش انسان حق و صداقت کی عزت کو دنیا میں تاراج کر رہے ہیں' اُن کی عزتِ باطلہ کے تاراج و غارت کرنے کا وہ ذریعہ بنے۔ اُس کی زبان' حق کی زبان ہو اور قدم' حق کے قدم ہوں۔ زبان سے اُن کی تحقیر و تذلیل کرے' اور پاؤں سے اُن کے مغرور سَروں کو کچلے۔ جب اِس منزلِ امتحان سے وہ گزر جائے گا' اُس وقت اللہ اور اُس کے رسولؐ کا مطیع ہو گا۔ کیونکہ جو اللہ کا مطیع ہو' ضرور ہے کہ شیطان سے باغی ہو۔

۴۔

مقامِ عزیمت :

"بڑوں بڑوں کا عذر یہ ہوتا ہے کہ وقت ساتھ نہیں دیتا اور سروسامان و اسبابِ کار فراہم نہیں۔ لیکن وقت کا عازم و فاتح اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر وقت ساتھ نہیں دیتا تو مَیں اُس کو ساتھ لوں گا۔ اگر سروسامان نہیں تو اپنے ہاتھوں سے تیار کر لوں گا۔ اگر زمین موافق نہیں تو آسمان کو اُترنا چاہئے۔ اگر آدمی نہیں ملتے تو فرشتوں کو ساتھ دینا چاہئے۔ اگر انسانوں کی زبانیں گونگی ہو گئی ہیں تو پتھروں کو چیخنا چاہئے۔ اگر ساتھ چلنے والے نہیں تو کیا مضائقہ؟ درختوں کو دوڑنا چاہئے۔ اگر دشمن بیشمار ہیں تو آسمان کی بجلیوں کی بھی کوئی گنتی نہیں۔ اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکاوٹیں اور مشکلیں بہت ہیں تو پہاڑوں اور طوفانوں کو کیا ہو گیا کہ وہ راہ صاف نہیں کرتے؟ وہ زمانے کا مخلوق نہیں ہوتا کہ زمانہ اس سے اپنی چاکری کرائے' وقت کا خالق اور عہد کا پالنے والا ہوتا ہے' اور زمانے کے حکموں پر نہیں چلتا بلکہ زمانہ آتا ہے تاکہ اُس کی جنبشِ لب کا انتظار کرے۔ وہ دنیا پر اِس لیے نظر نہیں ڈالتا کہ کیا کیا ہے جس سے دامن بھر لوں؟ وہ یہ دیکھنے کے لیے آتا ہے کہ کیا کیا نہیں ہے جس کو پُورا کروں"۔۔۵

"موجودہ وقت اور اِس کی تاریکیوں کو دیکھو' اور پھر ہر طرف روشنی اور روشنی دِکھلانے والوں کی نایابی پر ماتم کرو۔ خدمت گزاروں کی پکار اور ہر طرف مزدوروں کی ڈھونڈ ہے مگر مزدور کہیں نہیں ملتے۔ آج ایک مٹی کے ٹوکرے اور گری ہوئی دیوار پر ایک اینٹ رکھ دینے کے معاوضے میں اشرفیوں اور ہیروں کی قیمت مل رہی ہے۔ کیونکہ کام کرنے والے جتنے کم ہوں گے اتنی ہی کام کی مزدوری بھی بڑھ جائے گی"۔۔۶

"خزانہءِ سعادت لٹنے کے لیے کھُل چُکا اور شرف و مراتب کا دروازہ ہر رہرؤ کے لیے باز' کون ہے جو اُس کے خزانوں کو لوٹتا اور اُس دولت و کامرانی سے مالا مال ہوتا ہے' جس کے لیے نہیں معلوم اچھے وقتوں میں کیسے کیسے اربابِ طلب بے قراریوں کے آنسو بہا چکے ہیں اور آرزوؤں سے بھری ہوئی دعائیں مانگ چکے ہیں؟"۔۔۷

☆ ○ ☆ ○ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ افسانۂ ہجر و وصال، ابو الکلام، لاہور، ۱۹۳۵ء، ص ۲۲۔

۲۔ افسانۂ ہجر و وصال، ابو الکلام، ص ۲۰۔

۳۔ افسانۂ ہجر و وصال، ص ۱۹۔

۴۔ مضامینِ الہلال، ابو الکلام آزاد، ادبستان، لاہور ۱۹۶۱ء، ص ۴۵ تا ۴۸۔

۵۔ "تذکرہ" ابو الکلام، البلاغ پریس کلکتہ ۱۹۱۹ء۔
حدیث میں ہے کہ "مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَہِیْدٍ" یعنی جو شخص میری اُمّت کے عام بگاڑ کے زمانے میں میرے طریقے پر چلے گا، اُس کو سَو شہیدوں کے برابر اجر و انعام ملے گا۔ (مرتب)

۷۔ "تذکرہ" ص ۲۵۰ تا ۲۵۱۔

☆ ○ ☆ ○ ☆

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ دعوتِ حق کی پکار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا دنیا میں جس طرح بہار و خزاں کے موسم آتے ہیں، ربیع و خریف
کی ہوائیں چلتیں، اور جاڑے اور گرمیوں کا سورج بدلتا ہے، اسی طرح
دلوں کی شورشوں کا بھی کوئی موسم ہے؟ روحوں کی بے قراری کی بھی کوئی فصل
ہے؟ دیوانگی اور سراسیمگی کا بھی کوئی وقت ہے، جس کی ہوائیں چلتی ہیں اور
جن کے بادل نمودار ہوتے ہیں؟ میں نہیں جانتا کہ ایسا ہو۔ مگر میں پاتا
ہوں کہ میرے دل کی دیوانگی ٹھہر ٹھہر کے اٹھتی اور میرے روح کی شورش
گذر گذر کے لوٹتی ہے۔ میں کچھ عرصہ سے اس دریا کی مانند جو اتر گیا ہو،
چپ تھا، لیکن اس سمندر کی مانند جس کی تہ سے موجیں جوش مار رہی
ہوں، پھر آہوں سے بھر گیا ہوں، فریادوں سے معمور ہو گیا ہوں، شورشوں
سے لبریز ہو گیا ہوں، اور دیوانگیوں کے سر جوش سے میرا ساغر ضبط چھلک
گیا ہے۔ آج مجھے پھر اس خاک کی تلاش ہے جس کو اپنے سر و چہرہ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوڑھ سکوں۔ پھر ان کانٹوں کی جستجو ہے جن کو اپنے دل و جگر میں چبھو سکوں۔
میں دیوانوں کا متلاشی ہوں اور مجھے بیماری کی وابستگی کی ضرورت ہے۔
میں ہوشیاری سے اُکتا گیا اور تندرستی نے مجھے عاجز کر دیا۔ آہ میں چاہتا
ہوں کہ جی بھر کے روؤں اور جس قدر چیخ چیخ کر نالہ و فریاد کر سکتا ہوں،
کرتا رہوں، میری چیخیں تمہارے عیش و نشاط کو مکدر کر دیں، میرا نالہ و بکا
تمہارے عیش کدوں کو ماتم کدہ بنا دے، میری آہوں سے تمہارے دلوں
میں ناسور پڑ جائیں، میری شورشِ غم سے تمہارے چہروں کی مسکراہٹ
معدوم ہو جائے۔ میں تم کو غم و ماتم سے بھر دوں۔ میں تم کو درد و حسرت
کا پُتلا بنا دوں۔ تمہاری آنکھیں ندیوں کی طرح بہ جائیں، تمہارا دل تنور
کی طرح بھڑک اُٹھے۔ تمہاری زبانیں دیوانوں کی طرح چیخ اُٹھیں، اور
تمہاری غفلتِ عیش اور بے دردیٔ نشاط کی وُہ بستی جو مُدتوں سے برابر
آباد چلی آتی ہے اس طرح اُجڑ جائے کہ پھر وہ کبھی آباد نہ ہو۔

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی نیند اگر موت کی نیند نہ ہو، تو
کبھی نہ کبھی ضرور ختم ہوتی ہے، اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ سونے والا کبھی نہ
جاگے۔ پھر بعضوں کی نیند ایسی ہوتی ہے کہ اک ذرا سی آواز اُن کو جگا دینے
کے لئے کافی ہوتی ہے۔ بعض کی ان سے سخت ہوتی ہے تو ان کے لئے
چیخنے اور شور مچانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض ان سے بھی زیادہ غفلت
کی نیند سونے والے ہوتے ہیں تو ان کو جھنجھوڑنے اور ہلانے کی ضرورت ہوتی
ہے اور سونے والے کے جاگ اُٹھنے کے لئے یہ بھی بے کار ہو۔ تو پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا کہ بھونچال آجائے، آتش فشاں پہاڑ پھٹ اٹھیں۔ پہاڑوں کے ٹکرانے کے دھماکوں سے کان کے پردے ریزہ ریزہ ہو جائیں اور پھر بھی نیند کے متوالے آنکھیں نہ کھولیں۔

سو یقین کرو کہ خدا کا بھی اپنے بندوں کے ساتھ ایسا ہی حال ہے۔ اس کی صدائیں اٹھتی ہیں تاکہ غفلت کے سرشار آنکھیں کھولیں۔ اگر اس پر بھی کروٹ نہیں بدلتے، تو ہر طرف شور و غل مچنے لگتا ہے تاکہ سونے والوں کی نیند ٹوٹے۔ اگر اس پر بھی نیند نہیں ٹوٹتی تو ہاتھ نمودار ہوتے ہیں اور وہ جھنجھوڑ جھنجھوڑ کے اٹھاتے ہیں کہ صبح آگئی اور آفتاب کی کرنیں دیواروں سے اتر کر صحنوں اور میدانوں میں پھیل گئیں۔ اب بھی اٹھ جاؤ اور اب بھی اس دن کو اپنے ہاتھ سے نہ کھو دو جو جا کر پھر واپس نہیں آئے گا۔ لیکن آہ، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس جھنجھوڑنے پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں اور نیند کے متوالے کروٹ نہیں بدلتے تو پھر دھماکے ہوتے ہیں۔ زلزلے آتے ہیں، زمینیں پھٹنے لگتی ہیں اور صداؤں اور آوازوں کی ہولناکیوں سے تمام دنیا بھر جاتی ہے۔ سو یہ بھی سب کچھ اسی لئے ہوتا ہے تاکہ کسی طرح انسان جاگے اور اب بھی آنکھیں کھول دے۔ اگر اس پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں تو پھر خدا کا فرشتہ پکار اٹھتا ہے کہ:

اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ ۚ وَ	یہ زندوں کی آبادی نہیں بلکہ
مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ	مُردوں کی بستی ہے۔ وہ اٹھنے
يُبْعَثُوْنَ - (۱۶:۲۱)	اور اٹھائے جانے کی گھڑی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بالکل غافل پڑے ہیں۔

پس تنبّہ اور ہوشیاری کی تمام تدبیر ہو چکیں، اور ایک سوتے ہوئے کو جگانے کے لئے جو کچھ کیا جا سکتا ہے، وہ سب کچھ کیا جا چکا، پر افسوس کہ تمہاری آنکھیں اب تک بند ہیں، تمہاری غفلت کا نشہ کسی طرح نہیں اُترتا، اور تمہاری موت کی نیند کسی طرح بھی نہیں ٹوٹتی۔ دنیا میں انسان کے لئے عقل و بصیرت ہے، عقلاء کی دانائیاں ہیں، ہادیوں کی ہدایتیں ہیں۔ واعظوں کے وعظ ہیں، خدا کے مقدّس فرشتے ہیں، اور رسولوں کی سنائی ہوئی تعلیمات ہیں، پھر حوادث و تغیّرات ہیں، انقلابات و تبدّلات ہیں، آثار و علائم ہیں، استنباط و استشہاد ہے، لیکن آہ، وہ قوم جس کی غفلت کے لئے یہ سب کچھ بیکار ہے! نہ تو دنیا کے گذرے ہوئے واقعات میں اس کے لئے کوئی اثر ہے، نہ حال کے حوادث و تغیّرات میں اس کے لئے کوئی پیغام ہے، نہ اللہ کے کلام سے ڈرتی اور کانپتی ہے، اور نہ بندوں کی ہدایتوں سے عبرت پکڑتی ہے:

وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝

(الانعام: ۴)

اللہ کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی بھی ایسی نہ آئی جس کو دیکھ کر انہوں نے عبرت پکڑی ہو اور غفلت و سرکشی سے باز آ گئے ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ بسا اوقات ایسا نظر آتا ہے کہ جس قدر عبرت کی صدائیں جگانا چاہتی ہیں، اتنی ہی اس کی نیند زیادہ گہری ہوتی جاتی ہے۔

وَ لَقَدْ جَاءَهُمْ	اور بلاشبہ ان کے پاس ایسی
مِنَ الْاَنْبَاءِ مَا	خبریں آچکی ہیں جن میں بڑی ہی
فِيْهِ مُزْدَجَرٌ	تنبیہ اور ہوشیاری ہے اور
حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ	بہت ہی بڑی گہری حکمت و
فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ۔	دانائی پر افسوس کہ حوادث و
(القمر: ۴، ۵)	انقلاب کی یہ ڈراؤنی ہدایت
	بھی ان کی بیداری کے لئے
	کافی نہ ہوئی۔

دُنیا میں سب سے پہلے انسان کے آگے تاریخ دنیا کے گذرے ہوئے واقعات آتے ہیں اور انہی سے انسان تجربہ کی دانائی اور بصیرت حاصل کرتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ ہمیشہ ایک ہی طرح کے واقعات ظاہر ہوتے، ایک ہی طرح کے اعلانات کئے گئے، ایک ہی طرح کی حالتیں طاری ہوئیں اور ایک ہی طرح کے نتائج نکلے۔ پس تجربہ استقراء اسے بتلا دیتا ہے کہ اب بھی ہمیشہ جب کبھی ویسی حالتیں پیدا ہوں گی تو ویسے ہی نتائج نکلیں گے، اور اگر آگ کے شعلوں نے ہمیشہ انسان کے جسم کو دُکھ دیا ہے تو ایسا کبھی نہ ہوگا کہ آگ کے شعلوں میں کُود کر کوئی ٹھنڈک پائے۔

سو اگر تمہاری نیند سونے والوں کی نیند ہوتی، بے رُوح لاش کی نیند نہ ہوتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو تمہارے جاگنے کے لئے تاریخ کی آواز بس کافی تھی۔ تمہارے آگے نوعِ بشری کی پوری تاریخ موجود ہے، ہزاروں ملکوں اور قوموں کے تجربے موجود ہیں، ہزاروں آثار و اطلال ہیں اور زمین کے سد ہا گوشے گذرے ہوؤں کی عمارتوں سے اور مٹے ہوؤں کے کھنڈروں سے رُکے ہوئے ہیں، تو تم ان سب کے پاس جاؤ اور ان سب سے پوچھ دیکھو کہ دنیا میں کوئی قوم بھی معصیت کر کے زندہ رہی ہے اور ان کا کوئی گروہ بھی خدا سے بھاگ کر بچ سکا ہے؟ کبھی ایسا ہوا ہے کہ خدا کے قانونوں پر چل کر قومیں تباہ ہوئی ہوں، اور اس کے قانون کو توڑ کر انہوں نے خوشحالی اور ہمیشگی پائی ہو۔

اقوام کو چھوڑ دو، افراد کی تلاش کرو۔ جب سے زمین بنی ہے، آج تک ایک انسان بھی اس کی گود میں ایسا پلا ہے جس نے غفلت و اعراض کر کے زندگی پائی ہو اور خدا کے قانونوں کو توڑ کر خوشحالی و مراد حاصل کی ہو؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کیا ہے کہ تم زہر کھا رہے ہو اور امیدوار ہو کہ تمہیں زندگی ملے، اور تم نے شیروں کے بھٹ کی راہ اختیار کی ہے اور سمجھتے ہو کہ انسانوں کی آبادی میں تم پہنچ جاؤ گے؟:

اَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ	کیا انہوں نے ان لوگوں کا
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	حال نہیں سنا جو ان سے پہلے
قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ	گذر چکے ہیں۔ مثلاً قوم نوح
ثَمُوْدَ، وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ	عاد، ثمود، قوم ابراہیم اصحاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَصۡحٰبِ مَدۡيَنَ وَالۡمُؤۡتَفِكٰتِ‌ؕ	مدین، اور وہ لوگ جن کی
اَتَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ	بستیاں اُلٹ دی گئی ہیں؟
بِالۡبَيِّنٰتِ‌ فَمَا كَانَ	ان سب کے پاس اللہ کے رسول
اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ وَ	آئے اور راہِ حق کی نشانیاں
لٰـكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ	انہیں دکھلائیں لیکن انہوں
يَظۡلِمُوۡنَ (التوبہ: ۹: ۷۰)	نے بدعملیوں کی راہ اختیار کی

اور اس کی پاداش میں مٹا دیئے گئے۔ سو اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا مگر ان بدبختوں نے خود ہی اپنی ہلاکت چاہی۔

اگر گذرے ہوئے واقعات و حوادث میں بھی تمہارے لئے کوئی آواز نہیں تو پھر خود تمہاری آنکھوں کے سامنے گذرنے والے حوادث و تغیرات ہیں اور ان کی زبان سب سے زیادہ چیخنے والی اور سب سے زیادہ دلوں کے اندر گھر کر جانے والی ہے:

اَوَلَا يَرَوۡنَ اَنَّهُمۡ	آیا نہیں دیکھتے کہ کوئی برس
يُفۡتَنُوۡنَ فِىۡ كُلِّ	کبھی ایسا نہیں گذرتا کہ ایک
عَامٍ مَّرَّةً اَوۡ مَرَّتَيۡنِ	بار یا دو بار بلاؤں میں نہ ڈالے
ثُمَّ لَا يَتُوۡبُوۡنَ وَلَا	جاتے ہوں۔ پھر بھی ان کی
هُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ۔	غفلت کا یہ حال ہے کہ نہ
(التوبہ: ۱۲۶)	تو توبہ کرتے ہیں اور نہ ایسی بلا
	سے نصیحت پکڑتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر وہ تمام حوادث و تغیرات جن سے تمہاری زندگی کا ہر سال اور ہر ماہ بلکہ ہر طلوع و غروب معمور تھا، تمہارے سمجھنے اور بیدار ہو جانے کے لئے کافی نہ تھے، تو آہ، کیا خدائے قدوس کی وہ سب سے آخری کڑک اور اس کے قانونِ تعذیبِ اُمم کی وہ سب سے کپکپا دینے والی اور عقلوں اور ہوشوں کو مبہوت کر دینے والی گرج بھی تمہیں نہیں جگاتی جس کے زلزلہ انگیز دھماکوں سے پہاڑوں کی چوٹیاں ہل گئیں، اور قریب ہے کہ زمین دھنس جائے اور سمندروں سے مچھلیاں رونے اور ماتم کرنے کے لئے اُبھر آئیں؟

كَلَّا وَالْقَمَرِ، وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ، وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ، إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ، نَذِيرًا لِلْبَشَرِ، لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ (المدثر ۳۲ تا ۳۷)

بے شک چاند جب نکل آیا، رات جبکہ ختم ہو گئی اور دن جبکہ روشن ہو گیا، کیا یہ حادثہ بڑے بڑے انقلابات میں سے ایک بڑا ہی انقلاب ہے اور غافل انسان کی غفلتوں کے پاداش سے سخت ڈرنے والا ہے۔ تو تم میں سے جو بڑھنا چاہے اس کے لئے اب بڑھنا ہے، اور جو پیچھے ہٹنا چاہے، اس کیلئے غافل رہ کر تباہ ہونا۔

پھر اگر تم اس لئے نہیں اٹھتے تھے کہ جب تک زلزلے نہ آئیں گے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں اُٹھو گے اور جب تک آتش فشاں پہاڑ نہیں پھٹیں گے، آنکھ نہیں کھولو گے، اور جب تک پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی موجوں کے اندر سے چیخ نہیں اُٹھے گی، کانوں کو نہیں کھولو گے، تو آہ، یہ کیا ہے کہ زلزلے بھی آچکے اور تم نے کروٹ نہ لی؟ آتش فشانیوں کی ہولناکیوں سے زمین چیخ اُٹھی اس پر بھی تم باخبر نہ ہوئے؟ اب اور کس بات کے منتظر ہو، اور کیا چاہتے ہو کہ آسمان پھٹ جائے اور آفتاب کے پُرزے پُرزے ہو جائیں اور کرۂ ارضی دھواں بن کر اُڑ جائے۔

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۔ فَقَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ (۴۷ : ۱۸)

پھر کیا یہ لوگ آخری فیصلہ کر دینے والی گھڑی کے منتظر ہیں کہ اچانک ان پر آ نازل ہو؟ سو اگر اسی کا انتظار ہے تو اس کی نشانیاں تو آ چکیں اور جب وہ گھڑی آجائے گی تو اس وقت ان کے لئے کیا ہوگا؟

آفتاب کو ہمیشہ اُس کی کرنوں میں دیکھا جاتا ہے اور دھوئیں کو دیکھ کر مسافر پا لیتا ہے کہ آگ جل رہی ہے۔ اسی طرح خدا کا جلال بھی ہمیشہ اپنی نشانیوں اور آیتوں کے اندر سے دیکھا گیا ہے، اور ہمیشہ اس نے اپنے آفتاب جمال کی چمک بدلیوں کے نقاب میں دکھائی ہے۔ پس وہ جو ہمیشہ آیا ہے اور جس نے ہمیشہ مغرور و غافل انسان کو ماننے اور قبول کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے مجبور کر دیا تھا، آج بھی آ گیا، اور آنکھیں رکھنے والوں کے لئے اس نے اپنے چہرے پر سے اچانک نقاب اُلٹ دی۔ پھر اگر اب بھی تم نہیں دیکھتے اور اب بھی تم اس کے آگے جھکنے کے لئے نہیں گر جاتے، تو شاید تم منتظر ہو کہ وہ انسانوں کی طرح تمہارے سامنے آ کر کھڑا ہو جائے، اور سورج کی کرنوں کے تخت پر بیٹھ کر آسمان سے اس طرح اُتر پڑے کہ تم انگلیوں سے ٹٹول کر اس کو چھوؤ، اور اپنے کانوں کو اس کے مُنہ سے لگا دو تاکہ وہ آوازوں اور حرفوں کے اندر بول دے کہ میں خداوند خدائے تمہارا ہوں، اور جیسا کہ ہمیشہ سے ہوں، اسی طرح اب بھی موجود ہوں، مجھے مان لو اور مجھ سے انکار نہ کرو:

قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ	اور ان لوگوں نے کہ خدا کے
لِقَاءَنَا لَوْلَا اُنْزِلَ	لِقا کی اُمید نہیں رکھتے کہا اگر
عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ	جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہے تو کیوں
نَرٰى رَبَّنَا ؕ	نہیں ہم پر فرشتے اتارے گئے
(الفرقان : ۲۱)	اور کیوں ایسا نہ ہُوا کہ ہمارا

پروردگار آسمان سے اُترتا اور ہم اسے دیکھ لیتے۔

سو اگر واقعی اسی کے منتظر ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تمہارا انتظار کبھی ختم نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ خدا کی جگہ اس کا آخری عذاب اُترے گا اور تم کو دردناکیوں اور سوختنیوں کی بشارت دے گا:

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ	جس دن اللہ کے فرشتے نظر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝ (الفرقان : ۲۲)

آئیں گے تو اس دن مجرموں کے لئے کوئی بشارت نہ ہو گی کہ وہ صالحوں کی طرح اس کا انتظار کریں۔

ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے اور ہمیشہ اس دن کے منتظر رہنے والوں نے اپنے انتظار کا ایسا ہی جواب پایا ہے۔

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ قُلْ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ (یونس : ۱۰۲)

پس کیا یہ لوگ بھی ویسے ہی دنوں کے منتظر ہیں جیسے ان سے پہلے قوموں پر آ چکے ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو کہہ دو کہ اچھا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔

آنکھیں دیکھنے کے لئے ہیں، کان سننے کے لئے ہیں، اور دل پہلو میں رکھا گیا ہے تاکہ تڑپے اور بے قرار ہو۔ لیکن وہ سب کچھ تمہارے لئے بے کار ہے جس کو آنکھ دیکھتی ہے اور وہ سب آوازیں بے اثر ہو گئی ہیں جو کانوں سے سنائی دیتی ہیں، اور وہ تمام فکریں اور عبرتیں ڈوب گئی ہیں جن سے دل تڑپتے اور روحیں بے قرار ہوتی ہیں۔ پس جو کچھ کیا جائے لاحاصل ہے، اور جو کچھ کہا جائے بیکار ہے۔ آہ، تم غافل ہو گئے ہو تم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر موت کا پنجہ چل گیا ہے، تم گمراہی کے قبضے میں آ گئے، تمہارے احساس فنا ہو گئے، اور تمہارے دل کی دانائی میٹ دی گئی، اگر ایسا نہ ہوتا تو جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ایسا تھا کہ اندھے بینا ہو جاتے۔ لنگڑے چلنے لگتے، گونگوں کی چیخ سے دنیا ہل جاتی، اور لوگوں کے ہاتھ شیروں کی پنجوں کی طرح طاقتور ہو جاتے آہ، تمہاری غفلت سے بڑھ کر آج تک دنیا میں کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوئی، اور تمہاری نیند کی سنگینی کے آگے پتھروں کے دل چھوٹ گئے۔ آہ، تم ایسے نہ تھے، پھر تم ان لوگوں کی طرح کیوں ہو گئے جن کے لئے خدا کا رسول ماتم کرتا تھا؟

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا	ان کے پاس دل ہیں مگر سوچتے
يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ	نہیں، ان کے پاس آنکھیں
أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ	ہیں مگر دیکھتے نہیں، ان کے
بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا	پاس کان ہیں مگر سنتے نہیں
يَسْمَعُونَ بِهَا، أُولَٰئِكَ	وہ مثل چارپایوں کے ہو گئے
كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ	بلکہ ان سے بھی بدتر، اور یہی
أَضَلُّ - أُولَٰئِكَ هُمُ	ہیں کہ غفلت میں ڈوب گئے
الْغَافِلُونَ (الاعراف: ۱۷۸)	ہیں!

آہ کوئی نہیں، سب گمراہ ہو گئے، سب نکمے نکلے، سب غافل ہو گئے، سب پر نیند کی موت چھا گئی، سب نے ایک ہی طرح کی ضلالت پالی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب ایک ہی طرح کی تباہیوں پر ٹوٹے، سب نے خدا کو چھوڑ دیا، سب نے اس کے عشق سے مُنہ موڑ لیا، سب نے اس کے رشتے کو بٹہ لگایا، سب غیروں کے ہو گئے، سب نے غیروں کی چوکھٹوں کی گرد چھانی، اور سب نے ایک ساتھ مل کر گندگیوں اور ناپاکیوں سے پیار کیا، آہ، سب نے عہد باندھا کہ ہم ایک ہی وقت میں گمراہ ہو جائیں گے، اور سب نے قسم کھائی کہ ہم ایک ہی وقت میں خدا کی پکار سے بھاگیں گے، آہ، سب اُس سے بھاگ گئے، سب نے اُس سے غول در غول بن کر بے وفائی کی! کوئی نہیں جو اُس کے لئے روئے، کوئی نہیں جو اس کے عشق میں آہ و نالہ کرے، اُس کی محبت کی بستیاں اُجڑ گئیں، اُس کے عشق اور پیار کے گھرانے مٹ گئے، اُس کے گلہ کا کوئی رکھوالا نہ رہا، اور اس کے کھیتوں کی حفاظت کے لئے کوئی آنکھ نہ جاگی، سب شیطان کے پیچھے دوڑے، سب نے ابلیس کے ساتھ عاشقی کی، اور سب نے بدکار عورتوں کی طرح اپنی آشنائی کے لئے اُسے پکارا، پھر اس پر قیامت یہ ہے کہ کسی کو ندامت نہیں، کسی کا سر شرمندگی سے جھکتا، کسی کے گلے سے توبہ و انابت کی آواز نہیں نکلتی، کسی کی پیشانی میں سجدہ کے لئے بیقراری نہیں، کوئی نہیں جو روٹھے ہوتے کو منانے کے لئے دوڑ جائے۔ اور کوئی نہیں جو اپنی بدحالیوں اور ہلاکتوں پر پھوٹ پھوٹ کر آہ و زاری کرے۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا — ہم نے انہیں عذاب کی تکلیفوں میں مبتلا بھی کر دیا پھر بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ۔ (المومنون : ۷۶)

کر دیا پھر بھی اپنے خدا کے آگے نہ جھکے اور ان میں شکستگی اور عاجزی پیدا نہ ہوئی۔

آہ! میں کیا کروں، اور کہاں جاؤں، اور کس طرح تمہارے دلوں کے اندر اتر جاؤں، اور یہ کس طرح ہو کہ تمہاری روحیں پلٹ جائیں، اور تمہاری غفلت مر جائے۔ یہ کیا ہو گیا ہے کہ تم پاگلوں سے بھی بدتر ہو گئے، اور شراب کے متوالے تم سے زیادہ عقل مند ہیں۔ تم کیوں اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو، اور کیوں تمہاری عقلوں پہ ایسا طاعون چھا گیا ہے کہ سب کچھ کہتے اور سمجھتے ہو پر نہ تو راست بازی کی راہ تمہارے آگے کھلتی ہے اور نہ گمراہوں کے نقشِ قدم کو چھوڑتے ہو۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۔ (محمد ﷺ : ۲۴)

کیا یہ لوگ قرآن کی آیتوں پر غور نہیں کرتے یا ایسا ہوا ہے کہ ان کے دلوں پر قفل چڑھ گئے ہیں؟

کیا تم وہ ہو جن کے لئے کہا گیا ہے کہ:

وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا۔ (بنی اسرائیل : ۴۶)

اور ان کے دلوں پر ہم نے پردے ڈال دیتے ہیں کہ فکر کی آنکھ بے کار ہو گئی اور ان کے کان بہرے ہو گئے ہیں!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہ، تم کو معلوم ہے کہ خدا کا قانون کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اس کی سنّت کبھی انسانوں کی کسی بھیڑ کے لئے بدلی نہ جائے گی۔ اس کا یہ قانون ہے کہ آگ جلاتی ہے اور زہر کھانے سے آدمی مر جاتا ہے، اور اسی طرح غفلت و معصیت ہلاکت لاتی ہے اور خدا کی نافرمانیوں سے عذابوں اور دردناکیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے، اب بھی ایسا ہی ہو رہا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا:

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ	یہ اللہ کا قانون ہے جس کے
خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ	مطابق تمام گذری ہوئی قوموں
تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا	سے سلوک ہوا۔ اور اللہ کے
(الاحزاب: ۶۲)	قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ پاؤ گے

پس میں آج سب کچھ چھوڑ کر تم سے ایک آخری بات کہنا چاہتا ہوں اور یقین کرو کہ اس کے سوا جو کچھ کہا جاتا ہے اگر وہ اس بات کے لئے نہیں کہا جاتا تو سب کچھ بیکار ہے اور اس میں تمہارے لئے امن و برکت نہیں۔ سو یاد رکھو اور ماننے کے لئے جھک جاؤ کہ تمہاری زندگی کا ہر عمل بیکار ہے۔ اور تمہارے فکروں کی ہر فکر گمراہی و ضلالت ہے۔ تمہارے لئے صرف ایک ہی راہِ نجات ہے اور بغیر اس کے کسی طرح چھٹکارا نہیں۔ تم جب تک اس پہلی منزل سے نہ گذر و گے اس وقت تک خدا کا قہر تم پر سے ٹھنڈا نہ ہوگا، اور تم کبھی مراد اور خوشحالی نہ پاؤ گے۔ تمہارے سفرِ عمل کا پہلا قدم یہ ہے کہ توبہ کرو، اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ خدا کے آگے جھک جاؤ، اس کی سرکشی اور بغاوت چھوڑ دو۔ اس کے عشق اور محبت کو اس قدر پیو کہ بدمست ہو جاؤ، اور اس کے آگے اس طرح گرو اور اس طرح روؤ اس طرح تڑپو کہ اُسے تم پر پیار آ جائے، اور وہ تمہیں پہلے کی طرح پھر اپنی گود میں اُٹھا لے، اور سب کچھ تمہیں کو دے دے، جس طرح کہ سب کچھ تمہیں کو اس نے بخش دیا تھا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	مسلمانو! اگر تم اللہ سے ڈرنے
اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ	والے ہو جاؤ۔ تو اللہ تمام دنیا
لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ	میں تمہارے لئے ایک امتیاز
عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ	سربلندی پیدا کر دے گا۔ نیز
لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ	تمہاری تمام برائیوں کو دور
الْعَظِيْمِ ۝	کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا
(۸ : ۲۹)	تم اس کے آگے کیوں نہیں جھک

جاتے؟ وہ تو بڑا ہی فضل و کرم کرنے والا ہے:

تم نے غفلت کو خوب آزما لیا، تم نے نافرمانیوں کی صدیوں تک کڑوا، کڑوا چکھ لی، تم نے گناہ اور معصیت کے پھل سے اچھی طرح اپنے دامن بھر لئے، تم نے دیکھ لیا کہ ایک خدا کی چوکھٹ سے تم نے سرکشی کی اور کس طرح ساری دُنیا تم سے سرکش ہو گئی، اور ایک اس کے روٹھنے سے کس طرح تمام دُنیا تم سے روٹھ گئی؟ پس مان جاؤ اور اب بھی باز آ جاؤ، گناہوں کو آزما چکے، آؤ تقویٰ و راستبازی کو بھی آزما لیں، سرکشیوں کو چکھ چکے، آؤ اطاعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بھی مزہ چکھ لیں، غیروں سے رشتہ جوڑ کے تجربہ کر چکے، آؤ اسی ایک سے پھر کیوں نہ جڑ جائیں جس سے کٹ کر ذلتوں اور خواریوں، ٹھوکروں اور راندگیوں کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آیا:

أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى	پھر کیا ہے کہ اب بھی تم اللہ کے
اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَ	آگے نہیں جھکتے اور توبہ و
اللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝	استغفار نہیں کرتے حالانکہ
(المائدہ ۵ : ۷۴)	اللہ تو بڑا ہی بخشش دینے والا
	اور بڑا ہی رحمت فرمانے ہے۔

تمہارے خدا نے تمہارے ساتھ کونسی بُرائی کی تھی کہ تم نے اسے چھوڑ دیا، اور اسے چھوڑ کر کونسی دولت و نعمت ہے جو تمہیں ہاتھ آگئی؟ خدا سے بڑھ کر وُہ اور کون حسین ہے جس کے حسن نے تم کو خدا سے چھین لیا، اور اس سے بڑھ کر کس کے پاس محبت اور پیار ہے جس کی زنجیریں تمہارے پاؤں میں پڑ گئیں؟ تم غیروں کے پاس جاتے ہو تا کہ ٹھوکریں کھاؤ، پر خدا کے پاس نہیں دوڑتے تا کہ وُہ تمہیں پیار کرے؟ اگر محبت کے بھوکے ہو تو اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے بڑھ کر اور کون ہے جس کے عشق میں اسے چھوڑ رہے ہو؟ اگر تم رزق کے بھوکے ہو تو رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے بڑھ کر اور کون ہے جس کے خزانوں کی لالچ نے تم کو متوالا کر دیا ہے؟ اگر تم اپنی محنت کی مزدوری مانگتے ہو تو مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ سے بڑھ کر کون مِل گیا ہے جو تمہیں بدلہ دے گا؟ فآہ ثم آہ، علیٰ ما فرطتم فی جنب اللہ!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ	پھر کیا ان نے خدا کو چھوڑ کر
اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا	دوسروں کو اپنا معبود بنا لیا ہے؟
بُرْهَانَكُمْ.	اگر ایسا ہی ہے تو ان سے کہو
(الانبیاء: ۲۴)	کہ اپنی دلیل پیش کریں کرو

کونسی حقیقت ہے جس نے ان کی نظروں میں دوسروں کو معبود بنا دیا ہے؟

پھر کیا تم بالکل اس سے بے نیاز ہو گئے ہو اور اب تمہیں خدا کے آگے جھکنے کی ضرورت نہیں رہی؟ کیا تم کبھی بیمار نہ پڑو گے جبکہ طبیب مایوسی کا پیغام دے گا اور عزیز و اقربا دیکھ دیکھ کر ناامیدی سے رو بیٹھیں گے، اور کیا اس وقت تمہیں خدا کو پکارنے اور ہر طرف سے مایوس ہو کر اسی سے راحت اور سکھ مانگنے کی ضرورت نہ ہوگی؟

سنیئے ارشادِ ربانی:

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ	ہاں جب وہ گھڑی آئے کہ جان
التَّرَاقِيَ، وَقِيْلَ مَنْ	بدن سے کھینچ کر گردن کی ہنسلی
رَاقٍ، وَّظَنَّ اَنَّهُ	تک آ پہنچے اور دیکھنے والے
الْفِرَاقُ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ	بول اٹھیں کہ اس کا علاج
بِالسَّاقِ، اِلٰى رَبِّكَ	کرنے والا کون ہے؟ اور
يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ،	بیمار خیال کرے کہ اب کوچ
فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى	کا وقت آ گیا اور اس کے درد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى۔ (القیامہ: ۲۶ : ۳۲)

اور بے چینی کا یہ عالم ہو کہ ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر لپٹنے لگے۔ سو یہ وہ وقت ہوگا کہ اللہ ہی کی طرف انسان کا کوچ ہوگا۔ پھر بتلاؤ کہ اس وقت اُس بدبخت کا کیا حال ہوگا جس نے نہ تو کبھی خدا کے حکم کو مانا اور نہ کبھی اس کے آگے عبادت کے لئے جھکا بلکہ ہمیشہ سچائیوں کو جھٹلایا اور حکموں سے منہ موڑا؟

اگر تم کو آنکھیں دی گئی تھیں تو اسی لئے تاکہ تم اس کو دیکھو، اگر تم کو دل دیا گیا تھا تو اسی لئے تاکہ صرف اسی کو پیار کرو، اگر تم کو آنسو دیے گئے تھے تو اسی لئے تاکہ صرف اسی کی یاد میں بہاؤ، اور اگر تمہاری پیشانی بلند کی گئی تھی تو صرف اسی لئے تاکہ اسی کے آگے جھکاؤ۔ پر آہ، تمہاری زبانیں اس کی حمد کے زمزموں سے محروم ہوگئیں، تمہارے دل اس کی محبت کے نہ ہونے سے اُجڑ گئے، تمہاری رُوحوں میں اس کی چاہت کی جگہ غیروں کی چاہتیں بھر گئیں، تمہارے قدم اس کی طرف بڑھنے سے بوجھل ہوگئے، اور تمہاری مسجدیں تڑپ رہی ہیں کہ راستبازی کی تڑپتی ہوئی اور مضطرب نمازیں ان کو نصیب ہوں، مگر حیوانوں اور چارپایوں کے کھڑے رہنے اور اوندھے ہو جانے کے سوا وہاں کچھ اور نہیں ہوتا۔ حالانکہ تمہارا خُدا تمہارے کھڑے رہنے اور اُوندھے گر پڑنے کا بھوکا نہیں، اور اگر صرف پاؤں پر کھڑا رہنا ہی عبادت ہوتا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگلوں کے درختوں سے زیادہ تم کھڑے نہیں رہ سکتے: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ (الماعون: ۴: ۵)

وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا۔ (النساء)

بہت ہو چکا، اب بھی چھوڑ دو، آہ، بہت سو چکے اب بھی چونک اٹھو، بہت گم ہو چکے اب بھی اپنے کو پالو۔ خدا نے تم کو وہ مہلت دی ہے جس سے بڑھ کر آج تک زمین کی کسی مخلوق کو بھی مہلت نہ دی گئی۔ پھر ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے اور تمہاری جگہ کسی اور کو اپنی چاہتوں کی شہنشاہی اور اپنی محبت کا تاج دے دے، جیسا کہ اس نے ہمیشہ کیا ہے:

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ	اور تمہارا پروردگار بے پروا اور
إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ	فیاض ہے اگر وہ چاہے گا تو
وَيَسْتَخْلِفْ مِن بَعْدِكُم	تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے گا
مَّا يَشَاءُ، كَمَا أَنشَأَكُمْ	اور تمہارے بعد کسی دوسری
مِّن ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ۔	جماعت کو کھڑا کر دے گا جس

طرح کہ خود تم کو دوسروں میں سے اُس نے منتخب کیا تھا!

اگر تم کو اپنا مال و متاع خدا سے زیادہ محبوب ہے کہ اُسے نہ دو گے اور اپنی جانوں کو اس کی محبت سے بھی زیادہ پیارا سمجھتے ہو کہ اس کیلئے دُکھ میں نہ ڈالو گے، اور تمہارے دلوں کی آہیں، تمہارے جگر کی ٹیسیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہاری آنکھوں کے آنسو، اب اس کے لئے نہیں رہے ہیں بلکہ دوسروں کا مال ہو گئے ہیں، تو یقین کرو کہ وہ بھی تمہارا محتاج نہیں ہے، اور اس کی کائنات انسانوں سے بھری پڑی ہے۔ وہ اگر چاہے گا تو اپنے کلمۂ حق کی خدمت کے لئے درختوں کو چلا دے گا۔ پہاڑوں کو متحرک کر دے گا، کنکروں اور خاک کے ذرّوں کے اندر سے صدائیں اُٹھنے لگیں گی، پر وہ فاسق اور نافرمان انسانوں سے کبھی کام نہ لے گا، اور اپنے پاک کام کی عزت کو ناپاکوں کی گندگی سے کبھی آلودہ نہ ہونے دے گا۔ اور پھر تم مانو یا مانو مگر میں نے سچ مچ دیکھا کہ جب تمہارے اندر سے اس کی پکار کا جواب نہ ملا تو وہ دوسروں کو پیار اور محبت کے ہاتھوں سے اشارہ کر رہا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے مسلمانو! تم میں سے جو شخص
مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ	دینِ حق کی راہ سے پھر جائے گا
دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ	سو اسے یقین کرنا چاہیئے
بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ	کہ خدا اپنے کلمۂ حق کے لئے
اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	اس کا محتاج نہیں ہے قریب
اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ	ہے، کہ وہ ایک قوم نمایاں
يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	کرے جو اللہ کو چاہنے والی
وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ	ہو گی اور اللہ اسے پیار کرے گا۔
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ	وہ مومنوں کے آگے نہایت عاجز
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ	و نرم ہوں گے پر دشمنانِ حق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ۔ کیلئے نہایت مغرور و سرکش اللہ کی راہ میں بے خوف مجاہد ہونگے، اور کسی الزام دینے والے کے الزام کی پرواہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا بڑا فضل ہے۔ جس کو چاہے چن لے۔ وہ بڑا ہی فضل و کرم والا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اِختتامیہ

"زندگی اُمّید اور سعی ہے۔ موت مایوسی اور ترکِ سعی ہے۔ پس اگر ایک بدبخت نے یہ فیصلہ کرلیا کہ خُدا کے پاس اُس کے لیے کچھ نہیں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، تو پھر اُس کے لیے کیا باقی رہا؟ کیا ہے جس کے سہارے وہ زندہ رہ سکتا ہے؟ اور زندہ رہے تو کیوں زندہ رہے؟

لیکن نہیں، ایمان نام ہی اُمّید کا ہے اور مومن وہ ہے جو مایوسی سے کبھی آشنا نہیں ہو سکتا۔ اُس کا ذہنی مزاج کسی چیز سے بھی اتنا بیگانہ نہیں جس قدر مایوسی سے۔ زندگی کی مُشکلیں اسے کتنا ہی ناکام کریں لیکن وہ پھر بھی سعی کرے گا۔ لغزشوں اور گناہوں کا ہجوم اُسے کتنا ہی گھیر لے، لیکن وہ پھر توبہ کرے گا۔ نہ تو دنیا کی کامیابی سے وہ مایوس ہو سکتا ہے نہ آخرت کی نجات سے، وہ جانتا ہے کہ دنیا کی مایوسی موت ہے اور آخرت کی مایوسی شقاوت، وہ دونوں جگہ رحمتِ الٰہی کو دیکھتا اور اُس کی بخششوں پر یقین رکھتا ہے۔"۔۱ ترجمان القرآن ۲/۵۰۶

"راہیں صرف دو ہی ہیں اور دو ہی منزلوں پر ختم ہوتی ہیں۔ ایک مُنکِروں کی ہے اور ایک مومنوں کی ہے۔ پہلی انکار، مایوسی اور بد عملی کی راہ ہے۔ دوسری ایمان، اُمید اور نیک عملی کی، پہلی کو بالآخر عذاب کی منزل پر پہنچنا ہے جب کہ دوسری کو نعیم و سرورِ اَبدی پر"۔۲ 〃 〃 ۱۲/۵۸

"خدا کی سچائی سب کے سامنے آگئی۔ اب جس کا جی چاہے مانے، جس کا جی چاہے نہ مانے۔ جو مانیں گے اُن کے لیے اجر ہو گا۔ جو نہیں مانیں گے اُن کے لیے عذاب!"۔۳

〃 〃 ۱۲ ۔ ۳۸۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۵۰۶۔

۲۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۵۰۸۔

۳۔ ترجمان القرآن، ج ۲، ص ۳۸۰۔

☆ ○ ☆ ○ ☆

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہمارے ادارے کی فہرست کتب

تفسیری ترجمہ قرآن	300/-
قرآن سے ایک انٹرویو	72/-
سنت سے ایک انٹرویو	120/-
فقہ سے ایک انٹرویو	75/-
آسان قرآنی عربی	60/-
شفاف نعتیں	75/-
حضور ﷺ کی اطاعت	18/-
قندیل اقبال	60/-
عربی اُردو مصرعے	48/-
اقبال سے ایک انٹرویو	96/-
خدا کی ہستی	36/-
حدرجم	
قرآن کے دامن میں	150/-
ایمان اور عقل	96/-
نغمہ دل	100/-
حدیث قرآن کی تشریح کرتی ہے	
احادیث قدسی	36/-
An Interview with the Holy Quran	
Meaning of the Holy Quran	

181.07 1326
21706-EU-64

مکتبہ قرآنیات
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور